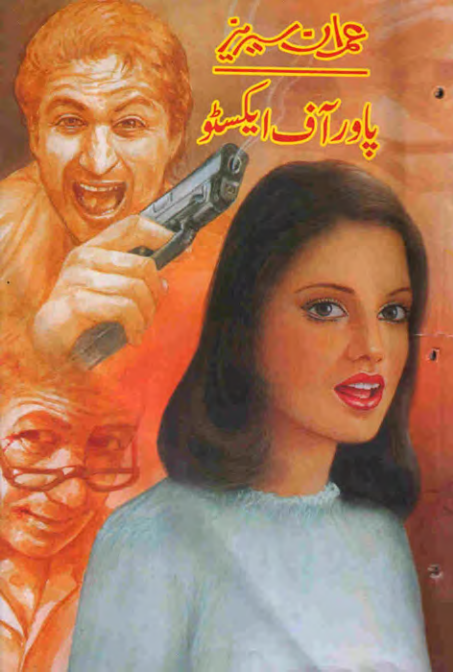


عزت سیریز

پاور آف ایکسٹو



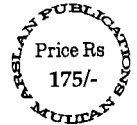
محترم قارئین السلام وعلیکم!

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور
پیش کردہ پوئیش قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا
کلی مطابقت محض اتفاق ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز
مصنف پر غرض قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

میرا نیا ناول ”پاور آف ایکٹو“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
ناول کیسا ہے یہ تو آپ پڑھ کر جان ہی لیں گے اس لئے اس
ناول کے بارے آپ کو کچھ بتانے کی بجائے میں آپ کو ایک روح
فرسا خبر بتانا چاہتا ہوں جس کا تعلق میری ذات سے ہے۔ سال
2011ء کے آغاز یعنی جنوری کی ایکس تاریخ کو میری والدہ محترمہ
رحلت فرما گئی تھیں جن کے زخم ابھی تازہ تھے کہ اچانک اسی سال
کے آخری ماہ دسمبر کی چوبیس تاریخ کو میرے لئے ایک اور انتہائی
تکلیف دہ اور روح فرسا خبر آئی جس نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ
دیا تھا۔ یہ خبر میرے والد محترم ظہور احمد صاحب کی وفات کی تھی جو
اچانک ہونے والے ہارٹ ایکٹ کے باعث خالق حقیقی سے جا
ملے تھے۔

ماں باپ کی ناگہانی موت نے جیسے میری زندگی میں ایک
طوفان سا برپا کر دیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔
میرے خاندان میں وہی دو بزرگ ہستیاں تھیں جن کی دعائیں ہر
وقت میرے ساتھ رہتی تھیں اور دونوں ہی ہستیاں اب اس دنیا میں
نہیں ہیں جس کا میں جتنا بھی دکھ اور افسوس کروں کم ہوگا۔ میری
آپ سب دوستوں سے درخواست ہے کہ جس طرح سے آپ نے
خصوصی طور پر میری والدہ محترمہ کی بخشش اور ان کے درجات کی

ناشران ----- محمد ارسلان قویش
----- محمد علی قویش
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قویش
طابع ----- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان



بلندی کے لئے دعائیں کی تھیں اسی طرح میرے بزرگوار والد محترم ظہور احمد صاحب (مرحوم) کے لئے بھی بخشش اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔ میرے والد محترم انتہائی نیک، بزرگ اور محنت کش انسان تھے وہ جلد بندی کا کام کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آخری دم تک اپنی محنت آپ کے تحت سرخرو رکھا تھا اور انہوں نے اپنی زندگی کی جو آخری جلد بندی کی تھی وہ قرآن پاک کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اسی قرآن پاک کے صدقے ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں قبر اور روز محشر کی سختیوں سے محفوظ رکھے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمائے اور مجھے اور میرے بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

یہ درست ہے کہ ہم اس جہان فانی میں رہتے ہیں اور ہر ایک کو لوٹ کر اسی قادر مطلق کی طرف جانا ہے۔ لیکن ماں باپ کا رشتہ ایسا ہوتا ہے جس سے انسان چپتا ہے اور کامیابیوں کی منزلیں طے کرتا ہوا آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہ میرے ماں باپ کی ان گنت دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ میں آپ کے لئے ہمیشہ نئی جہت سے بھرپور اور منفرد انداز کے ناول تحریر کر رہا ہوں اور آپ نہ صرف میرے ناولوں کو پسند کرتے ہیں بلکہ مجھے خطوط اور ن میسر کے ذریعے اپنی محبتوں کے پیغام بھی ارسال کرتے ہیں جس کے لئے میں آپ سب کا جس قدر شکریہ ادا کروں کم ہوگا۔ لیکن اب ماں باپ کی عظیم دعاؤں سے میں ہمیشہ کے لئے محروم ہو چکا

ہوں۔ جس کا غم شاید زندگی میں کبھی کم نہ ہوگا۔

سابقہ ناول 'اقارم' میں عمران کی طرف سے ایک سوال دیا گیا تھا۔ جب وہ ناول آپ کے ہاتھوں میں ہوگا تب تک یہ ناول 'پاور آف ایکسٹو' پرنٹنگ کے لئے پریس میں جا چکا ہوگا۔ جب تک آپ کے جوابات مجھ تک پہنچیں گے اس وقت تک وہ ناول تیار ہو چکا ہوگا۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر سوال کا جواب اگلے ماہ کے ناول میں دینے کی بجائے اس سے آگے آنے والے ناول میں دیا جائے۔ مثال کے طور پر 'اقارم' جو آپ کو ماہ جنوری میں ملا تھا اس کے بعد یہ ناول 'پاور آف ایکسٹو' آپ کے ہاتھوں میں ہے اور اس کے بعد 'کوڈ کلاک' آئے گا تو 'اقارم' میں کئے گئے سوال کا جواب اور ان قارئین کے خطوط آپ کو اگلے ناول یعنی 'کوڈ کلاک' میں ملیں گے۔ اور اس ناول میں آپ سے جو سوال کیا جائے گا اس کا جواب آپ 'کوڈ کلاک' کے بعد آنے والے ناول میں پائیں گے اس طرح آپ سب کو وقت بھی مل جائے گا اور آپ کے بھیجے ہوئے خطوط اور سوال۔ کے جواب بھی مجھ تک پہنچ جائیں گے جن میں سے پہلے دس خطوط پر انعام دیا جائے گا اور وہ انعام میرے، صفدر شاہین یا پھر ارشاد العصر جعفری صاحب کے کسی بھی ناول کی شکل میں ہوگا جو آپ کی اپنی پسند کے مطابق ہوگا۔ اس بار آپ سے سوال کرنے والا صفدر ہے۔ عمران کے سوال کا جواب تو آپ ارسال کر ہی چکے ہوں گے اب آپ صفدر کے سوال

کے جواب کی تیاری کریں اور جلد سے جلد اس کے سوال کا جواب لکھ کر ہمیں ارسال کر دیں۔

ایک بار پھر عرض کروں گا کہ جو قارئین خطوط ارسال کریں ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنا موبائل نمبر بھی ضرور تحریر کریں تاکہ جیسے ہی آپ کا خط ادارہ کو موصول ہو اس کی رسید آپ کو ایس ایم ایس کی شکل میں فوری طور پر اس نمبر پر Send کر دی جائے۔ اس طرح اس بات کی بھی تصدیق ہو جائے گی کہ خط مجھ تک پہنچ گیا ہے۔ پہلے دس خطوط کو باقاعدہ شائع بھی کیا جائے گا اور جو خطوط رہ جائیں گے ان تمام قارئین کے نام بھی شائع کئے جائیں گے۔ تو پھر اضافی قلم اور کاغذ اور فوراً جواب تحریر کر کے ادارے کو پوسٹ کر دیں تاکہ آپ کا نام ان پہلے دس قارئین کی لسٹ میں آ جائے جو تین مصنفین میں سے اپنی مرضی کے کسی ایک مصنف کا ناول خصوصی طور پر تجھے میں حاصل کر سکتے ہیں۔

قارئین سے صندوق کا سوال

ایک مجھیرے کو جو سمندر میں مچھلیاں پکڑ رہا تھا ایک بوتل ملی۔ اس بوتل پر کارک لگا ہوا تھا۔ مجھیرے نے بوتل پکڑی اور جب مجھیرے نے بوتل کا کارک کھولا تو اچانک بوتل میں سے ایک جن نکل آیا۔ مجھیرا جن کو دیکھ کر ڈر گیا لیکن جن نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ وہ نہ ڈرے۔ مجھیرے نے چونکہ جن کو بوتل سے ایک ہزار سال کے بعد آزادی دلائی ہے اس لئے جن اس مجھیرے کی

زندگی بدلنا چاہتا تھا۔ جن نے مجھیرے سے کہا کہ وہ اپنی کوئی ایک خواہش بتائے جسے وہ پورا کر دے گا۔ مجھیرے نے جن سے ایک دن کی مہلت مانگی کہ وہ گھر جا کر اپنے بوڑھے ماں باپ اور بیوی سے مشورہ کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ اس سے کچھ ایسا مانگے کہ واقعی اس کی زندگی بدل جائے۔ جن نے اسے اجازت دے دی۔ مجھیرے کے گھر میں اس کے غریب ماں باپ اور اس کی بیوی رہتی تھی۔ مجھیرے کی ماں اندھی تھی۔ مجھیرے نے جب ان تینوں کو جن کے بارے میں بتا کر ایک خواہش کا پوچھا تو اس کی بوڑھی ماں نے مجھیرے سے کہا کہ وہ جن سے کہہ کر اسے آنکھیں دلا دے۔ بوڑھے باپ نے کہا کہ اسے دولت دلا دے جبکہ مجھیرے کی بیوی کا کہنا تھا کہ وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہے۔ اسے اولاد چاہئے۔ ان تینوں کی خواہشیں سن کر مجھیرا بے حد پریشان ہوا۔ جن نے اس کی ایک خواہش پوری کرنے کا کہا تھا لیکن اس کے باپ، ماں اور بیوی کی الگ الگ خواہشیں تھیں۔ مجھیرا رات بھر سوچتا رہا۔ اگلے دن وہ جب جن سے ملنے گیا تو اس نے جن سے ایک ایسی بات کی کہ جن کو اس کی ایک خواہش میں ہی اس کی تینوں خواہشیں پوری کرنی پڑ گئیں۔ اس کی بوڑھی ماں کو آنکھیں مل گئیں۔ باپ کو دولت اور اس کی بیوی کو اولاد جیسی نعمت بھی مل گئی۔

اب آپ کو یہ بتانا ہے کہ مجھیرے نے جن سے کیا کہا تھا کہ جن نے ایک خواہش میں مجھیرے کی تین خواہشیں پوری کر دی

آدھی رات کا وقت تھا۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے جس کی وجہ سے تاریکی میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔ اس تاریکی میں نو افراد پاکیشیا کے شمالی علاقے کی ایک چکر دار پہاڑی سے گزرتے ہوئے نہایت احتیاط سے پہاڑی سے اتر رہے تھے۔ ان سب نے سیاہ رنگ کے لباس پہن رکھے تھے اور ان کے چہروں پر بھی سیاہ نقاب چڑھے ہوئے تھے۔ سیاہ لباسوں میں ملبوس ہونے کی وجہ سے وہ سب تاریکی کا ہی جزو دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سب کمانڈوز کے انداز میں ریٹکے والے انداز میں پہاڑی سے نیچے جا رہے تھے۔ وہ جس پہاڑی سے نیچے جا رہے تھے وہ بھی سیاہ پہاڑی تھی اس لئے وہ سب جیسے اس پہاڑی میں ہی ضم ہو گئے تھے جس کی وجہ سے انہیں آسانی سے نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔ ان سب نے چونکہ آنکھوں پر نائٹ ویوز لینز لگا رکھے تھے اس لئے

تھیں یہ سوال چونکہ قدرے الجھا ہوا ہے اس لئے صفدر نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ کے لئے وہ جگہ خالی چھوڑ دی ہیں۔ آپ کو بس وہ خالی جگہ پُر کرنی ہے جس سے صفدر کے سوال کا جواب مکمل ہو جائے گا۔

جواب: (میری بوڑھی میری اولاد کو کے جھولے میں دیکھنا چاہتی ہے۔)

اپنے سوال کا جواب ایک الگ کاغذ پر اپنے پورے نام و پتے اور سیل فون نمبر کے ساتھ ادارے کو ارسال کریں۔ خط ملتے ہی ادارہ کی طرف سے آپ کو بذریعہ Sms بتا دیا جائے گا کہ خط مجھ تک پہنچا دیا گیا ہے۔ یاد رہے اس سوال کا جواب ”پاور آف ایکسٹو“ کے بعد شائع ہونے والے ناول میں دیا جائے گا۔ جس کا نام ’کوڈ کلاک‘ ہے۔ شکریہ۔

اب اجازت دیجئے!

اللہ آپ سب کا تمنا بیان ہو۔ (آمین)

آپ کا محض

ظہیر احمد

E-Mail Address: arsalan.publications@gmail.com

وہ اندھیرے میں بھی دن کی روشنی کی طرح دیکھ سکتے تھے۔

وہ سب پہاڑی علاقوں سے گزر کر ایک گہری کھائی میں اترے تھے اور پھر کھائی کے ایک کنارے پر چڑھتے ہوئے ایک پہاڑی پر آ گئے تھے۔ پہاڑی کی چوٹی پر آ کر وہ کچھ دیر سستاتے رہے اور پھر وہ نہایت احتیاط سے پہاڑی کی دوسری طرف اترنا شروع ہو گئے تھے۔ وہ سب ایک دوسرے سے مناسب فاصلے پر رہ کر کچھ دیر پہاڑی سے نیچے اترتے رہے پھر جیسے ہی پہاڑی عمودی اور سپاٹ ہوئی وہ فوراً پیٹ کے بل لیٹ گئے اور پیٹ کے بل ریٹگتے ہوئے مخصوص انداز میں پہاڑی سے نیچے اترنا شروع ہو گئے۔ گوکہ اس انداز میں پہاڑی سے اترنا انتہائی دشوار اور خطرناک تھا لیکن وہ سب نہایت ماہرانہ انداز میں رینگ رہے تھے جیسے وہ منجھے ہوئے کمانڈوز ہوں۔

ان سب نے کمروں پر بیگ لاد رکھے تھے اور ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں دکھائی دے رہی تھیں۔ سامنے میدانِ علاقے میں ایک بیس کیپ موجود تھا جس کے چاروں طرف بڑگی ہوئی تھیں۔ بیس کیپ میں ہر طرف فوجی باریکس دکھائی دے رہی تھیں۔ دائیں طرف ایک بڑا سا داخلی دروازہ بنایا گیا تھا جس پر نہ صرف سرچ ٹاور تھا بلکہ وہاں انتہائی ٹائٹ سیکورٹی بھی موجود تھی۔

ارد گرد کے ماحول پر نظر رکھنے کے لئے کیپ کے جنوب میں بھی ایک ٹاور لگا ہوا تھا جس میں انتہائی ہائی پاور کی سرچ لائٹ لگی

ہوئی تھی۔ اس سرچ لائٹ سے کیپ کو روشن رکھنے کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے ماحول پر بھی نظر رکھی جاتی تھی۔

کیپ کی حفاظت کے لئے کیپ کے اندر اور باہر بڑی تعداد میں سیکورٹی اہلکار تعینات تھے جو چاروں طرف پہاڑیوں اور کیپ کی طرف آنے والے راستوں پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ اس کیپ کا سیکورٹی سسٹم اس قدر ٹائٹ تھا کہ اگر کوئی کیزا بھی ریٹگتے ہو یا کیپ کی طرف بڑھنا چاہتا تو وہ بھی سیکورٹی کی نگاہوں میں آئے بغیر آگے نہیں جاسکتا تھا۔

سیکورٹی اہلکاروں کے ساتھ ساتھ کیپ کے ارد گرد کے ماحول پر نظر رکھنے کے لئے کیپ کے چاروں طرف کلوز سرکٹ کیمرے بھی لگے ہوئے تھے جن سے زمین پر ریٹگتے والی ایک چوٹی کو بھی آسانی سے چیک کیا جاسکتا تھا۔

ان سیاہ پوشوں نے ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کے لئے کانوں میں مٹی ایئر فون لگا رکھے تھے جن کے ساتھ مائیک بھی نصب تھے۔ یہ پہاڑی چونکہ سپاٹ تھی اور اس کے عقب اور دائیں طرف گہری کھائیاں تھیں اس لئے کیپ کے اہلکار اس پہاڑی پر تعینات نہیں تھے جبکہ ارد گرد کی دوسری پہاڑیوں پر کئی مسلح افراد موجود تھے جو پہاڑیوں کے اطراف میں پہرہ دے رہے تھے۔

پہاڑی سے نیچے آتے ہوئے وہ ارد گرد موجود دوسری پہاڑیوں پر تعینات مسلح افراد کے ساتھ ساتھ کیپ کی طرف موجود سیکورٹی

اہلکاروں پر بھی نظر رکھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی سرج ٹاورز کی سرچنگ لائٹس ان کی طرف گھومتی تھیں وہ بازو سمیٹ کر سر پر رکھ کر اپنے چہرے تک چھپا لیتے تھے اور وہیں ساکت ہو جاتے تھے پھر جیسے ہی سرج لائٹس کا رخ بدل جاتا تو وہ پھر مخصوص انداز میں نیچے اترنا شروع کر دیتے۔

اب تک وہ آدھی سے زیادہ پہاڑی سے اتر کر نیچے آ چکے تھے۔ نیچے چونکہ پہاڑی قدرے ہموار تھی اس لئے وہ لڑھکتے ہوئے تیزی سے نیچے جا سکتے تھے لیکن جیسے ہی وہ لڑھک کر نیچے جاتے نہ صرف پہاڑی سے کچھ فاصلے پر موجود مسلح افراد بلکہ پہاڑیوں پر موجود مسلح افراد کی بھی ان پر نظر پڑ جاتی اور جیسے ہی مسلح افراد کی ان پر نظر پڑتی ان پر فوراً فائر کھول دیا جاتا جس سے بچنا ان کے لئے تقریباً ناممکن ہو جاتا۔

کچھ دیر وہ پہاڑی سے اتر کر نیچے کھٹکتے رہے پھر وہ ہموار ہوتی ہوئی پہاڑی کی ایک بڑی چٹان کے پاس رک گئے تھے اور سر اٹھا کر ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لینا شروع ہو گئے۔

”یہاں تو بہت سخت سیکورٹی ہے۔ جیسے ہی ہم نیچے جائیں گے وہ نہ صرف ہمیں دیکھ لیں گے بلکہ ہمیں دیکھتے ہی وہ ہم پر چاروں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جائے گی“..... ایک نوجوان نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ چونکہ سب کے امیژ فون اور مائیک آن تھے اس لئے ان سب نے ہی اس کی بات سن لی

تھی۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے۔ ہم ان کے ڈر سے ہمیں رکے رہیں گے۔ ہم یہاں ایکشن کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ دیکھنے کے لئے نہیں کہ یہاں کی سیکورٹی کیسی ہے“..... دوسرے نوجوان نے منہ ہناتے ہوئے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

”یہ بات نہیں ہے۔ میں اس کیپ کے لوڑ پوائنٹ کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ اگر ہمیں کسی طرف سے کوئی لوڑ پوائنٹ مل جائے تو ہم اس سے گزر کر کیپ میں داخل ہو سکتے ہیں لیکن یہاں دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے جیسے اس کیپ کی حفاظت کے لئے انتہائی فول پروف انتظامات کئے گئے ہیں اور کسی طرف کوئی لوڑ پوائنٹ چھوڑا ہی نہیں گیا ہے“..... پہلے بولنے والے نوجوان نے کہا۔

”چیف نے ہمیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ اس جگہ انتہائی ٹائٹ اور فول پروف سیکورٹی موجود ہے اس لئے کسی کی نظروں میں آئے بغیر ہمیں کیپ میں داخل ہونا ہے اور ہر حال میں اس کیپ سے ٹائن ایکس تھری حاصل کرنا ہے“..... ایک لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آخر یہ ٹائن ایکس تھری ہے کیا۔ اس کے بارے میں تو آپ نے ہمیں کوئی تفصیل بتائی ہی نہیں تھی“..... تیسرے نوجوان نے پوچھا۔

”اس کے بارے میں چیف نے مجھے بھی کچھ نہیں بتایا ہے۔

بس چیف نے یہی کہا تھا کہ کیپ کا انچارج کرنل کاشان ہے۔ ہمیں اسے ہر حال میں زندہ پکڑنا ہے۔ اس کے علاوہ میں کیپ کے اسلحے کے ڈپو میں ایک باکس میں موجود ہے جو لاکڈ ہے نائن ایکس تھری اسی باکس میں موجود ہے۔ ہمیں یہاں سے وہ لاکڈ باکس حاصل کرنا ہے اور اسے چیف تک پہنچانا ہے..... لڑکی نے کہا۔

”اور چیف نے آپ کو یہ بھی بتایا تھا کہ اس کیپ کے انچارج کرنل کاشان کے میک اپ میں کوئی دشمن ایجنٹ موجود ہے۔ اس کا تعلق کافرستان سے ہے اور اس نے کیپ پر قبضہ کر رکھا ہے تاکہ موقع ملے ہی وہ یہاں سے نائن ایکس تھری لے کر کافرستان فرار ہو سکے..... چوتھے نوجوان نے کہا۔

”ہاں۔ چیف کے کہنے کے مطابق کرنل کاشان کی جگہ ایک کافرستانی ایجنٹ نے لے رکھی ہے جو اس کیپ میں داخل ہو گیا ہے اور وہ یہاں آیا ہی صرف نائن ایکس تھری کے لئے ہے۔ نائن ایکس تھری جس باکس میں موجود ہے وہ اتنا بھی چھوٹا نہیں ہے کہ کافرستانی ایجنٹ اسے اپنی جیب میں ڈال کر لے جائے۔ اس کیپ میں ایک میجر اور کیپٹن بھی موجود ہیں جو اس نائن ایکس تھری کی حقیقت سے واقف ہیں اس لئے جب تک کافرستانی ایجنٹ جس نے کرنل کاشان کا روپ دھار رکھا ہے انہیں راستے سے نہیں ہٹا لیتا اس وقت تک وہ یہاں سے نائن ایکس تھری نہیں لے جاسکتا ہے۔

چیف کے کہنے کے مطابق جس ڈپو میں نائن ایکس تھری کا باکس موجود ہے وہاں کیپ کا انچارج کرنل کاشان اکیلا نہیں جاسکتا ہے۔ اگر کرنل کاشان وہاں جانا بھی چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کیپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج کو اپنے ساتھ لے جائے اور پھر وہ وہاں سے نائن ایکس تھری نکال سکتا ہے..... لڑکی نے جواب دیا۔

”وہ ایجنٹ کب سے اس کیپ میں موجود ہے۔ میرا مطلب ہے وہ ایجنٹ جس نے کرنل کاشان کی جگہ سنبھال رکھی ہے۔ ایک اور لڑکی نے پوچھا۔

”وہ کل سے یہاں موجود ہے اس لئے چیف کو یقین ہے کہ نائن ایکس تھری تک پہنچنے کے لئے کافرستانی ایجنٹ کو فول پروف پلاننگ کرنی پڑے گی تب ہی وہ یہاں سے نائن ایکس تھری نکال کر لے جاسکتا ہے اور یہ پلاننگ وہ ایک دو روز میں نہیں کر سکتا ہے۔ اس کے لئے اسے ایک ہفتہ یا اس سے بھی زائد وقت لگ سکتا ہے یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت تک کا انتظار کرے کہ جب تک مزید ایجنٹ اس کے پاس نہ پہنچ جائیں جو کیپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج کی جگہ سنبھال سکیں..... پہلی لڑکی نے کہا۔

”لیکن اس ایجنٹ کے بارے میں چیف کو انفارمیشن کہاں سے ملی تھیں اور وہ ایجنٹ اس قدر فول پروف حفاظتی انتظامات سے گزر کر کیپ میں کیسے داخل ہوا تھا..... چھٹے نوجوان نے پوچھا۔

سے گیا ضرور تھا لیکن وہ کیپ واپس آ چکا ہے۔

چیف نے چونکہ کیپ کے سینڈ انچارج سے بات کی تھی اس لئے انہیں کرنل کاشان کے وہاں پہنچنے کا علم ہو گیا تھا اور چونکہ چیف کو پہلے ہی کرنل کاشان کی لاش مل چکی تھی اس لئے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ کیپ میں جانے والا کرنل کاشان نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ چیف کو کرنل کاشان کی رہائش گاہ میں کلوز سرکس کیمروں سے جو فونج ملی تھیں ان فونج کو دیکھ کر چیف کو علم ہو گیا تھا کہ وہاں کیا ہوا تھا۔ کرنل کاشان کے آنے سے پہلے ہی چند سیاہ پوشوں نے کرنل کاشان کے گھر پر قبضہ کر لیا تھا اور سب کو ختم کر دیا تھا۔ ان کے پاس مصدقہ اطلاع تھی کہ کرنل کاشان رات کے وقت اپنی رہائش گاہ واپس آئے گا اس لئے وہ سب کرنل کاشان کے انتظار میں ہی وہاں چھپے ہوئے تھے اور پھر جیسے ہی کرنل کاشان اپنی رہائش گاہ میں پہنچا اس پر فوراً جان لیوا حملہ کر دیا گیا اور اسے ہلاک کر کے اس کا چہرہ مسخ کر دیا گیا تاکہ اس کی لاش پہچانی نہ جا سکے۔ کلوز سرکٹ کیمروں کے ساتھ رہائش گاہ میں وائس ریکارڈر بھی لگے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان سیاہ پوشوں کی آوازیں بھی ریکارڈ ہو گئی تھیں۔ کلوز سرکٹ کیمروں سے چیف نے جو فونج حاصل کئے تھے ان میں سیاہ پوشوں کے چہرے تو دکھائی نہیں دیئے تھے لیکن ان کی بات چیت سے چیف کو علم ہو گیا تھا کہ وہ کافرستانی ایجنٹ ہیں جو زیر و کیپ سے نائن ایکس فہری حاصل کرنا چاہتے ہیں

”چیف نے اس بات کا مجھے جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ کرنل کاشان کیپ سے ایک دن کی رخصت لے کر اپنے گھر گیا تھا جہاں پہلے سے ہی کوئی کافرستانی ایجنٹ اس کی گھات لگائے بیٹھا تھا۔ جیسے ہی کرنل کاشان اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا اس پر اچانک حملہ کر دیا گیا اور حملہ آوروں نے اسے اپنی طرف سے وہیں ہلاک کر کے پھینک دیا تھا۔ کرنل کاشان نے رات اپنے گھر میں قیام کرنا تھا اور اگلے روز سرداور سے ملاقات کرنی تھی۔ لیکن سرداور کو ایبرجنسی تھی اس لئے انہوں نے اگلے دن کا انتظار نہیں کیا اور فوراً کرنل کاشان کی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ جب سرداور کرنل کاشان کے گھر پہنچے تو انہیں ایک تو وہاں گیٹ کھلا ہوا ملا اور جب وہ اندر گئے تو انہیں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں پڑی ہوئی دکھائی دی تھیں۔ سرداور نے اس کی رپورٹ فوری طور پر سر سلطان کو دی اور سر سلطان نے ساری رپورٹ چیف کو دے دی۔ جس پر چیف نے فوری طور پر حرکت میں آتے ہوئے خود ہی ساری انکوائری کی اور انہیں وہاں کرنل کاشان کی مسخ شدہ لاش بھی مل گئی۔ جس کے ڈی این اے ٹیسٹ کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کرنل کاشان ہی تھا اور اس کی رہائش گاہ میں جو لاشیں ملی تھیں وہ کرنل کاشان کے گھر والوں، ملازمین اور گارڈز کی تھیں جو کرنل کاشان کی رہائش گاہ کی حفاظت پر مامور تھے۔ چیف نے فوری طور پر بیس کیپ میں رابطہ کیا تو انہیں یہ سن کر شدید حیرت ہوئی کہ کرنل کاشان چند گھنٹوں کے لئے کیپ

جواب دینا شروع کر دیا تھا۔ اس بار عمران ان کے ہمراہ نہیں تھا اس لئے وہ سب جولیا کی لیڈر شپ میں یہاں آئے تھے۔ جولیا کے ساتھ صفدر، کمپن کلکیل، تنویر، صالحہ اور فور سٹارز یہاں آئے تھے۔ ”یہ سب تو آپ نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا تھا مس جولیا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چیف نے ہمیں یہاں ڈائریکٹ ایکشن کرنے کے لئے کیوں کہا ہے۔ کیپ میں ایک ہی کافرستانی سپریم ایجنٹ موجود ہے۔ اسے ابھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس کی حقیقت کھل چکی ہے۔ اس لئے چیف ہمیں ایکشن کرنے کی بجائے خاموشی سے یہاں بھیج دیتا اور ہم کیپ میں داخل ہو کر آرام سے اسے پکڑ لیتے“..... صالحہ نے اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیرا۔ چیف نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ کرنل کا شان نے کیپ میں واپس آتے ہی کیپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج کو پستل فورس کے ساتھ یہاں سے چار سو کلومیٹر دور ڈبل ون کیپ کی طرف بھیجا ہے۔ وہ سب چونکہ یہاں سے جا چکے ہیں اس لئے کرنل کا شان ہی اس کیپ کا کرتا دھرتا بن چکا ہے اور وہ چونکہ کل شام سے اس کیپ میں موجود ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے کیپ میں اپنے مزید ساتھیوں کو بلا لیا ہو اور اس کے ساتھی بھی ظاہر ہے اس کیپ میں ہوں گے اور وہ ان مسلح افراد میں بھی شامل ہو سکتے ہیں اس لئے چیف نے ہمیں یہاں کارروائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ چیف نے کہا ہے کہ ہم یہاں ایسی کارروائی کریں کہ کسی کو اس کی بھٹک

اور ان میں ایک کافرستانی سپریم ایجنٹ بھی موجود تھا جس کا نام کرنل اشوتا ہے۔ کرنل اشوتا نے ہی کرنل کا شان کی جگہ لے کر زیرو کیپ میں جانے کا پروگرام بنایا تھا اور چیف کو زیرو کیپ کے سیکنڈ انچارج نے بتایا تھا کہ کرنل کا شان واپس کیپ لوٹ آیا ہے تو چیف کو علم ہو گیا کہ وہ کرنل کا شان نہیں بلکہ کافرستانی سپریم ایجنٹ کرنل اشوتا ہے۔ کرنل اشوتا چونکہ سپریم ایجنٹ ہے اور اس نے زیرو کیپ پر قبضہ کر لیا ہے اس لئے چیف اس پر ڈائریکٹ ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا ورنہ کیپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج کو بتا کر اسے کیپ میں ہی پکڑا جا سکتا تھا لیکن چیف جانتا تھا کہ سپریم ایجنٹ آسانی سے ہاتھ آنے والے نہیں ہوتے اس لئے انہوں نے کیپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج سے کوئی بات نہیں کی تھی اور انہوں نے فوری طور پر مجھے کال کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں تم سب کو لے کر فوراً زیرو کیپ کی طرف روانہ ہو جاؤں جو شمالی علاقے کی ایک وادی میں موجود ہے۔ انہوں نے چونکہ مجھے بریفنگ دے دی تھی اس لئے میں تمہیں لے کر یہاں آگئی“..... لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا جو جولیا تھی اور باقی سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران تھے۔ وہ سب ایک ساتھ ہی وہاں آئے تھے اس لئے انہیں جولیا نے چیف کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے کہا تھا اور انہیں اپنے مشن کی چیدہ چیدہ باتیں بتا دی تھیں۔ اب انہیں موقع ملا تو انہوں نے جولیا سے مشن کی تفصیلات کا پوچھا تھا اور جولیا نے انہیں تفصیل سے

تک نہ لگے اور ہم خاموشی سے کیپ میں داخل ہو کر کرنل کا شان کو اد کیپ میں موجود نائن ایکس تھری کے باکس کو ان تک پہنچا دیں۔ پھر وہ خود ہی اس کافرستانی سپریم ایجنٹ سے یہ اگلا لیں گے کہ کیپ میں اس کے کون کون سے باقی ساتھی موجود ہیں اور وہ کس روپ میں ہیں..... جولیا نے کہا۔

”اگر یہاں سے کرنل کا شان یا اس کے روپ میں کافرستانی سپریم ایجنٹ کو ہی نکالنا ہے تو پھر چیف کو نائن ایکس تھری کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ نائن ایکس تھری والا باکس اسٹے کے جس ڈپو میں موجود ہے اس ڈپو تک خود کرنل کا شان بھی کیپ کے سیکنڈ اور تھرڈ انچارج کے بغیر نہیں جا سکتا تو پھر اس کا مطلب تو یہی ہے نا کہ نائن ایکس تھری وہاں محفوظ ہے جب کافرستانی سپریم ایجنٹ اس تک نہیں پہنچ سکتا تو بھلا اس کے ساتھی وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں..... صدر نے کہا۔

”اگر کرنل اشوتا کے ساتھیوں کو معلوم ہوا کہ کرنل اشوتا کیپ میں نہیں ہے تو وہ کیپ اڑانے کی کوشش بھی تو کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے انہیں کہیں سے گولہ بارود لانے کی بھی ضرورت نہیں ہو گی۔ سب کچھ انہیں اسی کیپ سے مل جائے گا۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو اس کے ساتھ نائن ایکس تھری بھی ختم ہو جائے گا جو چیف کے کہنے کے مطابق پاکستانی اہم ضرورت ہے..... جولیا نے کہا۔

”کیا یہ کسی اسٹے کا نام ہے.....“ تو پر نے پوچھا۔

”میں نہیں جانتی۔ چیف نے اس سلسلے میں بتانے سے گریز کیا تھا.....“ جولیا نے جواب دیا۔

”ہم اگر اسٹے کے ڈپو تک پہنچ بھی جائیں تو ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ نائن ایکس تھری کس شکل میں ہے اور کس باکس میں موجود ہے۔ اسٹے کے ڈپو میں ظاہر ہے اسٹے بھی بند چینیوں اور باکسز میں ہی ہوتا ہے.....“ صدیقی نے کہا۔

”چیف نے مجھے اس باکس کی نشانی بتائی تھی۔ وہ ایک سیاہ رنگ کا باکس ہے جو تابوت کی شکل کا ہے اور اس تابوت پر سرخ رنگ کے تین بچھو بنے ہوئے ہیں.....“ جولیا نے کہا۔

”بس یہی نشانی بتائی ہے.....“ خاور نے کہا۔

”ہاں۔ ہمیں وہاں ایسا جو بھی باکس ملے گا ہم اسے نکال لائیں گے اور کرنل کا شان سمیت اسے چیف تک پہنچا دیں گے.....“ جولیا نے کہا۔

”ظاہر ہے چیف کا حکم ہے۔ اسے تو ہم نے پورا کرنا ہی ہے اور اس کے سوا ہم کر بھی کیا سکتے ہیں.....“ نعمانی نے کہا اور وہ سب مسکرا دیئے۔

”اب کس بات کا انتظار ہے۔ ہمیں کارروائی شروع کر دینی چاہئے.....“ صالحہ نے کہا۔

”مس صالحہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہمیں واقعی اپنی کارروائی شروع کر دینی چاہئے.....“ چوہان نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ سب گیس ماسک پہن لیں اور صفدر، کیپٹن نکلیں تم دونوں اپنے ریموٹ کنٹرول نکالو اور منی ہیلی کاپٹر کھائی سے اڑا کر یہاں لے آؤ اور ان میں سے ایک بیس کیمپ کے درمیان میں اور دوسرا قدرے فاصلے پر گرا دو“..... جولیا نے کہا تو ان سب نے اپنے جسموں سے بیگ اتارے اور مگر مچھوں کی طرح لیٹ گئے۔ ان کے لیٹنے کا انداز ایسا تھا کہ اب ان کی ٹانگیں پہاڑی کی چوٹی کی طرف تھی اور سر نیچے کی طرف۔ انہوں نے بیگ اپنے سامنے رکھے اور انہیں کھولنا شروع ہو گئے اور پھر انہوں نے بیگوں میں سے گیس ماسک نکال کر چہروں پر چڑھانے شروع کر دیئے۔ صفدر نے گیس ماسک اپنے چہرے پر چڑھانے کے بعد پھر اپنے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی سی مشین نکال لی۔ اس مشین پر ریموٹ کنٹرول کرنے والے بٹن اور لیور بھی لگے ہوئے تھے اور ایک سکرین بھی تھی۔ صفدر نے اس مشین کو سیٹ کر کے دوبارہ بیگ کے اندر رکھا اور بیگ کے اندر ہی اسے آن کر دیا۔ سکرین ہونے کی وجہ سے اسے دور سے دیکھا جاسکتا تھا اس لئے اس نے مشین کو بیگ کے اندر ایڈجسٹ کر کے آن کیا تھا تاکہ سکرین کی روشنی باہر نہ نکل سکے۔ لیکن چونکہ بیگ کا منہ کھلا ہوا تھا اس لئے جیسے ہی سکرین روشن ہوئی، بیگ سے ہلکی ہلکی روشنی خارج ہونا شروع ہو گئی تو صفدر نے فوراً بیگ میں ہاتھ ڈال کر اسے بند کر دیا۔

”سکرین کی روشنی سے تو مسلح افراد فوراً ہماری طرف متوجہ ہو جائیں گے“..... صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ تم نے جو کرنا ہے سکرین کو دیکھ کر ہی کرنا ہے۔ اس کے لئے ہاتھ کے ساتھ اپنا منہ بھی بیگ میں ڈال دو اور سکرین دیکھتے ہوئے اپنا کام شروع کر دو۔ تمہارا ہاتھ اور منہ بیگ کے اندر ہو گا تو سکرین کی روشنی باہر نہیں آئے گی اور کیپٹن نکلیں تم بھی ایسا ہی کرنا“..... جولیا نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا کر بیگوں میں ہاتھ ڈالے اور پھر انہوں نے اپنے منہ بھی بیگوں کے اندر ہی کر لئے۔

مشینوں کی سکرینیں روشن تھیں۔ صفدر نے ایک بٹن پر پریس کیا تو اچانک اس کی مشین کی سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ منظر میں ایک چھوٹا سا کھلونے نما ہیلی کاپٹر دکھائی دے رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر سیاہ رنگ کا تھا۔ جو ایک بڑے پتھر پر ساکت کھڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے ایک کین لگا ہوا تھا، جو دیکھنے میں ایک مشروب کے عام کین جیسا تھا۔ کین سیلڈ تھا اور اس کین کا رنگ بھی سیاہ تھا۔

جولیا اور اس کے ساتھی پہاڑی پر چڑھنے سے پہلے ہی دو کھلونے نما ہیلی کاپٹر نیچے چھوڑ آئے تھے۔ انہوں نے ہی ہیلی کاپٹروں اور کینوں پر سیاہ رنگ کیا تھا تاکہ رات کی تاریکی میں وہ آسانی سے دکھائی نہ دے سکیں۔ کھلونے نما ہیلی کاپٹروں میں چونکہ بچوں کو خوش کرنے کے لئے خوبصورت رنگوں کے بلب لگے ہوتے ہیں جن

کے چلتے بچنے سے بچے خوش ہوتے ہیں۔ ان بلبوں کو انہوں نے پہلے ہی آف کر دیا تھا تاکہ رات کی تاریکی میں میس کیپ کی طرف جاتے ہوئے یہ کھلونے نما بلی کا پٹر نمایاں نہ ہو سکیں۔

صفر نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک بلی کا پٹر کے پچھے گردش کرنا شروع ہو گئے۔ بلی کا پٹر کے پیچھے کین کے ساتھ ایک مائیکرو کیمرہ بھی لگا ہوا تھا جس کی مدد سے صفر اس مشین کی سکرین پر مٹی بلی کا پٹر سے ارد گرد کا ماحول بھی چیک کر سکتا تھا۔ صفر نے ایک اور بٹن پریس کیا تو مٹی بلی کا پٹر نے آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔

یہ بلی کا پٹر چونکہ بیڑیوں سے چلتے تھے اس لئے ان کے پروں سے کوئی آواز پیدا نہیں ہوتی تھی۔ صفر نے بلی کا پٹر کو اوپر اٹھتے دیکھ کر لیور سے اسے نہایت احتیاط سے کنٹرول کرنا شروع کر دیا۔ بلی کا پٹر پہلے سیدھا اوپر کی طرف اٹھتا رہا پھر صفر نے مشین کا ایک اور بٹن پریس کیا تو اچانک سکرین کا منظر تبدیل ہو گیا۔ سکرین پر اب مٹی بلی کا پٹر کی بجائے کھائی دکھائی دے رہی تھی جہاں سے مٹی بلی کا پٹر باہر جا رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں صفر اپنا مٹی بلی کا پٹر کھائی سے باہر لے آیا۔ کھائی سے نکال کر صفر نے بلی کا پٹر مزید بلند کر لیا تاکہ وہ سیاہ پہاڑی کے اوپر سے ہوتا ہوا میپ کی طرف جا سکے۔ وہ بلی کا پٹر میپ سے بھی کافی بلندی پر رکھنا چاہتا تھا تاکہ اسے آسانی سے دیکھ

کر ہٹ نہ کیا جاسکے۔ جب بلی کا پٹر کافی بلندی پر آ گیا اور صفر نے محسوس کیا کہ اب اسے نیچے سے آسانی سے دیکھا نہیں جاسکتا تو اس نے لیور سے مٹی بلی کا پٹر کو کنٹرول کرتے ہوئے اس کا رخ میس کیپ کی جانب کر دیا۔

دوسرا بلی کا پٹر کیپٹین ٹکیل کنٹرول کر رہا تھا۔ وہ بھی صفر کی طرح بلی کا پٹر کنٹرول کرتا ہوا کھائی اسے باہر لے آیا۔ جب دونوں بلی کا پٹر کھائی سے نکل کر اور سیاہ پہاڑی سے کافی بلندی پر آ گئے تو ان دونوں نے ایک ساتھ مٹی بلی کا پٹر کو میس کیپ کی جانب بڑھانا شروع کر دیا۔

بلی کا پٹر کی چونکہ کوئی لائٹ نہیں جل رہی تھی اور ان کے رنگ بھی سیاہ تھے۔ اس کے علاوہ آسمان پر بھی چونکہ گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اس لئے پہاڑی پر سے گزرنے کے باوجود ممبران کو بھی وہ بلی کا پٹر دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

کچھ ہی دیر میں صفر بلی کا پٹر کنٹرول کرتا ہوا میس کیپ کے عین اوپر لے آیا جبکہ کیپٹین ٹکیل اپنا مٹی بلی کا پٹر اس سے کافی آگے لے گیا تھا۔

”کیا ہوا۔ کہاں ہیں تمہارے مٹی بلی کا پٹر؟“..... جولیا نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میرا بلی کا پٹر میس کیپ کے عین وسط پر ہے“..... صفر نے جواب دیا۔

”اور میں اپنا بھلی کا پٹر آگے لے جا رہا ہوں“..... کیپٹن ٹکلیل نے کہا۔

”اوکے۔ گرا دو انہیں کیپ پر“..... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین کا منظر بدلا اور اسے پھر سکرین پر مٹی بھلی کا پٹر دکھائی دینے لگا۔ جو ہوا میں ایک جگہ معلق تھا اور اس کے پچھلے تیزی سے گردش کر رہے تھے۔ صفدر نے مشین کا ایک اور بٹن پریس کیا تو اچانک مٹی بھلی کا پٹر کے گھومتے ہوئے پروں کی گردش کم ہو گئی۔ بھلی کا پٹر کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کا منہ نیچے کی جانب جھک گیا۔ دوسرے لمحے مٹی بھلی کا پٹر تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا۔ بھلی کا پٹر کو نیچے گرتے دیکھ کر صفدر نے مشین آف کر کے بیک میں ہی جھوڑ دی اور بیک سے سر نکال لیا۔

دوسرے لمحے اچانک بیس کیپ کے عین وسط میں ایک ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اس سے پہلے کیپ کے اندر اور باہر موجود سیکورٹی الہکار اس دھماکے کی نوعیت سمجھنے یا اس طرف جاتے اچانک وہ اپنی جگہوں پر ہی بے جان سے ہو کر گر گئے چلے گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اچانک ہر طرف ہوا میں موجود آکسیجن ختم ہو گئی ہو اور ایک لمحے سے بھی کم وقتے میں کیپ میں موجود افراد کے دم گھٹ گئے ہوں۔ زمین پر جو افراد موجود تھے وہ تو وہیں گر گئے تھے۔ پہاڑیوں پر موجود سیکورٹی الہکاروں کا حال بھی ان سے مختلف

نہیں ہوا تھا۔ کچھ تو پہاڑیوں پر موجود چٹانوں پر ہی گر گئے تھے اور کچھ ایسے الہکار بھی تھے جو چٹانوں کے اوپر کناروں پر کھڑے تھے۔ وہ چکرا کر گرے تو وہ کسی ایک جگہ رکنے کی بجائے پہاڑیوں سے ہی نیچے گرتے چلے گئے۔

”اوہ۔ یہ غلط ہوا ہے۔ مجھے اس بات کا بھی دھیان رکھنا چاہیے تھا کہ ٹائی رٹ گیس سے پہاڑیوں پر موجود افراد بھی متاثر ہو کر پہاڑیوں سے نیچے گر سکتے ہیں“..... جولیا نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

”صرف وہ افراد نیچے گرے ہیں جو چٹانوں کے کنارے پر کھڑے تھے۔ ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے“..... تنویر نے کہا۔ اسی لمحے کیپ سے کچھ دور ایک اور ہلکا دھماکہ ہوا اور پھر وہاں جیسے موت کا سانسنا چھا گیا۔

کیپ کے اندر اور باہر موجود سیکورٹی الہکار جو ہر طرف گھومتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے وہ اپنی اپنی جگہوں پر گر چکے تھے۔ وایج ٹاورز پر بھی سرج لائٹس ایک جگہ رک گئی تھیں۔ بھلی کا پٹر وں کے نیچے جو کین لگے ہوئے تھے وہ نیچے گر کر پھٹ گئے تھے جن سے نکلنے والی ٹرود اثر ٹائی رٹ گیس کا وہاں موجود تمام افراد فوراً شکار ہو گئے تھے اور بے ہوش ہو گئے تھے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے چونکہ پہلے ہی گیس ماسک پہن لئے تھے اس لئے ان پر ٹائی رٹ گیس کا اثر نہیں ہوا تھا۔

اس بیس کیمپ میں کم و بیش تیس ہیرکیں ہیں اور میری معلومات کے مطابق اس کیمپ میں دوسو سے زائد افراد موجود ہیں۔ کیا ان سب کو ایک ساتھ بے ہوش کرنے کے لئے ٹائی رٹ گیس کے دو کین کافی ہوں گے۔ اس کے علاوہ کیمپ کے نیچے بکھرے بھی موجود ہیں جہاں اسلحے کا ڈپو ہے۔ وہاں جو افراد موجود ہوں گے کیا ان پر بھی ٹائی رٹ گیس کا اثر ہوا ہوگا؟..... خاور نے پوچھا جو اب تک خاموش تھا۔

”ہاں۔ ان سب کو ایک ساتھ بے ہوش کرنے کے لئے ٹائی رٹ گیس ہی ہمارے کام آ سکتی تھی۔ چیف یہی چاہتا تھا کہ کیمپ میں کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے لیکن اگر کرنل کاشان تک پہنچنے میں ہمیں کوئی دشواری آئے اور ہمیں چند لاشیں بھی گرانی پڑیں تو ہم ایسا بھی کر گزریں۔ میری تو یہی کوشش تھی کہ یہ ہمارے ملک کے محافظ ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی آج نہیں آنی چاہئے اس لئے رانا باؤس سے اسلحہ اور گیس بم لیتے ہوئے مجھے ٹائی رٹ گیس کے کین نظر آ گئے تھے اس لئے میں نے دوسری گیسس استعمال کرنے کی بجائے ان پر ٹائی رٹ گیس کے ہی استعمال کا فیصلہ کیا تھا جو تیزی سے چاروں طرف پھیلتی ہے اور پانچ ہزار گز کے قطر کو متاثر کرتی ہے۔ اس دائرے میں پھیلنے والی گیس ہر جاندار کو ایک لمحے میں بے ہوش کر دیتی ہے چاہے وہ انسان ہو یا کوئی جانور اور اس سے انسانی صحت پر بھی کوئی نیکلیو اثرات مرتب

نہیں ہوتے۔ ٹائی رٹ گیس زمین کے دس فٹ تک نیچے بھی اپنا اثر دکھاتی ہے اور پھر تیزی سے اوپر اٹھ جاتی ہے۔ اگر ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے بھی اس کی زد میں آ جائیں تو وہ بھی بے ہوش ہو کر نیچے گر جاتے ہیں“..... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس گیس کا اثر کتنی دیر میں زائل ہوتا ہے اور اس گیس سے بے ہوش ہونے والا جاندار کتنی دیر تک بے ہوش رہتا ہے“۔ نعمانی نے پوچھا۔

”گیس جس تیزی سے پھیلتی ہے اسی تیزی سے ختم ہو جاتی ہے اور اس سے بے ہوش ہونے والا جاندار ایک گھنٹے بعد خود ہی ہوش میں آ جاتا ہے۔ ہمیں چونکہ یہاں فوری کارروائی کرنی تھی اور کسی کو نقصان بھی نہیں پہنچانا تھا اس لئے ہمیں ٹائی رٹ گیس سے اچھا متبادل نہیں مل سکتا تھا۔ اب ہم اطمینان سے کیمپ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر ہم کرنل کاشان کو بھی ڈھونڈ سکتے ہیں اور ٹائن ایکس تھری کا باکس بھی تلاش کر کے یہاں سے نکل سکتے ہیں۔ اب جب ہم یہاں اپنی کارروائی مکمل کر کے واپس جائیں گے تو ایک گھنٹے کے بعد ان سب کو خود ہی ہوش آ جائے گا۔ ہوش میں آنے کے بعد ان کا کیا ری ایکشن ہوگا یہ پھر چیف جانے اور اس کا کام جانے۔ ہمیں تو بس چیف کے احکامات پر عمل کرنا ہے“..... جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

لئے انہوں نے قوس کے انداز میں فائرنگ کی تھی جس کی وجہ سے چھلانگیں لگانے کے باوجود ان میں سے کوئی بھی خود کو گولیوں کی زد میں آنے سے نہیں بچا سکا تھا۔ جولیا سمیت ان سب کو اپنے جسموں میں لوہے کی گرم گرم سلاخیں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ دوسرے لمحے ماحول ان کی تیز اور دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔

اب چونکہ وہاں موجود افراد بے ہوش ہو چکے تھے اس لئے وہ پہاڑی پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور انہوں نے پہاڑی سے اترتے ہوئے اپنے گیس ماسک بھی اتار دیئے تھے۔ پہاڑی سے اترتے ہی وہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے خاردار باڑ کی جانب بڑھنے لگے جو کیپ کے چاروں طرف موجود تھی۔ خاردار اور چوہان نے آگے بڑھتے ہوئے اپنے بیگوں سے مخصوص کنز نکالے اور پھر انہوں نے آگے جا کر باڑ کا نئی شروع کر دی۔

باڑ سکتے ہی وہ سب بیس کیپ میں داخل ہو گئے۔ وہاں ہر طرف موجود تمام افراد گرے ہوئے اور بے سدھ پڑے تھے۔ وہ سب ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلے جا رہے تھے اور ابھی وہ کیپ کے وسط میں ہی پہنچے تھے کہ اسی لمحے انہیں تیز گزراہٹ کی آواز سنائی دی۔ وہ چونک کر پلٹے تو انہیں اس سیاہ پہاڑی کے اوپر سے ایک ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا اس طرف آتا دکھائی دیا جس طرف سے وہ سب آئے تھے۔

ہیلی کاپٹر سیاہ رنگ کا تھا اور وہ تیزی سے آگے بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ جولیا اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے اچانک ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گنیں گر جتنا شروع ہو گئیں۔ ان سب نے فائرنگ سے بچنے کے ادھر ادھر چھلانگیں لگائیں لیکن وہ سب چونکہ کیپ کے وسط میں تھے اور ان کے ارد گرد کوئی پناہ گاہ نہیں تھی اور پھر شاید ہیلی کاپٹر سے ان کی لوکیشن بھی چیک کر لی گئی تھی اس

مترشح تھی۔

”اپنے فلیٹ میں ہوں گے۔ کیوں خیریت“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے ممبران کو زیرو کیپ میں کس مشن پر بھیجا تھا“..... سر سلطان نے جواب دینے کی بجائے قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔

”زیرو کیپ۔ مشن۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ کس زیرو کیپ کی بات کر رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”شوگران سے ایک سو گلو میٹر کے فاصلے پر مشرقی پہاڑیوں میں جو بیس کیپ ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں“..... سر سلطان نے کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ اس کیپ کا انچارج کرنل کاشان ہے تا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اب یہ بتاؤ کہ تم نے ممبران کو وہاں کس مشن پر بھیجا تھا“..... سر سلطان نے اسی طرح سخت لہجے میں پوچھا۔

”میں سمجھا نہیں۔ آپ کس مشن کی بات کر رہے ہیں۔ میں نے تو کسی کو وہاں نہیں بھیجا“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ اگر تم نے انہیں وہاں نہیں بھیجا تو وہ سب وہاں کیسے پہنچ گئے اور وہ بھی مسلح کارروائی کرنے کے لئے“..... دوسری طرف سے سر سلطان نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو

بلیک زیرو کچن سے اپنے لئے کافی کا ایک مگ لے کر آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ اسی لمحے اچانک ٹیلی فون کی کھنٹی بج اٹھی۔

بلیک زیرو نے کافی کا مگ ایک طرف رکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“..... اس نے ایکسٹو کی مخصوص آواز میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

”اوہ آپ۔ السلام علیکم جناب۔ میں طاہر بول رہا ہوں۔“ سر سلطان کی آواز پہچان کر بلیک زیرو نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

”عمران کہاں ہے“..... سلام و دعا کے بعد سر سلطان نے پوچھا۔ ان کے لہجے میں بے چینی کے ساتھ ساتھ انتہائی پریشانی

”ہوا کیا ہے اور آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سیکرٹ سروس کے ممبران نے ہی زیرویکپ میں کوئی کارروائی کی ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ابھی کچھ دیر پہلے میری آئی ایس ایس پی آر فیصل شیروانی سے بات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ ایک ضروری کام کے لئے اس نے زیرویکپ میں کزنل کاشان سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا کزنل کاشان سے کوئی رابطہ نہ ہوا تو اس نے کیپ کے سینڈ انچارج سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن حیرت انگیز طور پر کیپ کے سینڈ اور پھر تھڑ انچارج نے بھی فیصل شیروانی کی کال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ فیصل شیروانی ایک ہیلی کاپٹر میں تھا وہ شمالی علاقوں کی نگرانی کے لئے فضائی جائزہ لے رہا تھا۔ جب زیرویکپ سے اس کا کوئی رابطہ نہ ہوا تو اس نے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو زیرویکپ کی طرف جانے کے لئے کہا۔

ہیلی کاپٹر جب زیرویکپ کے اوپر پہنچا تو یہ دیکھ کر فیصل شیروانی بری طرح سے چونک پڑا کہ زیرویکپ میں ہر طرف تباہی مچیلی ہوئی تھی۔ وہاں موجود فورس ہلاک ہو چکی تھی اور فورسز کی بارکوں کو بھی بموں سے اڑا دیا گیا تھا۔ فیصل شیروانی نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اس نے ہیلی کاپٹر نیچے اتار لیا اور کیپ کا دورہ کرنے لگا۔ وہاں موجود تمام افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ فیصل شیروانی کے ساتھ دس مسلح جوان تھے انہوں نے فوراً کیپ پر قبضہ کیا اور

کے چہرے پر شدید حیرت لہرانے لگی۔
”مسلح کارروائی کرنے کے لئے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ سیکرٹ سروس کے ممبران زیرویکپ میں کارروائی کرنے کے لئے گئے تھے مگر کیوں۔ یہ کیسے ممکن ہے“..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ کیوں۔ اور تمہارے انداز سے لگ رہا ہے جیسے تم نے انہیں زیرویکپ میں کسی کارروائی کے لئے بھیجا ہی نہیں“..... سر سلطان نے کہا۔

”یہ سچ ہے جناب۔ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہیں ہے۔ انہیں زیرویکپ پر کارروائی کرنے کے لئے تو کیا کئی روز سے کال بھی نہیں کی ہے پھر وہ اپنی مرضی سے کسی مشن پر کیسے جا سکتے ہیں اور وہ بھی زیرویکپ میں کلہاروائی کرنے کے لئے۔“
بلیک زیرو نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے عمران نے انہیں بھیجا ہو“..... سر سلطان نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

”اگر ایسا ہوتا تو عمران صاحب اس بارے میں مجھ سے ضرور بات کرتے یا پھر ہدایات لینے کے لئے جولیا مجھ سے بات کرتی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تو پھر انہیں وہاں اس طرح جانے کی کیا ضرورت تھی۔“
دوسری طرف سے سر سلطان نے بے حد الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہاں کی صورتحال کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

فیصل شیروانی جانتا تھا کہ اس کیپ کے نیچے ایک خفیہ لیبارٹری موجود ہے۔ اس نے لیبارٹری کے انچارج سر جنید سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان سے بھی اس کا کوئی رابطہ نہ ہوا تو فیصل شیروانی کیپ کے اس خفیہ بکر کی طرف گیا جہاں سے لیبارٹری میں جانے کا مخصوص راستہ بنایا گیا تھا۔ جب فیصل شیروانی بکر کھول کر اندر گیا تو یہ دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے کہ تباہی صرف کیپ تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ حملہ آور اس لیبارٹری میں بھی پہنچ گئے تھے۔ حملہ آوروں نے بکر کو بموں سے اڑا کر خفیہ راستہ کھول لیا تھا اور پھر وہ لیبارٹری میں داخل ہو گئے تھے۔ لیبارٹری میں بھی انہوں نے زبردست تباہی پھیلانی تھی۔ وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا تھا اور ساری مشینری تباہ کر دی گئی تھی۔ لیبارٹری کے انچارج سر جنید کی وہاں انہیں مسخ شدہ لاش ملی تھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ ان پر شدید تشدد کیا گیا ہے اور پھر انہیں انتہائی بے رحمی سے ہلاک کر دیا گیا ہے۔

فیصل شیروانی ابھی حالات کا جائزہ لے رہا تھا کہ اسے پتہ چلا کہ کیپ پر جن غیر متعلق افراد نے حملہ کیا تھا ان میں سے نو افراد زندہ ہیں لیکن وہ شدید زخمی ہیں۔ فیصل شیروانی نے فوراً جا کر ان کا معائنہ کیا۔ ان نو افراد نے سیاہ لباس پہن رکھے تھے اور ان کے پاس وافر مقدار میں اسلحہ موجود تھا۔

فیصل شیروانی نے جب ان کے چہروں سے نقاب اتارے تو اسے ان میں دو لڑکیاں بھی دکھائی دیں۔ وہ سب زندہ تھے لیکن ان کی حالت کافی خراب تھی کیونکہ ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جسے دو دو چار چار گولیاں نہ لگی ہوں۔ ان کے لباس اور ان کے پاس موجود اسلحہ چونکہ کیپ کی فورس سے الگ تھا اسی لئے انہیں حملہ آور ہی تصور کیا جا رہا تھا کہ کیپ میں ہونے والی جھڑپ میں حملہ آور بھی نشانہ بن گئے ہوں۔ اس لئے ایس ایس پی آر فیصل شیروانی کے حکم سے فوراً انہیں ہیلی کاپٹر میں ڈال کر طبی امداد کے لئے سی ایم ایچ پہنچا دیا گیا۔ اس کے بعد فیصل شیروانی نے فوراً اس کیپ پر ہونے والے حملے کی اطلاع اعلیٰ حکام کو دی۔ ان کی اطلاع پر فوراً وہاں انوسٹی گیشن کرنے والی ٹیمیں پہنچ گئیں۔ انوسٹی گیشن کرنے والی ٹیموں نے وہاں سے حیرت انگیز معلومات حاصل کی تھیں۔ ان کے مطابق کیپ کے تمام افراد کو پہلے ٹائی رٹ گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا اور اس کے بعد انہیں گولیاں ماری گئی تھیں۔ ٹیم کو کیپ سے دوسری ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹر بھی ملے تھے جن کے ساتھ ٹائی رٹ گیس کے کین لگے ہوئے تھے۔

ان مئی ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹروں کے ساتھ ٹائی رٹ گیس کے کین لگا کر انہیں کیپ میں گرایا گیا تھا جس کی وجہ سے وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے۔ ان مئی ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹروں کے ریموٹ ان سیاہ پوشوں کے بیگوں سے ملے تھے جو

وہاں زخمی حالت میں پائے گئے تھے۔ تحقیقاتی ٹیم کو اس بات پر حیرانی ہو رہی تھی کہ اگر کیپ کے تمام افراد کو ٹائی رٹ گیس سے بے ہوش کر دیا گیا تھا تو پھر ان سیاہ پوش حملہ آوروں کو کس نے گولیوں کا نشانہ بنایا تھا۔ اس کے علاوہ ٹیم نے ان نو افراد کا اسلحہ بھی چیک کیا تھا لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی اسلحہ استعمال نہیں کیا تھا۔ اس کے علاوہ اگر وہ نو افراد ہی زیرو کیپ پر حملہ کرنے والوں میں شامل تھے تو پھر ان کے ساتھی اس طرح انہیں زخمی حالت میں وہیں چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے فوری طور پر سی ایم ایچ جا کر ان نو افراد کو چیک کیا۔ ان سب نے ہلکا جھلکا میک اپ کر رکھا تھا۔ فیصل شیروانی نے اپنی نگرانی میں ان سب کا میک اپ صاف کرایا تو اس نے ان سب کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی حیثیت سے پہچان لیا۔

ایک مشن میں عمران اپنی ٹیم کے ساتھ فیصل شیروانی کو بھی ملٹری انٹیلی جنس سے خصوصی طور پر اپنے ساتھ لے گیا تھا اس لئے وہ ان سب کے چہروں سے آشنا تھا۔ اسے بے حد حیرانی ہو رہی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران زیرو کیپ میں کیا کر رہے تھے۔ اس کے ذہن میں کئی سوال تھے اس لئے اس نے فوری طور پر مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے ان تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ میں خود حیران تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران زیرو کیپ میں کیوں گئے تھے اور وہ بھی اس طرح بھرمانہ انداز میں کہ وہ زیرو کیپ پر حملہ کر

تھیں..... سر سلطان نے ٹان اسٹاپ بولتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔ یہ سب سنتے ہوئے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات گہرے ہو گئے تھے لیکن اس نے ایک بار بھی سر سلطان کو بولنے سے روکنے اور نوکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

”فیصل شیروانی نے ان کے بارے میں کیا بتایا ہے۔ کیا وہ سب اب بھی زندہ ہیں“..... سر سلطان کے خاموش ہونے پر بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں۔ انہیں چونکہ کیپ پر حملہ آور کے طور پر مارک کیا گیا تھا اس لئے ان کی جان بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی تھی تاکہ ان سے کیپ پر حملے کے بارے میں تفصیلات معلوم کی جاسکیں۔ اس کے علاوہ چونکہ لیبارٹری سے پاکیشیا کا انتہائی اہم ٹائمن ایکس تحریری فارمولہ غائب کیا گیا تھا اس لئے ان سب کو زندہ رکھنا بے حد ضروری تھا تاکہ ان سے معلوم کیا جاسکے کہ ٹائمن ایکس تحریری فارمولہ کہاں ہے۔ سی ایم ایچ کے سرجنرل کی ٹیم نے ان سب کے امیرجنسی آپریشن کئے تھے اور انہیں موت کے منہ میں جانے سے بچا لیا تھا اور جب ان کی حالت خطرے سے باہر آ گئی تو انہیں فوری طور پر سٹیشن وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا۔ جہاں وہ بدستور بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ فیصل شیروانی نے اسی وارڈ میں ان کے میک اپ صاف کرائے تھے“..... سر سلطان نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”آپ کی باتیں سن کر میرا سر چکرانا شروع ہو گیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب ممبران اسلحہ لے کر زیرو کیپ میں موجود تھے۔ انہوں نے کیپ پر مائی رٹ گیس پھیلا کر وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دیا تھا۔ مائی رٹ گیس انتہائی تھوڑا اثر اور انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے والی گیس ہے جس کی زد میں آنے والا ایک لمحے میں بے ہوش ہو جاتا ہے اور یہ گیس سینکڑوں میٹر تک بلکہ زمین کے نیچے بھی کئی فٹ تک موجود جانداروں پر اثر انداز ہوتی ہے تہہ خانوں اور بنکروں میں چھپے ہوئے افراد بھی اس گیس سے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ ممبران نے اگر ان سب کو بے ہوش کیا تھا تو پھر انہیں کیپ کے افراد اور لیبارٹری میں موجود افراد کو گولیاں مارنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ آپ بتا رہے ہیں کہ ممبران نے وہاں اسلحہ بھی استعمال نہیں کیا تھا۔ اگر ممبران نے وہاں کارروائی کی ہوتی تو یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ گولیوں کی بوچھاڑ میں آ کر خود کو بچانے کی کوشش ہی نہ کریں اور وہاں موجود تمام بے ہوش افراد کو ایک ایک کر کے موت کے گھاٹ اتار دیں۔ رہی بات ریوٹ کنٹرولز کی جو ممبران سے ملے ہیں تو یہ بھی تو ممکن ہے کہ کیپ پر کسی اور نے حملہ کیا ہو اور انہوں نے ممبران سمیت کیپ کے تمام افراد کو گولیاں ماری ہوں اور پھر وہ خفیہ بنکر کھول کر لیبارٹری میں گھس گئے ہوں اور واپس چلے گئے ہوں“..... بلیک

زیرو نے کہا۔

”تمہارا تجزیہ بالکل درست ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ ممبران اس کیپ میں گئے کیوں تھے“..... سر سلطان نے کہا اور اس سوال پر بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ واقعی اس کے پاس سر سلطان کے اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اگر ممبران نے کیپ پر حملہ نہیں کیا تھا تو پھر وہ کیپ میں کیوں گئے تھے اور کیپ کے دوسرے افراد کے ساتھ انہیں کس نے گولیاں ماری تھیں۔

”یہ مسئلہ انتہائی گھمبیر ہے جناب۔ مجھے اس سلسلے میں فوری طور پر عمران صاحب سے بات کرنی ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ ممبران ان کے ہی کہنے پر کسی اور کام کے لئے کیپ گئے ہوں اور حالات کا شکار ہو گئے ہوں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں یہ مسئلہ انتہائی گھمبیر ہے اس لئے تم فوری طور پر عمران کو ٹریس کرو اور اس سے کہو کہ وہ فوری طور پر مجھ سے آ کر ملے۔ کیپ کے دو سو افراد کو گولیاں ماری گئی ہیں اور لیبارٹری میں سرچند جیسے جینئیں سائنس دان سمیت بیس سائنس دانوں کو ہلاک کیا گیا ہے۔ پاکیشیا کی انتہائی قیمتی مشینری تباہ کی گئی ہے اور نائن ایکس تھری کا یونٹک فارمولہ غائب ہوا ہے۔ جو اگر دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا تو پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ ممبران جس طرح سے وہاں مشکوک حالت میں پائے گئے ہیں اس سے ان کی سادھ کو بے حد نقصان پہنچ سکتا ہے جس سے ایکسٹو کی حیثیت

بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ اگر اس معاملے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس ملوث نہیں ہے تو اس مسئلے کو ہر حال میں اور جلد سے جلد کلیئر کرانا ہو گا۔..... سرسلطان نے سنجیدگی سے کہا۔

”نہیں سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ایکسٹو کی حیثیت پر کوئی حرف نہیں آنے دوں گا۔ اگر عمران صاحب سے میری بات ہو گئی تو ٹھیک ہے ورنہ پھر میں خود اس معاملے کو ہینڈل کروں گا اور دیکھوں گا کہ اس ساری سازش کے تانے بانے کہاں جا کر ملتے ہیں اور کونسا لوگ اس سازش کا حصہ ہیں۔... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہارا اور عمران کا انتظار کروں گا۔“..... سرسلطان نے کہا۔

”کیا آپ ممبران کو سی ایم ایچ سے فاروقی ہسپتال ٹرانسفر کرا سکتے ہیں۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ معاملہ چونکہ انتہائی حساس ہے اس لئے دوسری ایجنسیوں کے چیفس کو مجھے اپنے اعتماد میں لیتا پڑے گا ورنہ شاید وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی آسانی سے نہیں جانے دیں گے۔..... سرسلطان نے کہا۔

”اگر آپ کی بات مان لی گئی تو ٹھیک ہے ورنہ میں یہ کام ایکسٹو کے تحت کرا لوں گا۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ میں انہیں جلد سے جلد

وہاں سے ٹرانسفر کرا لوں گا۔“..... سرسلطان نے کہا۔

”اس بات کا بھی خیال رہے کہ وہ سب ہوش میں آنے سے پہلے فاروقی ہسپتال پہنچ جائیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے جو بھی مصومات حاصل کرے وہ صرف ایکسٹو ہی کرے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوکے۔ میں دیکھتا ہوں۔“..... سرسلطان نے کہا اور انہوں نے جلد فتم کر دیا۔ بلیک زیرو نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے امبیور کریڈل پر رکھا اور گہری سوچ میں کھو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور حیرت کے سائے جیسے منجمد سے ہو کر رہ گئے تھے۔ سرسلطان نے اسے جو کچھ بتایا تھا وہ واقعی ناقابل یقین اور ناقابل فہم باتیں تھیں۔ ممبران چیف کی اجازت کے بغیر اس قدر سلیم لے کر اور سیاہ لباسوں میں ملبوس ہو کر زیرو ویکپ گئے تھے اور ان منی ریوٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹروں سے باندھ کر بے ہوش کرنے والی نائیٹ رٹ گیس پھیلائی گئی تھی۔

اگر ویکپ میں گھس کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے تمام افراد کو نائیٹ رٹ گیس سے بے ہوش کر دیا تھا تو پھر انہیں اور ویکپ کے تمام افراد کو گولیاں کس نے ماری تھیں۔ کیا ممبران کے ساتھ اور لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے یہ ساری کارروائی کی تھی اور پھر انہوں نے ممبران کو بھی گولیاں مار کر وہاں پھینک دیا تھا۔ بلیک زیرو

اس معاملے پر جتنا سوچتا جا رہا تھا اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک مغز ماری کرتا رہا لیکن جب اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر پر ریس کرنے لگا۔ ”لیں۔ اے آئی۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بے زبان، بے لگام، بے حجاب، بے ناشتہ، بے تحاشہ اور بے لباس۔ ارے ہپ۔ یہ کیا کہہ دیا۔ سوری بھائی آپ جو کوئی بھی ہیں اس آخری لفظ کو فوراً اپنے کانوں سے حذف کر دیں۔ اگر کانوں سے حذف نہ ہو سکے تو اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر اللہ ہی آپ سے سمجھے گا“..... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی جو نان سٹاپ بولتا ہی چلا جا رہا تھا۔ اس بار اپنی ڈگریاں بتانے سے پہلے اس نے اپنے نام کا بھی مخفف بتایا تھا۔

”بلیک زیرو بول رہا ہوں عمران صاحب“..... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا جیسے عمران کی کوئی بات اس کے پلے پڑی ہی نہ ہو۔

”زیرو اور وہ بھی بلیک۔ اسی لئے مجھ پر ڈفر باورچی کا عتاب نازل کیا گیا ہے۔ میرے جاننے والے ہی جب کالے سیاہ صفر ہوں تو ان کا سیاہ سایہ مجھ پر ہی پڑتا ہے۔ ہر کام کا انجام صفر، ناشتہ صفر، لچ صفر، ڈنر صفر اور تو اور قبض کشا گولیوں کا اثر بھی صفر ہی ہو جاتا ہے۔ پھر شادی کے معاملے میں بھی میں صفر ہی ہوں۔ اس کے

لداوہ میں اپنے پاس لاکھوں کروڑوں جمع کر لوں تو سب کچھ سلیمان لے اُڑتا ہے میرے پاس بچتا ہے تو وہ ہے صفر۔ میں صفر سے ہی مُردع ہوتا ہوں اور صفر پر ہی ختم ہو جاتا ہوں“..... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”مجھے آپ سے بے حد ضروری بات کرنی ہے عمران صاحب۔ نیز ایک بار میری بات سن لیں پھر جتنا چاہے مجھ سے مذاق کر بن میں برا نہیں مناؤں گا“..... بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”تم برا منا کر تو دیکھو میں تمہاری نانکس نہ توڑ دوں گا۔ میں نہارے سر پر اپنے باورچی کو مسلط کر دوں گا۔ جب وہ تمہارا بچن منجائے گا اور تمہارے کونے کھدروں میں چھپی ہوئی بڑی بڑی نیس اینٹی کر لے گا اور تمہارا سارا بینک بیلنس صفر ہو جائے گا پھر نہیں پتہ چلے گا کہ اے آئی کی بات کا برا منانے سے کتنا بڑا نقصان ہوتا ہے“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”زیرو کمپ کی خفیہ لیبارٹری سے نائن ایکس تھری فارمولا چوری دگیا ہے اور زیرو کمپ میں موجود تمام افراد کے ساتھ لیبارٹری میں وجود تمام افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جن میں سر جنید بھی شامل ہیں“..... بلیک زیرو نے عمران کی مزاحیہ باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ جب تک وہ عمران کو اصل بات نہیں بتائے گا اس کا ہنسی پر آنا ناممکن ہے۔ بلیک زیرو کی بات سن

کر دوسری طرف ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی پھر اچانک عمران کی زور سے ہنسی کی آواز سنائی دی۔

”کیا مطلب۔ آپ ہنس کیوں رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے عمران کے ہنسنے کی آواز سن کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ تم نے اتنا زبردست لطیفہ سنایا ہے۔ اب ہنسوں بھی نہیں“..... دوسری طرف سے عمران نے ہنسنے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لگے۔

”یہ جوک نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں اور جب آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ زیرو کمپ سے نو مشتبہ حملہ آوروں کو گرفتار کیا گیا ہے اور وہ مشتبہ حملہ آور کوئی اور نہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں تو آپ کے پیروں تلے سے زمین نکل جائے گی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ابھی تو میرے پیروں تلے سے جوتیاں بھی نہیں نکلیں۔ جب پیروں تلے سے زمین نکلے گی تو میں تمہیں بتا دوں گا“..... عمران نے اسی انداز میں کہا جیسے وہ بلیک زیرو کی باتوں کو سچ سچ سیرکیں ہی نہ لے رہا ہو۔

”لگتا ہے آپ کو میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ سر سلطان کو فون کر لیں۔ وہ آپ کو ساری حقیقت سے آگاہ کر دیں گے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں کیوں کروں انہیں فون۔ اگر انہیں میری ضرورت ہے تو

ان سے کہو کہ وہ مجھے فون کریں اگر انہوں نے میری بھیرویں سن لی تو میں بھی ان کی ملہارسن لوں گا۔ اگر میں انہیں فون کروں گا تو انہوں نے رکے بغیر مجھے ہری بھری بلکہ کھری کھری سنائی شروع کر دینی ہے اور میں اس وقت کھری کھری باتیں سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ دوسرا یہ کہ میں فون کروں گا تو اس کا بل مجھے ہی چکانا پڑے گا۔ ایسا دور آ گیا ہے کہ ہر انسان اب بس بل چکانے میں ہی مصروف نظر آتا ہے۔ کبھی بجلی کا بل، کبھی فون کا بل، کبھی پانی کا بل، کبھی دودھ کا بل، کبھی راشن والے کا بل۔ اگر یہی صورتحال رہی تو پھر دودھ اور راشن کا بل تو شاید نہ بنے مگر باقی بل بھر بھر کر ہر پاکیشیائی کے تمام کس بل نکل جائیں گے اور وہ بل دیکھ دیکھ کر بلبلا اٹھیں گے۔ سر سلطان نے تو اپنے سرکاری فون سے بات کرنی ہے۔ انہیں کیا پتہ ہو کہ بل کیا ہوتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ان سے کہہ دیتا ہوں کہ وہ آپ کو فون کر لیں“..... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ عمران کے سر پر اس وقت مذاق کا بھوت سوار تھا جو ظاہر ہے آسانی سے تو اتر نہیں سکتا تھا اس لئے بلیک زیرو نے عمران کو خود تفصیلات بتانے کی بجائے یہ کام سر سلطان کے سر منڈھنے کا سوچ لیا تھا۔

”اب تم انہیں فون کرو گے تو اس کا بل بھی لے دے کر مجھے ہی چکانا پڑے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ جو کال چل رہی ہے اسے

ہی چلنے دو اور تم ہی بتا دو کہ تم اس قدر سنجیدہ بابا کیوں بنے ہوئے ہو..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر نہ چاچتے ہوئے بھی دھبی سی مسکراہٹ آگئی۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ نے ممبران کو زیرو کمپ میں کسی مشن پر بھیجا تھا..... بلیک زیرو نے سر جھٹک کر پوچھا۔

”زیرو کمپ۔ کیا مطلب۔ میں انہیں وہاں کیوں بھیجوں گا۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”تو پھر وہ سب زیرو کمپ میں کیوں گئے تھے انہوں نے جو کچھ وہاں کیا ہے اس کا سنیں گے تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے عمران کو وہ ساری تفصیلات بتا دیں جو اسے سر سلطان نے بتائی تھیں۔

”اگر انہیں تم نے وہاں نہیں بھیجا اور میں نے نہیں بھیجا تو پھر وہ سب زیرو کمپ میں کیوں گئے تھے اور وہ بھی اسلئے سمیت اور اتنی بڑی کارروائی کرنے کے لئے..... ساری باتیں سننے کے بعد دوسری طرف سے عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں نے سر سلطان سے کہا ہے کہ ان سب کو فاروقی ہسپتال ٹرانسفر کرا دیں۔ وہ فاروقی ہسپتال شفٹ ہو جائیں تو پھر میں خود جا کر ان سے بات کروں گا کہ یہ سب کیا ہے اور وہ کس کی اجازت سے زیرو کمپ گئے تھے..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ تم رہنے دو۔ میں خود جا کر ان سے بات کرتا ہوں۔

یہ معاملہ مجھے واقعی میزجی کبیر ہوتا ہوا دکھائی دے رہا ہے..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی لیکن آپ سر سلطان سے بھی بات کر لیں وہ بھی بے حد پریشان ہیں۔ پاکیشیا کے انتہائی ذہین اور معروف سائنس دان ہلاک ہو گئے ہیں اور ایک انتہائی قیمتی اور یونیک فارمولا چوری ہو گیا ہے جو پاکیشیا کے لئے انتہائی فکر کی بات ہے۔ اگر وہ فارمولا ملک سے باہر چلا گیا تو پھر پاکیشیا کا اللہ ہی حافظ ہے..... بلیک زیرو نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا کا تو دیے بھی اللہ ہی حافظ و محافظ ہے ورنہ اس ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے نجانے کب کا یہ ملک ختم ہو گیا ہوتا..... عمران نے کہا۔ بلیک زیرو نے عمران سے چند باتیں کیں اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران سے بات کرنے کے بعد اس کی پریشانی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا کہ زیرو کمپ عمران نے بھی انہیں نہیں بھیجا تھا تو پھر ممبران اس قدر تیاری سے وہاں کیوں گئے تھے اور وہاں جو کچھ ہوا تھا اس کے پیچھے ان کا کتنا ہاتھ تھا۔ عمران نے اسے منع کر دیا تھا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود جا کر ان سے بات کرے۔

ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔

”السلام وعلیکم قبلہ وکعبہ جناب ڈاکٹر محمد فاروقی آف سکنہ چاہ پلپی والا صاحب“..... عمران نے انہیں مخصوص انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

”علیکم والسلام۔ آؤ۔ عمران بیٹا۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا“..... ڈاکٹر فاروقی نے عمران کے مذاق کو نظر انداز کرے ہوئے اس کے سلام کا شفقت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے کہ کسی نے تو میرا انتظار کیا۔ ورنہ میں تو سمجھتا تھا کہ انتظار کرنے کی لائن میں اکیلا میں ہی ہوں“..... عمران نے کہا اور ڈاکٹر فاروقی بے اختیار ہنس پڑے۔

”اکیلے بھی ہو اور لائن بھی مگنی ہے“..... ڈاکٹر فاروقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بس سمجھ لیں ایسا ہی ہے“..... عمران نے جواباً مسکرا کر کہا۔

”بیٹھو“..... ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران شکر یہ کہہ کر ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تمہارے مریض یہاں پہنچ گئے ہیں۔ میں نے ان کا مکمل چیک اپ کر لیا ہے۔ سی ایم ایچ میں ان سب کے آپریشن کر دیئے گئے تھے۔ ان پر خصوصی توجہ دی گئی تھی اس لئے وہ سب اب نئے سہل ہیں“..... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

”ان میں سے کسی کو ہوش آیا ہے یا ابھی سب قیلولہ فرما رہے

عمران نے اپنی کار فاروقی ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں روکی اور کار سے نکل کر ہسپتال کے مین ڈور کی جانب بڑھ گیا۔

مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ڈاکٹر فاروقی کے آفس کے پاس آ کر رک گیا۔ باہر ایک اردولی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ چونکہ عمران کو پہچانتا تھا اس لئے عمران کو دیکھ کر وہ فوراً اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

”فاروقی صاحب ہیں اندر“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں جناب۔ ابھی آئے ہیں“..... اردولی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ڈاکٹر فاروقی ٹیبل کے پیچھے کرسی پر بیٹھے کسی مریض کی فائل دیکھ رہے تھے۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر انہوں نے سر اٹھایا اور پھر جیسے ہی ان کی نظر عمران پر پڑی ان کے

”پیشل روم تھرنی سکس“..... ڈاکٹر فاروقی نے امر روم کا نمبر بتایا جس میں جولیا ایڈمٹ تھی۔

”اوکے۔“ ”تھینکس“..... عمران نے کہا اور ان کے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ پیشل بلاک کے روم نمبر تھرنی سکس کے سامنے تھا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر ایک بیڈ پر جولیا لیٹی ہوئی تھی۔ اسے طاقت کے انکشاف دینے کے لئے ڈرپ لگی ہوئی تھی اور اس کے دائیں کاندھے اور بائیں ٹانگ کی پنڈلی پر بیڈج تھی۔ جولیا کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ چھت کی طرف گھور رہی تھی جیسے وہ گہرے خیالوں میں کھوئی ہوئی ہو۔

”کیا میں تمہاری کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھنے والے خواب میں سما سکتا ہوں“..... عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر جولیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

”آگئے تم“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میری ہونے والی مہینہ بستر مریناں پر لیٹیں ہوئی ہو اور میں جبین سے اپنے فلیٹ میں چڑھ سکیں، تھری، ایکشن اور ہار مودی دیکھتا ہوا ڈرتا رہوں۔ ایسا بھلا کبھی ہو سکتا ہے“..... عمران نے بڑے مصحمانہ لہجے میں کہا اور جولیا کی مسکراہٹ اور گہری ہونٹوں عمران آگے بڑھ کر جولیا کے بیڈ کے پاس پڑے ہوئے ایک سٹول پر بیٹھ گیا۔

ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”انہیں بے ہوشی کی حالت میں ہی یہاں لایا گیا تھا اور آپریشن کے بعد چونکہ انہیں ریست کی ضرورت تھی اس لئے انہیں ایسے انکشافز لگا دیئے گئے تھے کہ وہ مکمل طور پر ریست کر سکیں۔ باقی سب تو ابھی ہوش میں نہیں آئے ہیں لیکن ایک لڑکی جس کا نام سونیا ہے اسے ہوش آ گیا ہے“..... ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر فاروقی، جولیا کو سونیا کے نام سے جانتے تھے اس لئے عمران سمجھ گیا کہ جولیا ہوش میں آ چکی ہے۔

”کیا وہ اس حالت میں ہے کہ میں اس سے بات کر سکوں“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ اسے دائیں کاندھے اور بائیں ٹانگ کی پنڈلی میں گولیاں لگی تھیں اس لئے اس کی حالت زیادہ خراب نہیں ہے اس لئے تم اس سے جتنی بار چاہو مل بھی سکتے ہو اور باتیں بھی کر سکتے ہو“..... ڈاکٹر فاروقی نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو۔ میں اس سے مل لوں پھر واپس آ کر آپ سے بھی ملتا ہوں آپ کہیں گے تو آپ سے گلے بھی مل لوں گا لیکن پھر آپ کو مجھے چائے بھی پلائی پڑے گی۔ تب تک مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ وہ کس روم میں ہے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر فاروقی بے اختیار ہنس پڑے۔

”یہ ممبوسہ سے تمہاری کیا مراد ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب میں مجنوں کہتا تو تم نے اس حالت میں بھی یہ ڈرپ سٹینڈ اٹھا کر میرے سر پر مار دیتا تھا۔ اس لئے میں نے ممبوسہ کہہ کر کام چلا لیا ہے“..... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”خود آئے ہو یا چیف نے بھیجا ہے“..... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”تمہارا کیا خیال ہے میں خود آیا ہوں یا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خود تو تم یہاں نہیں آ سکتے۔ ڈاکٹر فاروقی نے مجھے بتایا ہے کہ چیف کے کہنے سے ہی ہمیں یہاں شفٹ کرایا گیا ہے ورنہ ہم تو موت و زیست کی کیفیت میں جیسا سی ایم ایچ میں پڑے ہوئے تھے۔ چیف نے ہی تمہیں بتایا ہو گا تو تم آگے ورنہ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ ہم یہاں ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”اب کیسی ہے تمہاری طبیعت“..... عمران نے پوچھا۔

”تمہارے سامنے ہی ہوں۔ خود ہی دیکھ لو“..... جولیا نے کہا۔

”مجھے تو اب تم ٹھیک ہی لگ رہی ہو“..... عمران نے کہا۔

”ہاں مجھے صرف دو گولیاں لگی تھیں لیکن صفدر، کیپٹن کھلیل اور تنویر کے ساتھ باقی سب کو چار چار پانچ پانچ گولیاں لگی تھیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ سب محفوظ ہیں اور ان کا سی ایم ایچ میں بروقت

آپریشن ہو گیا تھا“..... جولیا نے کہا۔

”سی ایم ایچ میں تم کیسے پہنچی تھی یہ معلوم ہے تمہیں۔ زیر و کیمپ میں کس نے فائرنگ کی تھی تم سب پر“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ بس مجھے اتنا پتہ ہے کہ جب ہم زیر و کیمپ پر نائی رٹ گیس پھیلا کر آگے بڑھ رہے تھے تو اچانک عقبی پہاڑیوں کی طرف سے ایک تیز رفتار گن شپ بیلی کا پڑ دہاں آ گیا تھا جس نے اچانک ہم پر فائرنگ کر دی تھی اور ہم پر چونکہ بہوی مشین گن سے فائرنگ کی گئی تھی اس لئے ہم میں سے کوئی نہیں بچ سکا تھا اور گولیاں کھا کر میں تو وہیں بے ہوش ہو گئی تھی باقیوں کا پتہ نہیں“..... جولیا نے کہا۔

”کیا وہ میں کیمپ کا بیلی کا پڑ تھا“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں قدرے حیرت کا عنصر بھی شامل تھا۔

”نہیں۔ میں کیمپ میں تو ہم نے سب کو بے ہوش کر دیا تھا۔ وہ بیلی کا پڑ باہر سے آیا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے میں یہ نہیں دیکھ سکی تھی کہ وہ کون سا بیلی کا پڑ تھا“..... جولیا نے کہا۔

”ہونہہ۔ لیکن تم ٹیم لے کر زیر و کیمپ گئی کیوں تھی اور وہ بھی فل ایکشن میں۔ مطلب اسلئے سمیت“..... عمران نے کہا۔

”کیوں۔ چیف نے تمہیں نہیں بتایا ہے کہ ہم وہاں کیوں گئے تھے“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

سب کو کال کر کے شمالی پہاڑیوں کی طرف پہنچنے کی ہدایات دے دی تھیں اور پھر میں رانا ہاؤس چلی گئی اور وہاں سے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ضرورت کا اسلحہ لیا اور شمالی پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گئی۔ مجھے رانا ہاؤس سے دو مئی ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹر اور ٹائی رٹ گیس کے کین بھی مل گئے تھے چنانچہ میں نے وہ بھی ساتھ لے لئے۔ ہمیں چونکہ کیمپ میں کسی کو نقصان پہنچانے کی ہدایات نہیں دی گئی تھیں اس لئے میں نے ریموٹ کنٹرولڈ مینی ہیلی کاپٹروں کی مدد سے وہاں ٹائی رٹ گیس کے کین بھینکنے کا سوچ لیا تھا۔ شمالی پہاڑیوں کے پاس پہنچ کر میں نے وہاں سب کو مختصر طور پر بریفنگ دی اور پھر ہم سب ایک گہری کھائی میں اتر گئے جس کے اوپر موجود ایک پہاڑی کے پیچھے زیر و کیپ موجود تھا۔ جولیا نے کہا اور پھر وہ عمران کو وہ سب تفصیل بتانے لگی جو اس نے اپنے ساتھیوں کو بتائی تھی۔ اس کے بعد اس نے زیر و کیپ میں کیا کارروائی کی تھی اور کس طرح سے اچانک وہاں آنے والے ہیلی کاپٹر کی گولیوں کا نشانہ بنی تھی اس کی بھی تفصیل بتا دی۔

”چیف نے تمہیں سیل فون پر کال کی تھی یا وائج فرانسسیر پر؟“..... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”وائج فرانسسیر پر؟“..... جولیا نے جواب دیا۔

”کیا چیف نے تمہیں سارا، بریفنگ فرانسسیر پر ہی دی تھی؟“

عمران - ہاں پوچھا۔

”مطلب تم چیف کی ہدایات پر گئی تھی؟“..... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو اور کیا۔ چیف کے حکم کے بغیر ہم یہاں کسی بھی مشن پر کیسے جا سکتے ہیں؟“..... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”چیف نے کمریشن پر بھیجا تھا تمہیں؟“..... عمران نے ہونٹ پیچھتے ہوئے پوچھا۔

”جب چیف نے تمہیں نہیں بتایا تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟“..... جولیا نے کہا۔

”چیف نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ مگر میں تم سے سننا چاہتا ہوں۔“..... عمران نے انہی کی سننے کا ارادہ سجیدہ دیکھ کر جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”چیف نے مجھے اس کی قسمی اور مجھے حکم دیتے ہوئے کہا تھا کہ میں اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر پوری تیاری کے ساتھ زیر و کیپ چلی جاؤں۔ اس کیپ کا انچارج جو کرنل کاشان ہے اس کی جگہ کسی کافرستانی ایجنٹ نے لے لی ہے۔ ہمیں وہاں پہنچ کر خاموشی سے کارروائی کرنی تھی اور اس ایجنٹ کو وہاں سے نکال کر لانا تھا اس کے علاوہ اس کیپ میں ایک تابوت بھی موجود ہے جس پر نائن ایکس تھری لکھا ہوا ہے۔ نقلی کرنل کاشان کے ساتھ ہمیں وہ تابوت بھی وہاں سے نکال کر لانے کی ہدایات دی گئی تھیں۔ چیف نے چونکہ جلد سے جلد وہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا اس لئے میں نے

سکتا ہے“..... جولیا نے کہا۔

”اب ایک بات کا جواب اچھی طرح سے سوچ کر دو۔ کیا چیف سے بات کرتے ہوئے تمہیں کوئی عجیب سی بات محسوس ہوئی تھی۔ میرا مطلب ہے کہ کیا تمہیں ایسا محسوس ہوا تھا جیسے تم سے چیف نہیں بلکہ کوئی اور بات کر رہا ہو“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب ہوا اس سوال کا“..... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھور کر کہا۔

”جواب دو“..... عمران نے سنجیدگی سے اور بڑھاپے ہوئے لہجے

میں کہا۔

”نہیں۔ مجھے ایسا کچھ محسوس نہیں ہوا تھا کہ میری چیف سے نہیں کسی اور سے بات ہو رہی ہے“..... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”کیا زیرو ویکپ کی لوکیشن بھی چیف نے ہی تمہیں بتائی تھی“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ مجھے پتہ تھا کہ زیرو ویکپ کہاں ہے۔ تم شاید بھول گئے ہو کچھ روز پہلے میں تمہارے ساتھ ہی وہاں گئی تھی۔ تم زیرو ویکپ کے نیچے موجود لیبارٹری میں گئے تھے جہاں تم نے سائنس دان سر جنید سے ملاقات کی تھی اور ان سے تمہاری کسی سائنسی اسلحے پر طویل ڈسکس بھی ہوئی تھی“..... جولیا نے کہا۔

”کیا اس بات کا تم نے کسی سے ذکر کیا تھا“..... عمران نے ہونٹ ہنسنے ہوئے پوچھا۔

”ہاں“..... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ تم سے چیف نے ہی بات کی تھی“۔

عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ کیوں۔ تم ایسا کیوں پوچھ رہے ہو“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”پہلے وہ بتاؤ جو میں پوچھ رہا ہوں۔ پھر تم مجھ سے سوال کرنا تو میں تمہارے ہر سوال کا جواب دے دوں گا“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”ہاں وہ چیف ہی تھے“..... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

”کتنی دیر بات ہوئی تھی تمہاری چیف سے“..... عمران نے

پوچھا۔

”پندرہ بیس منٹ تک بات ہوئی تھی“..... جولیا نے جواب دیا۔

”کیا تم نے اس مشن کے بارے میں پوچھنے کے لئے دوبارہ چیف سے رابطہ کیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں نے چیف سے یہ پوچھنا تھا کہ نائن ایکس تھری ہے کیا جو تابوت میں موجود ہے“..... جولیا نے کہا۔

”تو کیا جواب دیا تھا چیف نے“..... عمران نے پوچھا۔

”یہی کہ اس میں پاکیشیا کی انتہائی قیمتی چیز موجود ہے۔ جو اگر دشمن ایجنٹوں کے ہاتھ لگ گئی تو پاکیشیا کو ناقابلِ تلافی نقصان ہو

”نہیں۔ کیوں“..... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”اچھی طرح سوچو کسی سے تمہاری ہلکے پھلکے انداز میں زیر و کپ اور اس کے نیچے موجود کسی سائنسی لیبارٹری کی بات ہوئی ہو۔“
عمران نے کہا۔

”ایک منٹ مجھے یاد آیا۔ جب میں واپس آ رہی تھی تو مجھے صفدر کا فون آیا تھا وہ اور کیپٹن ٹیکل میرے فلیٹ پر گئے تھے جہاں تالا لگا ہوا تھا تو صفدر نے مجھے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا تھا کہ میں کہاں ہوں۔ تب میں نے اسے بتایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ تھی اور میں نے باتوں باتوں میں اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ زیر و کپ کی انڈر گراؤنڈ لیبارٹری میں گئی تھی اور سر جنید سے ملی تھی“..... جولیا نے کہا تو عمران نے ہونٹ سمجھنے لگے۔

”کیا اسے یہ سب بتانا ضروری تھا“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”میں تمہارے ساتھ جا کر بور ہو گئی تھی تم سر جنید کے ساتھ نہ جانے کیا ڈسکس کر رہے تھے تمہاری اور ان کی سائنسی باتیں میری سمجھ میں ہی نہیں آ رہی تھیں اس بوریٹ کا مجھ پر گہرا اثر تھا اس لئے میں نے صفدر کو بتا دیا میں نے اس سے یہی کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ زیر و کپ گئی تھی اور وہاں موجود انڈر گراؤنڈ لیبارٹری میں لے جا کر تم سر جنید سے باتوں میں ایسے مصروف ہو گئے تھے کہ تمہیں احساس ہی نہیں رہا تھا کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہی

موجود ہوں۔ دوسری بات یہ کہ صفدر ہمارا ساتھی ہے۔ اہم رکن ہے جس لئے ایسی باتیں کیوں چھپائی جائیں“..... جولیا نے کہا۔

”میں تمہیں وہاں نہیں لے جانا چاہتا تھا۔ میں لیبارٹری میں جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا تو تم میرے فلیٹ میں آ دھکی تھی۔ میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے مگر تم میری کوئی بات مان ہی نہیں رہی تھی اس لئے میں تمہیں ساتھ لے گیا تھا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے کیا معلوم تھا کہ تم سر جنید سے مل کر ان سے اس قدر طویل بحث میں الجھ جاؤ گے“..... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”بہر حال۔ تمہاری اس چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے پاکیشیا کو ایک بڑے سانحے سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ تم چیف کے کہنے پر جس زیر و کپ میں گئی تھی وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور پھر وہ لوگ اس خفیہ لیبارٹری میں بھی گھس گئے تھے جہاں نائن ایکس تھری ایک سائنسی اسلحے پر کام ہو رہا تھا۔ ان مجرموں نے لیبارٹری میں سر جنید سمیت تمام سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا ہے اور وہاں موجود ساری مشینیں تباہ کر دی ہیں۔ اس کے علاوہ اس لیبارٹری سے نائن ایکس تھری کا فارمولا بھی غائب ہو چکا ہے جو ظاہر ہے وہ لوگ لے گئے ہیں جنہوں نے تمہیں احمق بنا کر بیس کیمپ اور لیبارٹری پر حملہ کیا تھا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”احق بنا کر۔ کیا مطلب۔ ہمیں کس نے احمق بنایا ہے۔“ جولیا

نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اس نقلی ایکسٹو نے جس سے تمہاری بات ہوئی تھی“..... عمران نے اسی انداز میں کہا اور جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

”نقلی ایکسٹو۔ یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو“..... جولیا نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”مس جولیا ٹمز وائر۔ چیف نے تمہیں کوئی کال نہیں کی تھی اور نہ ہی انہوں نے تمہیں کسی مشن کی بریفنگ دی تھی۔ تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ زیرو کیپ کے نیچے جو انڈر گراؤنڈ لیبارٹری موجود ہے وہاں پاکیشیا کے دفاع کے لئے ایک انتہائی قیمتی اور انتہائی طاقتور سائنسی اسلحہ بنایا جا رہا تھا۔ اس لیبارٹری کے بارے میں چیف سمیت چند اہم شخصیات کو ہی علم تھا۔ اس لیبارٹری کو ٹریس کرنے اور وہاں تک پہنچنے کے لئے دنیا بھر کے سیکرٹ ایجنٹ پاکیشیا میں ٹکریں مارتے پھر رہے ہیں لیکن انہیں لیبارٹری کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوا تھا۔ یہ میری حفاظت تھی کہ مجھے سرجنیڈ سے اس اسلحے کے بارے میں ضروری ڈسکس کرنے کے لئے جانا تھا اور میں تمہیں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ تم نے زیرو کیپ بھی دیکھ لیا اور لیبارٹری بھی۔ تمہارے فون کو شاید اس لئے شپ کر لیا گیا ہو گا کہ اس میں لیبارٹری اور زیرو کیپ کے الفاظ ادا کئے گئے تھے۔ اس لئے جب تم نے صفحہ کو زیرو کیپ اور لیبارٹری کے بارے میں بتایا تو سیکرٹ ایجنٹوں نے تمہاری کال ٹریس کر لی یا شپ کر لی پھر

انہوں نے بڑی چالاکی سے تمہارے وائج فرانسسپر پر چیف کی آواز میں کال کی اور تمہیں ایک فیک مشن دے کر زیرو کیپ جانے کے احکامات دیئے اور تم فوراً ان سب کو لے کر وہاں پہنچ گئی۔ تمہیں شاید مانیٹر کیا جا رہا تھا۔ جب تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے میں کیپ کے تمام افراد کو بے ہوش کر دیا تو سیکرٹ ایجنٹ فوراً وہاں پہنچ گئے۔ ان کا مقصد چونکہ صرف تمہیں میں کیپ تک لے جانا تھا اس لئے انہوں نے ہیلی کاپٹر میں آ کر تم پر حملہ کر دیا۔ وہ تم سب کو اپنی طرف سے ہلاک کر چکے تھے۔ تم سب پر گولیاں برس کر وہ کیپ میں داخل ہوئے اور انہوں نے وہاں ہیلی کاپٹر لینڈ کیا اور پھر ہیلی کاپٹر سے باہر آ کر انہوں نے وہاں موجود تمام فورس کو بے ہوش کی حالت میں ہی گولیاں مار دیں۔ اس کے بعد انہوں نے اترتھ سیکنڈز سے سرچنگ کی تو انہیں انڈر گراؤنڈ لیبارٹری کا علم ہو گیا جس میں داخل ہونے کا انہوں نے راستہ بھی ڈھونڈ لیا اور اس راستے کو بلاسٹ کر کے وہ لیبارٹری میں داخل ہوئے اور پھر انہوں نے وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا۔ انہوں نے سرجنیڈ پر بھرپور تشدد کیا تھا اور پھر ان سے ٹائن ایکس تھری فارمولا حاصل کر لیا“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور جولیا حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے اسے یقین ہی نہ ہو رہا ہو کہ اس کی ایکسٹو سے نہیں بلکہ کسی اور سے بات ہوئی تھی اور اس نے نقلی ایکسٹو کی بات سن کر اس کی ہدایات پر عمل کرتے

ہوئے غیر ارادی طور پر ایک ایسے جرم کا ارتکاب کر دیا تھا جس سے نہ صرف قیمتی جانیں ضائع ہو گئی تھیں بلکہ پاکیشیا کی قیمتی سائنسی لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی تھی اور وہاں سے ایک اہم فارمولا بھی چوری کر لیا گیا تھا۔

”لئل لئل۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ چیف کی آواز میں واضح ٹرانسمیٹر پر اور کون بات کر سکتا ہے اور پھر میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ میں نے چیف کی فریکوئنسی پر بیک کال بھی کی تھی۔ اگر میری کال چیف نے رسیو نہیں کی تھی تو کس نے کی تھی اور سب سے اہم بات کیا چیف کا ٹرانسمیٹر اگر چیف کے پاس نہیں تھا تو پھر کس کے پاس تھا؟..... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”چیف کا ٹرانسمیٹر چیف کے پاس ہی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ چیف کے ٹرانسمیٹر سے تمہیں کوئی کال نہیں کی گئی تھی۔ اب تمہیں کس نے کال کی تھی اور چیف کے ٹرانسمیٹر کو کس طرح سے یوز کیا گیا تھا اس کے بارے میں تحقیقات کرنی پڑیں گی۔ تم سب اللہ کا شکر ادا کرو کہ نادانستگی میں ہی سہی لیکن تم سب نے جس جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کے پاداش میں تمہیں وہیں گولیاں نہیں مار دی گئیں بلکہ تم سب کو بروقت طبی امداد مل گئی تھی ورنہ شاید تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ ہوتا اور اگر فیصل شیروانی ذاتی طور پر تمہیں نہ پہچان لیتا تو ہجانے خفیہ والے تم سب کو کس نامعلوم مقام پر لے جاتے پھر میں لاکھ سر پٹتا رہتا تم سب کی لاشیں بھی تلاش

نہیں کر سکتا تھا؟..... عمران نے تلخ لہجے میں کہا تو جولیا پریشانی کے عالم میں بے اختیار دانتوں سے ہونٹ کاٹنا شروع ہو گئی۔

”لیکن اس میں ہماری کیا غلطی ہے۔ ہم نے تو وہی کیا تھا جس کے لئے چیف نے ہدایات دی تھیں۔ اب مجھے کال کرنے والا چیف نہیں تھا تو میں کیا کر سکتی ہوں۔ مجھے تو واقعی اس بات پر ذرا سا بھی شک نہیں ہوا کہ مجھے ہدایات چیف نہیں کوئی اور دے رہا ہے۔ سیدھی سی بات ہے ہم چیف کی آواز کے غلام ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ چیف کون ہے۔ ہم صرف اس کی آواز سنتے ہیں اور اس کے حکم پر ہی عمل کرتے ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”بہر حال۔ جو بھی ہوا ہے غلط ہوا ہے۔ میں تم میں سے کسی کو دوش نہیں دے سکتا کیونکہ واقعی ہم سب چیف کی آواز کے ہی غلام ہیں اور چیف کے حکم پر عمل کرنا ہی ہمارا فرض ہے۔ اس معاملے میں تم میں سے کوئی مجرم نہیں ٹھہرتا شاید اسی لئے چیف نے خصوصی طور پر تم سب کو سی ایم ایچ سے یہاں منتقل کرایا ہے ورنہ جس طرح سے تمہیں کیمپ سے اٹھا کر لے جایا گیا تھا تم سب کی واپسی ناممکن تھی“..... عمران نے کہا۔

”چیف ہمیں کچھ کہے نہ کہے لیکن نادانستگی میں ہی سہی ہم سے جرم تو ہوا ہی ہے نا۔ ہماری بلکہ میری وجہ سے مجرم زیرو کیمپ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور پاکیشیا کو اس قدر نقصان کا سامنا کرنا پڑا“..... جولیا نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

”جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب ہمیں آگے۔۔۔ چتا ہے۔ یہ دیکھنا ہے کہ مجرموں نے تمہاری کال کیسے ٹریس کی تھی اور انہوں نے کس طرح سے چیف کے ٹرانسمیٹر کو ہیک کیا تھا اور ایسا کون سا شخص دنیا میں پیدا ہو گیا ہے جو چیف کی آواز اس قدر بہترین انداز میں بول سکتا ہے کہ ڈپٹی چیف بھی اس کی آواز سن کر دھوکا کھا جائے۔“

عمران نے کہا۔

”کیسے پتہ چلے گا یہ سب“..... جولیانے پوچھا۔

”ہر جرم کرنے والا اپنے پیچھے جرم کا کوئی نہ کوئی نشان ضرور چھوڑ جاتا ہے۔ بس اس نشان کے ڈھونڈنے کی دیر ہوتی ہے پھر جرم کرنے والے کا بھی پتہ چل جاتا ہے اور اس کے ارادوں کا بھی۔ تم اپنا سیل فون مجھے دے دو۔ میں اس کی چیکنگ کراؤں گا کہ کس نے اور کس طرح سے تمہارا فون ٹریس کیا تھا یا کن ذرائع سے تمہارا فون سنا گیا تھا“..... عمران نے کہا۔

”سیل فون میرے سامان میں ہو گا۔ ڈاکٹر فاروقی بتا رہے تھے کہ سی ایم ایچ سے ہمارا سامان بھی یہاں پہنچا دیا گیا ہے جو انہوں نے ایک الگ کیبنٹ میں رکھ دیا ہے“..... جولیانے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لیتا ہوں۔ تم آرام کرو“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ حد سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا اور عمران جیسا انسان جب سنجیدہ ہوتا ہے تو معاملہ نہایت گھمبیر اور انتہائی حساس نوعیت کا ہی ہوتا ہے۔

”تم نے تو مجھے دہلا دیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیا کہوں“..... جولیانے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”سب کچھ کہہ لیتا مگر یہ نہ کہنا کہ تمہیں آکس کریم کھانی ہے۔ سردیوں کا موسم ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ٹھنڈی آکس کریم کھا کر تمہارا گلا خراب ہو جائے“..... عمران نے اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلنا چلا گیا۔

عمران کے چہرے پر ایک بار پھر سنجیدگی طاری ہو گئی تھی اور اس کا ذہن اس عجیب و غریب معاملے کو سلکھانے کے لئے مسلسل قلابازیاں کھا رہا تھا۔ جولیا کے سامنے اس نے جو باتیں کی تھیں وہ محض اس کا تجزیہ تھیں۔ ابھی خود اسے بھی کنفرم نہیں تھا کہ اصل میں ہوا کیا تھا اور وہ کون سے مجرم تھے جو زیر و یکپ گئے تھے اور وہاں پہنچتے ہی انہوں نے اس قدر بھیاں مار دی تھیں۔ عمران یہ سب سوچتا ہوا موجود ایک ایک فرد کو گولیاں مار دی تھیں۔ عمران یہ سب سوچتا ہوا ڈاکٹر فاروقی کے آفس کی طرف جا رہا تھا تاکہ ان سے مل کر وہ اپنے ساتھیوں کے علاج معالجے پر مزید بات کر سکے اور ان سے وہ سامان لے لے جو آئی ایس ایس پی آر فیصل شیروانی سے ان سب کے ساتھ فاروقی ہسپتال میں پہنچا دیا گیا تھا۔

کہ سگریٹ وہیں پڑا سنگ سنگ کر راکھ بنتا جا رہا تھا۔ اچانک میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بجی تو ادھیڑ عمریوں چونک پڑا جیسے اچانک کسی نے اس کے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہو۔ یہ اس کی انتہا کی کا ہی اثر تھا کہ وہ فون کی گھنٹی کو سر پر پڑنے والے ہتھوڑے کی ضرب ہی سمجھا تھا۔ اس نے چونک کر فون سیٹ کی جانب دیکھا جس پر ایک بلب بھی سپارک کرنا شروع ہو گیا تھا۔

میز پر چونکہ کئی رنگوں کے فون سیٹ پڑے ہوئے تھے اور اچانک کس کی گھنٹی بج اٹھی اس کا پتہ سپارک کرنے والے بلبوں سے ہی چلتا تھا۔ ادھیڑ عمر نے نیلے رنگ کے فون سیٹ کا بلب سپارک ہوتے دیکھ کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”بلک ڈاگ“..... ادھیڑ عمر نے رسیور کان سے لگا کر انتہائی غراہٹ بھری آواز میں کہا۔ اس کی آواز میں اس قدر غراہٹ تھی جیسے اپنا شکار دیکھ کر جنگلی بھیڑیا غراتا ہے۔

”گارج بول رہا ہوں چیف“..... دوسری طرف سے ایک نوجوان کی آواز سنائی دی۔ آواز بے حد مؤدبانہ تھی۔

”کہاں سے بول رہے ہو؟“..... ادھیڑ عمر چیف نے اسی انداز میں پوچھا۔

”میں اسرائیل واپس پہنچ چکا ہوں چیف“..... گارج نے اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

یہ ایک بال نما کمرہ تھا جسے نہایت خوبصورتی سے آفس کے طرز پر سجایا گیا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک جہازی سائز کی میز رکھی ہوئی تھی جس کے پیچھے ساگوان کی ایک اونچی نشست والی کرسی موجود تھی۔

کرسی پر ایک ادھیڑ عمر اور قدرے فربہ جسم کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا سر درمیان سے صاف تھا جبکہ سائیڈوں پر جھالروں جیسے سفید اور کالے بال دکھائی دے رہے تھے جس سے اس کے دونوں کان بھی ڈھک گئے تھے۔ اس شخص نے گرے لکر کا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے اپنے سامنے پڑی ہوئی ایک فائل کا انتہا کی سے مطالعہ کر رہا تھا۔ میز کے کنارے کے پاس ایک الٹن ٹرے رکھا ہوا تھا جس پر ایک سگریٹ سنگ رہا تھا۔ ادھیڑ عمر شخص فائل میں اس قدر کھویا ہوا تھا

نامہ کا درجہ رکھتے تھے۔

ان سیکرٹ ایجنٹوں کو مزید فعال اور زیرک بنانے کے لئے بلیک ڈاگ نے بے حد کام کیا تھا اور انہیں سخت سے سخت مرحلوں سے گزرا کر سونے سے کندن بنا، یا تھا۔ ڈاگ ایجنسی کا کوئی بھی ایجنٹ ایسا نہیں تھا جس نے پوری دنیا کے سامنے اپنی بھرپور صلاحیتوں کا لوہا نہ منوایا ہو۔ یہ ایجنٹ جب بھی کسی مشن پر نکلتے تھے تو کامیابیاں جیسے خود چل کر ان کے قدموں میں آ گرتی تھیں۔ یہ ایجنٹ اپنا کوئی بھی مشن مکمل کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازیاں لگا دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ جب سے ڈاگ ایجنسی معرض وجود میں آئی تھی ایسا کوئی مشن نہیں تھا جس میں ڈاگ ایجنسی یا اس کا کوئی بھی ایجنٹ ناکام ہوا ہو۔ ڈاگ ایجنسی نے ہر محاذ پر کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ ان کے مشن انٹزل ہوں یا فارن وہ جب کسی مشن پر کام کرتے تھے تو پھر اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹتے تھے جب تک کہ وہ مشن مکمل نہ کر لیں۔

اسرائیل میں جی پی فائیو اور دوسری بھی بہت سی فعال ایجنسیاں کام کر رہی تھیں لیکن جب بھی کوئی ٹاپ سیکرٹ مشن ہوتا تو اس کے لئے ڈاگ ایجنسی کو ہی آگے لایا جاتا تھا۔ ڈاگ ایجنسی کا چیف جو خود کو بلیک ڈاگ کہلاتا تھا، ہمیشہ خفیہ رہتا تھا اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ صرف اپنے ٹاپ ایجنٹوں سے ملنے کو فوقیت دیتا ہے اور ڈاگ ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹوں نے بھی بلیک ڈاگ کا کبھی

”گنڈ۔ سامان لائے ہو“..... ادھیڑ عمر نے پوچھا۔ جس نے خود کو بلیک ڈاگ کہا تھا۔

”نیس چیف۔ سامان میرے پاس ہی ہے“..... گارج نے جواب دیا۔

”گنڈ۔ ہیڈ کوارٹر آجاؤ۔ میں آفس میں ہی ہوں“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”نیس چیف۔ میں بیس منٹ تک پہنچ جاؤں گا“..... گارج نے جواب میں کہا اور بلیک ڈاگ نے اؤکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے الٹش ٹرے کی طرف دیکھا جہاں اس کا رکھا ہوا سگریٹ جل جل کر مکمل طور پر راکھ بن گیا تھا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سامنے پڑا ہوا سگریٹ کا پکٹ اٹھا اور اس میں سے ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبایا پھر اس نے لائٹر اٹھا کر اس سے سگریٹ سلگایا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر سر اوپر اٹھا کر دھویں کے مرغولے اڑانے لگا۔ ادھیڑ عمر چیف کا تعلق اسرائیل کی ٹاپ ڈاگ ایجنسی سے تھا۔ یہ ایجنسی اسرائیل کی انتہائی زیرک، فعال اور نہایت پاور فل ایجنسی تھی جسے ٹاپ سیکرٹ ایجنسی بھی کہا جاتا تھا۔

ڈاگ ایجنسی کے تمام سیکرٹ ایجنٹ ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔ بلیک ڈاگ نے اپنی ایجنسی میں انتہائی ذہین، چالاک اور ایسے ایجنٹوں کو شامل کیا تھا جو ہر فن مولا تھے اور ہر کام میں مہارت

اصلی چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ بلیک ڈاگ ہر بار ان کے سامنے ایک نئے انداز اور ایک نئے روپ میں آتا تھا اور ظاہر ہے اپنے روپ بدلنے کے لئے وہ انت نئے اور جدید ترین میک اپ کا ہی استعمال کرتا تھا۔

ڈاگ ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ بھی آج تک یہ نہیں جان سکے تھے کہ ان کا بلیک ڈاگ نوجوان ہے، اچھے عمر ہے یا پھر بوڑھا آدی۔ بلیک ڈاگ کا روپ کبھی نوجوانوں کا ہوتا تھا تو کبھی وہ اوجیر عمر کے روپ میں ان کے سامنے ہوتا تھا اور کئی بار تو بلیک ڈاگ ان کے سامنے اس قدر بوڑھے آدی کے روپ میں آیا تھا کہ ٹاپ ایجنٹ بھی یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ بلیک ڈاگ کے ایک نہیں ہزار روپ ہیں اور وہ ہر روپ کے سانچے میں خود کو اس انداز میں ڈھال لیتا ہے کہ کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ وہ اس کا اصلی روپ ہے یا خود ساختہ بنایا ہوا روپ۔

جس طرح بلیک ڈاگ کے کوئی اصلی چہرے سے واقف نہیں تھا اسی طرح کوئی بھی بلیک ڈاگ کے اصلی نام سے واقف نہیں تھا۔ وہ جس روپ میں بھی ہو خود کو بلیک ڈاگ ہی کہتا تھا اور بلیک ڈاگ کا اسرائیل میں ہی نہیں پوری دنیا میں اس کی دھاک اور اس کی دہشت کا سکہ جما ہوا تھا اور اس کی ایجنسی کی جڑیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں اور عرب ممالک میں اب تک جو تختے پلٹے گئے تھے کہا یہ جاتا تھا کہ ان میں ڈاگ ایجنسی کا ہی ہاتھ تھا۔ اس کے علاوہ

فلسطین میں ہونے والے مظالم اور تحریک آزادی کی بے شمار فعال تنظیموں کو مٹانے اور ان کا قلع قمع کرنے میں ڈاگ ایجنسی ہی پیش پیش رہتی تھی۔ جس میں انہوں نے ناقابل یقین کی حد تک کامیابیاں حاصل کی تھیں۔

ڈاگ ایجنسی کا تعلق اسرائیل سے تھا لیکن بلیک ڈاگ نے خود کو دنیا سے اس طرح چھپایا ہوا تھا کہ سوائے اسرائیل کے چند مخصوص افراد کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ ڈاگ ایجنسی کا اصلی ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور وہ کس قوم اور کس ملک کی ایجنسی ہے۔ اس لئے اب تک دنیا کی کوئی ایجنسی اس بات کا پتہ نہیں چلا سکی تھیں کہ حقیقت میں ڈاگ ایجنسی کا تعلق کس ملک سے ہے۔

اسرائیل نے ڈاگ ایجنسی کی حقیقت اپنے سب سے بڑے حلیف ملک ایڈریس سے بھی چھپا رکھی تھی۔ ڈاگ ایجنسی جس تیزی سے پوری دنیا پر اپنے سانچے گاڑتی جا رہی تھی اس سے سہرا پاور ممالک خاص طور پر ایڈریس میں بھی کھلبلی مچ گئی تھی۔ اس ایجنسی کی تلاش اور اس کے کرتا دھرتا کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے ایڈریس سمیت کئی ممالک کی خفیہ ایجنسیاں کام کر رہی تھیں تاکہ وہ کم از کم اس بات کا پتہ چلائیں کہ ڈاگ ایجنسی کا تعلق کس ملک سے ہے لیکن آج تک دنیا کی کسی بھی ایجنسی اور ٹاپ ایجنٹوں کو اس سلسلے میں کوئی کامیابی نہیں مل سکی تھی۔ جب بھی کوئی ایجنسی، ڈاگ ایجنسی کے قدرے نزدیک پہنچنے کی کوشش کرتی

ھلڈ ختم ہوتا جا رہا تھا گو کہ انڈر ورلڈ کو بھی یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ حق کے خلاف خاموش کارروائی کرنے والے کون ہیں لیکن ڈاگ ایجنسی کے ایجنٹ جس مخصوص انداز میں کام کرتے تھے اس کی بناء پر وہ سمجھ جاتے تھے کہ ان کے خلاف ڈاگ ایجنسی کام کر رہی ہے اس لئے وہ اسرائیل سے کان دبا کر نکل جانے میں ہی عافیت سمجھتے تھے۔

اس کے علاوہ جب سے ڈاگ ایجنسی معرض وجود میں آئی تھی فلسطین پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی تھی۔ آئے دن فلسطین کی تحریک آزادی کے راہنما یا تو راتوں رات غائب ہو جاتے تھے یا پھر انہیں نہایت بے دردی سے ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ ڈاگ ایجنسی نے فلسطین کی انتہائی فعال تنظیموں کے بھی بچے ادھیڑ کر رکھ دیئے تھے اور فلسطین کی تحریک آزادی کا کارز انتہائی کمزور کر دیا تھا۔

بلیک ڈاگ کو ابھی جس گارج نامی ایجنٹ نے فون کیا تھا وہ فارن ایجنٹ تھا اور ڈاگ ایجنسی میں اسے گولڈن ایجنٹ کا رینک ملا ہوا تھا۔ گارج ان گولڈن ایجنٹس میں سے ایک تھا جو ذہانت، عیاری اور ہر فن مولا ہونے کی خدا داد صلاحیتوں کی وجہ سے بلیک ڈاگ کے بے حد قریب تھا۔ انتہائی اہم اور سُر ٹاپ مشنز کے لئے بلیک ڈاگ اکثر گارج کو ہی آگے لاتا تھا۔ گارج کی یہ خوبی بھی تھی کہ وہ اپنا مشن انتہائی تیز رفتاری اور نہایت کم مدت میں پورا کرتا تھا اور وہ اپنا کام اس قدر صفائی سے کرتا تھا کہ واقعی دوسروں کی

تو ڈاگ ایجنسی کے سیکرٹ ایجنٹ فوراً حرکت میں آ جاتے اور پھر دوسرے ممالک کے ایجنٹوں کا نشان بھی نہیں ملتا تھا۔

ڈاگ ایجنسی کا ایک خاصہ یہ بھی تھا کہ سوائے بلیک ڈاگ کے کسی بھی ایجنٹ کو ایک دوسرے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا کہ ڈاگ ایجنسی میں کون کون سے ایجنٹ ہیں اور کہاں کہاں کام کرتے ہیں۔ ڈاگ ایجنسی کے ایجنٹ جس ملک میں بھی اپنا مشن مکمل کرتے تھے وہ اپنے پیچھے ایک معمولی سا کلیو بھی نہیں چھوڑ کر آتے تھے اس لئے بعض ممالک میں ہونے والی کارروائیوں کے بارے میں اب تک یہ کلیو بھی نہیں ملا تھا کہ اس ملک میں ہونے والی کارروائی کے پیچھے بلیک ڈاگ کے ایجنٹوں کا ہاتھ ہے یا کسی اور کا۔

بلیک ڈاگ نے اپنے ایجنٹوں کو مختلف نام دے رکھے تھے جو بلیک ایجنٹس بھی کہلاتے تھے، ریڈ ایجنٹس بھی اور گولڈن ایجنٹس بھی۔ بلیک ڈاگ ان ایجنٹوں سے بیرون ممالک کے مشن کا کام لیتا تھا اور ملک اور مشن کی نوعیت دیکھ کر ہی ان میں سے ایجنٹس سلیکٹ کرتا تھا کہ کس ملک، میں اور کس مشن کے لئے کون سا ایجنٹ اس کی امید کے مطابق کام کر سکتا ہے۔ اسی طرح اسرائیل میں انٹرل ایجنٹس بھی تھے جو غیر ملکی ایجنٹوں، ملک دشمن عناصروں اور جرائم کی دنیا کی بیج کنی کرتے تھے جس کی وجہ سے اسرائیل کے انڈر ورلڈ میں بھی تہلکہ مچا ہوا تھا اور اسرائیل سے آہستہ آہستہ انڈر

آکھ سے سرمہ چرا لاتا تھا۔

بلیک ڈاگ دنیا بھر کے تمام سیرٹ ایجنٹوں پر گہری نظر رہتی تھی وہ یہ دیکھتا تھا کہ دنیا میں ایسے کون سے سیرٹ ایجنٹ موجود ہیں جنہیں وہ اپنی ایجنسی میں شامل کر کے اپنی ایجنسی کو مزید طاقتور اور زیرک بنا سکتا ہے۔ وہ تمام ایجنٹوں کے خفیہ کوائف جمع کرتا تھا اور پھر ان تمام ایجنٹوں کی مختلف کنگریزوں میں بنا کر انہیں اپنی ایجنسی میں لانے کے لئے کام شروع کر دیتا تھا۔ اس کے لئے وہ اپنے اثر و رسوخ کے ساتھ ساتھ دولت پانی کی طرح بہا دیتا تھا۔ پھر ایک بار جو اس کی ایجنسی میں آ جاتا وہ ہمیشہ کے لئے اسی ایجنسی کا ہی ہو کر رہ جاتا تھا۔ بلیک ڈاگ اسے دنیا بھر کی آسائشوں کے ساتھ مالا مال کر دیتا تھا۔ چونکہ بلیک ڈاگ اپنے ایجنٹوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا تھا اس لئے ڈاگ ایجنسی میں آنے والا ہر ایجنٹ، ڈاگ ایجنسی اور بلیک ڈاگ کا ہمیشہ کے لئے وفادار بن جاتا تھا اور ڈاگ ایجنسی کے لئے اپنی جان تک لڑا دیتا تھا۔

بلیک ڈاگ کے گارج جیسے گولڈن ایجنٹ صرف اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے جبکہ دوسرے ایجنٹوں کو وہ دوسرے ممالک میں ہی رکھتا تھا اور ہر نیا ایجنٹ یہی سمجھتا تھا کہ اسے جس ملک میں رکھا گیا ہے ڈاگ ایجنسی کا اسی ملک سے ہی تعلق ہے۔

دنیا کے نامور اور ٹاپ ایجنٹوں کے ڈاگ ایجنسی میں آنے سے بلیک ڈاگ کی ایجنسی تیزی سے وسعت اختیار کرتی جا رہی تھی جس

تھی وہ شاید اس کی ایجنسی کے گولڈن ایجنٹوں میں بھی نہیں تھی اس لئے سب سے پہلے بلیک ڈاگ نے عمران کو اپنا ہدف بنا رکھا تھا کہ ایک بار عمران اس کے پاس آ جائے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سارے ممبران خود ہی اس کے پیچھے کھینچے چلے آئیں گے۔

عمران کو پاکیشیا سے اسرائیل لانے کے لئے بلیک ڈاگ نے گولڈن ایجنٹ گارج سے بات کی تھی اور پھر وہ دونوں سر جوڑ کر ایک ساتھ بیٹھ گئے۔ جب دو بڑے دماغ ایک ساتھ بیٹھ جائیں اور وہ بھی شیطانی سوچ رکھنے والے تو شیطان بھی ان کا ہم رکاب جاتا ہے۔ ان دونوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ ان دونوں کو اور کوئی طریقہ تو نہیں سوچا سوائے اس کے کہ عمران کو اسرائیل آنے پر مجبور کیا جائے۔ جب وہ اسرائیل آ جائے تو اسے کسی بھی حالت میں زندہ پکڑ لیا جائے اور پھر اس کا ذہن ٹیکنیکل سسٹم سے کلین کر کے اس کا برین اسکیں کیا جائے اور پھر اسے ہمیشہ کے لئے اسرائیل اور ڈاگ ایجنسی کا وفادار بنا لیا جائے۔ مسلسل سوچنے اور پلاننگ کرنے کے بعد انہوں نے عمران کو اسرائیل لانے کے قتل پر کام کرنا شروع کر دیا۔

پاکیشیا میں موجود ڈاگ ایجنسی کے چند ٹاپ ایجنٹوں نے بلیک ڈاگ کو اطلاع دی تھی کہ پاکیشیا ان دنوں ہر لحاظ سے اپنا دفاع مضبوط کرنے کے سسٹم پر کام کر رہا ہے۔ پاکیشیا کا ایک سائنس دان جس کا نام سر حنیہ ہے وہ ایک خصوصی فارمولے کے تحت ایک

انتہائی باریک بینی سے اس فائل کا مطالعہ کر چکا تھا لیکن اس فائل سے اسے عمران کی زندگی کا کوئی کزور پہلو نہیں ملا تھا جسے وہ بنیاد بنا کر عمران کو اپنی ایجنسی میں شامل ہونے کا عندیہ دے سکے۔ اس فائل کے مطالعے سے بلیک ڈاگ کو یہ ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ عمران کو کم از کم کسی لالچ کے تحت وہ اپنی ایجنسی میں شامل ہونے کے لئے نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس کے علاوہ عمران کی شخصیت ایسی تھی جو سر سے پاؤں تک اپنے ملک اور قوم کا وفادار تھا اور اپنے ملک و قوم کے لئے ہر وقت کٹ مرنے کے لئے تیار رہتا تھا۔ اس لئے بلیک ڈاگ فارغ اوقات میں عمران کی فائل کھول کر بیٹھ جاتا تھا اور اس جستجو میں لگا رہتا تھا کہ وہ ایسا کون سا طریقہ اختیار کرے کہ عمران اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے پاکیشیا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس کے پاس آ جائے اور اس کی ایجنسی میں شمولیت اختیار کر لے۔ بلیک ڈاگ عمران کی فائل کا جتنی بار بھی مطالعہ کرتا تھا وہ عمران کی خداداد اور مافوق الفطرت صلاحیتوں کا اتنا ہی معترف ہو جاتا تھا اور ہر بار فائل پڑھنے کے بعد اس کا عمران کو پانے کا جنون اور زیادہ شدت اختیار کر جاتا تھا لیکن عمران کو حاصل کر لے گا اس کے پاس کوئی طریقہ نہیں تھا۔

فائل کے مطابق عمران زیادہ تر اپنی ٹیم کے ہمراہ ہی فارن مشن پر جاتا تھا۔ بلیک ڈاگ جانتا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران بھی اس کے ٹاپ ایجنٹوں کے ہم پلہ تھے لیکن جو بات عمران میں

کی وجہ سے ڈاگ ایجنسی کو دنیا بھر کی تمام ایجنسیوں میں ٹاپ پوزیشن حاصل ہو گئی تھی۔ بلیک ڈاگ نے اس پر بھی بس نہیں کیا تھا وہ اب بھی دنیا کے تمام نامور اور ٹاپ ایجنٹس کو اپنی ایجنسی میں لانے کی کوشش میں لگا رہتا تھا۔

اس بار بلیک ڈاگ کی نظریں جس ٹاپ ایجنٹ پر تھیں وہ پاکیشیا کا علی عمران تھا جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ دنیا کے بڑے بڑے ایجنٹوں کو مات دینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے۔ ڈاگ ایجنسی نے فارن مشن میں اتنی کامیابیاں حاصل نہیں کی ہوں گی جتنی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے حاصل کی تھیں۔ عمران کے بارے میں بلیک ڈاگ نے مختلف ذرائع سے تمام تر معلومات حاصل کر لی تھیں اور وہ ہر وقت اس فکر میں مبتلا رہتا تھا کہ وہ عمران کو کس طرح سے پاکیشیا سے اپنی ڈاگ ایجنسی میں لائے۔ بلیک ڈاگ نے عمران کے بارے میں جو معلومات حاصل کی تھیں ان کے مطابق عمران کا کردار انتہائی مضبوط اور بے داغ تھا۔ زن، زر اور زمین سے اسے کوئی لگاؤ نہیں تھا اور نہ ہی اس کی کوئی ایسی کمزوری تھی جس کے بل بوتے پر بلیک ڈاگ اسے اپنی ایجنسی میں شامل ہونے پر مجبور کر سکے۔ اس نے عمران کے بارے میں جو معلومات حاصل کی تھیں وہ عمران کے بچپن سے لے کر اب تک کے تمام حالات پر مبنی تھیں اور ایک ضخیم فائل میں تھیں۔ وہی سچہ اس وقت بلیک ڈاگ نے اپنے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ وہ کئی مرتبہ

ایسا مشینی سسٹم بنا رہا ہے جس کی مدد سے وہ پائیشیا کو مکمل طور پر بیرونی حملوں خاص طور پر ایٹم بموں اور میزائلوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر سکتا ہے۔ اس سسٹم کے تحت پائیشیا میں ایک ایسی ریز پھیلا دی جاتی جو پائیشیا کو ہر طرف سے اپنے حصار میں لے کر ایک بیل بنا سنا لیتی اور پائیشیا اس بیل میں محصور ہو جاتا پھر پائیشیا پر چاہے عام میزائل فائر کئے جاتے یا وار ہیڈز سے بھرپور میزائل جیسے ہی میزائل اس بیل میں داخل ہوتے ان میزائلوں اور بموں کے تمام بلاسٹنگ سسٹم جام ہو جاتے۔ بم اور میزائل مکمل طور پر ناکارہ ہو جاتے جس سے نہ صرف وہ قیمتی بم اور میزائل، بلکہ میزائلوں میں موجود وار ہیڈ بھی پائیشیا کے قبضے میں آ جاتے جس سے پائیشیا میزائل فائر کرنے والے ملک کی جدید ترین ٹیکنالوجی سے بھی آگاہ ہو جاتا۔

پائیشیا نے اپنے اس جدید دفاعی سسٹم کو نائن ایکس تھری کا نام دیا گیا تھا۔ بلیک ڈاگ کو یہ بھی معلومات مل گئی تھیں کہ سرجنید نے نائن ایکس تھری سسٹم کی ساری مشینری پائیشیا میں ہی تیار کر لی ہے اور اب وہ اس سسٹم کی ری چیکنگ کرنے میں مصروف ہے تاکہ اس سسٹم کی ریز کو ایک سیلز بیل کی شکل میں پورے پائیشیا پر پھیلا یا جاسکے۔ اسرائیل کو پائیشیا کی اس قدر یونیک ایجاد بھی ٹھنک رہی تھی اور ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی طرح پائیشیا کی اس لیبارٹری کو تباہ کر دیں جس میں سائنس دان سرجنید نائن ایکس تھری

فارمولے پر کام کر رہا ہے۔ بلیک ڈاگ اور گارج نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ عمران کو اسرائیل لانے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ وہ پائیشیا جا کر کارروائی کریں اور نائن ایکس تھری بنانے والی لیبارٹری کو ٹریس کر کے نہ صرف اسے تباہ کر دیں بلکہ وہاں سے نائن ایکس تھری کا فارمولا بھی حاصل کر لائیں۔ ایسا کرنے سے نہ صرف انہیں نائن ایکس تھری کا فارمولا مل جائے گا بلکہ جب عمران کو علم ہو گا کہ یہ کارروائی اسرائیل کی طرف سے کی گئی ہے تو وہ آگ و طوفان کا ٹیکر بن کر اسرائیل کی طرف دوڑا چلا آئے گا اور پھر اسے وہ ہر صورت میں زندہ اپنے قابو میں کر لیں گے۔

ڈاگ انجنی کے انجینئروں نے بلیک ڈاگ کو سرجنید اور نائن ایکس تھری کے بارے میں تمام معلومات مہیا کر دی تھیں لیکن اپنی لاکھ کوششوں کے باوجود وہ ابھی تک یہ معلوم نہیں کر سکے تھے کہ نائن ایکس تھری سسٹم پائیشیا کی کس لیبارٹری میں تیار کیا جا رہا ہے اور وہ لیبارٹری پائیشیا کے کس حصے میں ہے۔ اس کے لئے گارج نے بلیک ڈاگ کو اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسے یہ مشن سونپ دیا جائے۔ وہ خود پائیشیا جائے گا اور اپنی بھرپور کوششوں سے نہ صرف وہ لیبارٹری ٹریس کر لے گا جس میں نائن ایکس تھری سسٹم تیار ہو رہا ہے بلکہ وہ اس لیبارٹری کی تمام مشینری تباہ کر کے سرجنید کو بھی ہلاک کر دے گا اور اس سے نائن ایکس تھری کا فارمولا بھی حاصل کر لائے گا۔

اسرائیل پہنچ گیا ہے تو بلیک ڈاگ کے لئے یہ سمجھنا آسان تھا کہ گارج اپنے مشن میں کامیاب ہو کر پہنچا ہے۔ اس لئے وہ انتہائی مطمئن اور ریلیکس ہو گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد اس کے ٹیبل پر پڑے ہوئے انٹر کام کا مترنم میوزک بجا تو بلیک ڈاگ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا بٹن پریس کر دیا۔

”نیں“..... بلیک ڈاگ کے حلق سے وہی بھیڑیوں جیسی غراہٹ بھری آواز نکلی جو شاید اس کے بولنے کا مخصوص انداز تھا۔

”چیف۔ جی اے ون یہاں پہنچ گیا ہے“..... دوسری طرف سے اس کی پرسنل لیڈی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ اس نے بلیک ڈاگ کو گارج کا مخصوص کوڈ بتایا تھا جس کا مطلب تھا کہ گولڈن ایجنٹ ون ہیڈ کوارٹر آ گیا ہے۔

”اوکے۔ اسے سٹیبل دے سے فوراً میرے آفس میں بھیج دو۔“ بلیک ڈاگ نے کہا۔

”نیں چیف“..... سیکرٹری نے جواب دیا تو بلیک ڈاگ نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا بٹن آف کر دیا۔ پھر اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کی اور اسے اٹھا کر اپنے میز کی چٹائی دراز میں رکھ دیا اور سیدھا ہو کر سامنے سپاٹ دیوار کی جانب دیکھنے لگا۔ اس نے میز کے نیچے ہاتھ لے جا کر ایک خفیہ بٹن پریس کیا تو سپاٹ دیوار میں ایک سیاہ رنگ کی لکیری بنی اور پھر اچانک دیوار میں ایک دروازہ

بلیک ڈاگ خود بھی یہی چاہتا تھا کہ یہ مشن گارج ہی پورا کرے چنانچہ اس نے گارج کو یہ مشن سونپ دیا۔ گارج نے بلیک ڈاگ سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے مشن کی کامیابی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دے گا چنانچہ گارج اپنی تیاری مکمل کر کے نہایت خفیہ طریقے سے پاکیشیا پہنچ گیا اور اس نے نائن ایکس تھری تیار کرنے والی لیبارٹری کی تلاش شروع کر دی۔

بلیک ڈاگ نے اپنے ایجنٹوں کو مشن کی کامیابی تک کھلی جھوٹ دے رکھی تھی۔ اپنے ایجنٹوں کو مشن پر بھیجنے کے بعد وہ ان سے قطعی لا تعلق ہو جاتا تھا اس نے کبھی کسی ایجنٹ سے رابطہ نہیں کیا تھا اور نہ کبھی یہ رپورٹ مانگی تھی کہ اس کے ایجنٹ نے مشن میں کس حد تک کامیابی حاصل کی ہے یا وہ کیا کر رہا ہے۔ بلیک ڈاگ اپنے ایجنٹ کے کامیاب ہو کر اس کے اس ملک میں واپس آنے تک کا انتظار کرتا تھا جس ملک کا وہ ایجنٹ ہوتا تھا۔ جب ایجنٹ کامیاب و کامران واپس آ جاتا تو وہ ٹرانسمیٹر پر بلیک ڈاگ کو آگاہ کر دیتا تھا اور بلیک ڈاگ انہیں اپنے دنیا بھر میں موجود سٹیبل ہیڈ کوارٹر میں سے کسی میں بلا لیتا تھا۔ یا پھر خود روپ بدل کر مشن مکمل کرنے والے ایجنٹ کے ملک میں پہنچ جاتا۔ ڈاگ انجینی کے ایجنٹ بلیک ڈاگ کو تب ہی کال کرتے تھے جب وہ اپنے مشن میں کامیاب و کامران لوٹتے تھے۔ گارج چونکہ اسرائیلی ایجنٹ تھا اس لئے اب جس طرح سے گارج نے بلیک ڈاگ کو کال کر کے بتایا تھا کہ وہ

طرف بڑھا دی۔ بلیک ڈاگ نے فائل لے کر اس پر ٹاپ سیکرٹ اور ٹائن ایکس تھری لکھا ہوا دیکھا تو اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ اس نے فائل اپنے سامنے میز پر رکھی اور اسے کھول لیا۔ فائل میں سو سے زائد کمپیوٹر پرنٹڈ ادراق موجود تھے اور یہ ادراق عام پیپر کی بجائے چمکدار دھات کے بنے ہوئے تھے جو عام کاغذوں جیسے ہی دکھائی دے رہے تھے۔

”برائنٹ پیپر۔ گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ فارمولا صرف اسی فائل میں ہی محفوظ ہے کیونکہ ان پیپروں کی نہ تو کوئی فلم بنائی جا سکتی ہے اور نہ ہی انہیں فوٹو کپیٹ کیا جا سکتا ہے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”ییس چیف“..... گارچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اب مجھے تفصیل بتاؤ۔ تم اس فائل تک کیسے پہنچے اور تم نے کس طرح سے لیبارٹری ٹریس کی تھی؟“..... بلیک ڈاگ نے فائل بند کر کے گارچ کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں نے پاکیشا جا کر بہت باتھ پاؤں مارے تھے چیف مگر دوسرے ایجنٹوں کی طرح این ایکس ٹی لیبارٹری کا بھی کوئی سراغ باتھ نہیں آ رہا تھا۔ میں نے پاکیشا کے کئی بڑے افراد کے مائنڈ ہیک کئے تھے جن میں کئی نامور سائنس دان بھی شامل تھے لیکن ان میں سے بھی کوئی این ایکس ٹی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے ساتھ ایک سپیشل مشین لے گیا تھا

سا بن کر دو حصوں میں سنٹا چلا گیا۔ چند منٹوں کے بعد دروازے کی دوسری طرف سے ایک لمبا ترنگ اور کسرتی جسم والا نوجوان اندر آ گیا۔ یہ نوجوان ہر لحاظ سے فاسٹ ایکشن فلموں کا ہیرو دکھائی دے رہا تھا اس کی فراخ پیشانی اور اس کی نیلی آنکھوں کی تیز چمک اس کی ذہانت کی غماز تھیں۔ نوجوان کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا چری ہینڈ بیک بھی تھا۔

نوجوان نے اندر آتے ہی بلیک ڈاگ کو فوجی انداز میں سلام کیا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

”آؤ۔ آؤ۔ گارچ۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا۔ آؤ بیٹھو“..... بلیک ڈاگ نے مخصوص انداز میں کہا تو گارچ نے اثبات میں سر ہلایا اور تھینک یو کہتا ہوا بلیک ڈاگ کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ بلیک ڈاگ کی تیز اور چمکیلی نظریں نوجوان کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جس کا چہرہ فرط جذبات سے جھگڑا رہا تھا۔

”کہاں ہے ٹائن ایکس تھری کا فارمولا؟“..... بلیک ڈاگ نے اس سے رسی باتیں کرنے کی بجائے مخصوص پوائنٹ پر ہی بات شروع کرتے ہوئے کہا۔

”میں اپنے ساتھ لایا ہوں چیف“..... نوجوان نے کہا جو ڈاگ ایجنسی کا گولڈن ایجنٹ گارچ تھا۔ اس نے اپنا چری بیک سامنے میز پر رکھا اور اسے کھولنا شروع ہو گیا۔ بیک کھول کر اس نے بیک میں سے ایک ضخیم فائل نکالی اور اٹھ کر نہایت احترام سے بلیک ڈاگ کی

اپنے چیف کے بے حد نزدیک ہو۔

مجھے اس بات کا علم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ایک لڑکی ہے جو سوکس نژاد ہے اور جس کا نام جولیا ہے۔ میں اس کو تلاش کر رہا تھا کیونکہ ایک وہی لڑکی تھی جو عمران اور اپنے چیف ایکسو کے بے حد نزدیک تھی۔ جولیا تک پہنچنے کے لئے میں نے بہت بھاگ دوڑ کی تھی۔ آخر کار میں نے جولیا کا پتہ چلا لیا۔ میں کسی بھی طرح سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور عمران کی نظروں میں آئے بغیر جولیا تک پہنچنا چاہتا تھا اس لئے میں نے جولیا کے فلیٹ کا محاصرہ کیا اور پھر میں نے ایک رات جولیا کے فلیٹ پر جا کر فلیٹ کے دروازے سے اندر ہائین گیس فائر کر دی۔ اگر جولیا جاگ رہی ہوتی تب بھی ہائین گیس کی بو کا اسے پتہ نہ چلتا بلکہ یہ گیس اسے آہستہ آہستہ گہری نیند کی آغوش میں پہنچا دیتی اور اگر وہ سو رہی ہوتی تب گیس اس کی نیند مزید گہری کر دیتی۔ میں نے چند منٹ انتظار کیا اور جب مجھے یقین ہو گیا کہ جولیا گہری نیند سو گئی ہوگی تو میں نے ماسٹر کی سے فلیٹ کا دروازہ کھولا اور فلیٹ کے اندر داخل ہو گیا۔ جولیا ایک کمرے میں بے خبر سو رہی تھی۔ میں نے خاموشی سے اس کے سر کے بالوں کے درمیان میں ایک چھوٹا سا مائیکرو وال لگایا اور وہاں سے نکل آیا۔ میں نے اپنے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑا تھا۔ جولیا کے سر میں جو مائیکرو والو وہاں سے لگایا تھا وہ بال سے بھی زیادہ باریک تھا جسے جب تک سپریم

جس کی مدد سے میں وہاں موجود کسی بھی انسان کا مائنڈ ہیک کر سکتا تھا۔ مجھے چند مخصوص افراد کے مائنڈ ہیک کرنے کے بعد صرف ایک ہی کلیو ملا تھا اور وہ کلیو یہ تھا کہ این ایکس ٹی لیبارٹری کے بارے میں اگر کوئی جانتا ہے تو وہ علی عمران ہے یا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسو۔

عمران تو پہلے سے ہی میرے ٹارگٹ پر تھا لیکن میں اس کا مائنڈ ہیک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بارے میں میرے پاس جو تفصیلات تھیں اگر میں اس کا مائنڈ ہیک کرنے کی کوشش کرتا تو اسے فوراً پتہ چل جاتا کہ اس کی مائنڈ میموری ہیک کی جا رہی ہے تو وہ فوراً اپنا مائنڈ یا تو بلیک کر لیتا یا پھر لاکڈ۔ اور دوسرا شخص پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسو تھا جس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ سات پردوں میں چھپا رہتا ہے اور ایکسو اصل میں کون ہے اس کے بارے میں اس ملک کا صدر بھی کچھ نہیں جانتا ہے اور جس شخص کا مائنڈ ہیک کرنا ہوتا ہے مجھے اس کے سر میں ایک مخصوص مائیکرو والو لگانا پڑتا ہے۔ جب تک میں کسی انسان کے سر میں مخصوص مائیکرو والو نہ لگا دوں میں اس کا مائنڈ ہیک نہیں کر سکتا۔ اگر میں یہ کام عمران کے ساتھ کرتا تو عمران کو اس مائیکرو والو کا بھی پتہ چل جاتا اس لئے میں نے اس سے دور رہنا ہی بہتر سمجھا تھا۔ میں اس کوشش میں لگ گیا کہ کسی طرح سے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ایسے ممبر تک پہنچ جاؤں جو عمران اور

مائیکرو ٹرانزیک سائنسی آلے سے چیک نہ کیا جائے اس کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ اس مائیکرو والوو سے میں نہ صرف جولیا کا مائنڈ ہیک کر سکتا تھا بلکہ یہ بھی چیک کر سکتا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ چنانچہ میں نے اس پر تیزی سے کام کرنا شروع کر دیا۔

جولیا کے دماغ میں ایکسو کے حوالے سے مجھے کچھ نہیں ملا تھا۔ میں نے اس کا ہیک شدہ دماغ نہایت باریک بینی سے چیک کیا تھا۔ مگر وہ بھی چیف کی اصل شخصیت سے ناواقف تھی۔ مجھے چونکہ اس کا روزانہ کی بنیاد پر دماغ ہیک کرنا ہوتا تھا اس لئے میں نے اس بلڈنگ میں ہی ایک فلیٹ حاصل کر لیا جہاں جولیا رہتی تھی۔ رات کو جب جولیا سو جاتی تو میں اس کے فلیٹ میں ہائٹن گیس فائر کر کے اسے گہری نیند سلا دیتا اور پھر میں اطمینان سے اس کے فلیٹ میں داخل ہو کر اس کے سر میں لگے ہوئے مائیکرو والوو سے مشینی لنک کر کے اس کا مائنڈ ہیک کر لیتا۔ میں اس انتظار میں تھا کہ وہ کسی دن چیف کے ہیڈ کوارٹر جائے گی اور اس سے بات کرے گی تو میں مائیکرو والوو سے اور کچھ نہیں تو یہ ضرور معلوم کر لوں گا کہ چیف ایکسو کے ہیڈ کوارٹر میں کون کون سے حفاظتی سٹم ہیں۔ ایک بار مجھے ان حفاظتی سسٹمز کا پتہ چل جاتا تو میں انہیں آسانی سے آف کر کے ایکسو کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتا تھا۔ لیکن ایسی نوبت ہی نہ آئی۔ جولیا، ایکسو کے پاس گئی ہی نہیں تھی۔ البتہ ایک رات جب میں نے اس کا مائنڈ ہیک کیا تو میں یہ دیکھ کر

چونک پڑا کہ جولیا، عمران کے فلیٹ میں گئی تھی اور پھر وہ عمران کے ساتھ ایک ایسی جگہ پہنچ گئی تھی جہاں زیروکمپ نامی ایک بیس کیپ تھا۔ عمران، جولیا کو اس کیپ میں انڈر گراؤنڈ ایک لیبارٹری میں لے گیا تھا۔ جولیا کی مائنڈ میموری چیک کرنے سے مجھے معلوم ہوا کہ جولیا عمران کے ساتھ این ایکس فی لیبارٹری گئی تھی جہاں عمران نے سرجنین سے ملاقات کی تھی۔ جولیا چونکہ وہاں جا کر انتہائی بوریت محسوس کر رہی تھی اور جاتے ہوئے وہ راستے میں مسلسل عمران سے باتوں میں مصروف تھی اس لئے وہ ان راستوں کو اپنے دماغ میں نہیں رکھ سکی تھی کہ عمران اسے کن راستوں سے این ایکس فی لیبارٹری میں لے گیا تھا۔ لیکن میرے لئے یہی کافی تھا کہ جولیا، عمران کے ساتھ اس لیبارٹری میں گئی تھی جس کی تلاش میں، میں سرگرداں تھا۔ میں نے فوری طور پر جولیا کی سابقہ میموری چیک کی تو مجھے اس کی میموری سے باقی سب ممبران اور ایکسو کے واچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی مل گئی۔ میں نے فوری طور پر ایکسو کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی چیک کی اور پھر میں نے اس پر کام کرنا شروع کر دیا۔ میرے دماغ میں آیا تھا کہ اگر میں کسی طرح ایکسو کے ٹرانسمیٹر کو ہیک کر لوں اور پھر میں جولیا سے ایکسو کی آواز میں بات کر کے اسے زیروکمپ جانے کے لئے کہوں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو میں جولیا کے سر میں لگے ہوئے مائیکرو والوو کی مدد سے اس کی مسلسل نگرانی کر سکتا تھا اور اس کے پیچھے زیروکمپ پہنچ سکتا تھا۔ اور

چیف آپ جانتے ہیں کہ میں ایک بار جو کام کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہوں اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک میں وہ کام پورا نہ کر لوں۔ چنانچہ میں نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کو ہدف بنا کر اس پر کام کرنا شروع کر دیا۔ مجھے اس کام میں کچھ وقت ضرور لگا تھا لیکن آخر کار میں نے ایکسٹو کی وہ ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ہیک کر لی جس سے ایکسٹو وائج ٹرانسمیٹر پر جولیا اور اپنے باقی ممبران سمیت عمران سے بات کرتا تھا۔ میں نے ایک ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی آواز بھی سنی تھی جس کی میں آسانی سے نقل بھی کر سکتا تھا۔ ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ہیک کرتے ہی میں نے ایکسٹو کا ٹرانسمیٹر سسٹم آف کر دیا اور پھر میں نے اپنی تمام تیاریاں مکمل کرنے کے بعد ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی ہیک شدہ فریکوئنسی سے جولیا کو ایکسٹو کی آواز میں کال کی اور اسے ہدایات دیں کہ وہ ٹیم لے کر فوری طور پر زیرو کمپ کی طرف روانہ ہو جائے۔ میں نے ایکسٹو کے انداز میں جولیا سے اس انداز میں بات کی تھی کہ جولیا کو ذرا بھی شک نہ ہوا کہ اس سے ایکسٹو نہیں بلکہ کوئی اور بات کر رہا ہے۔ میں نے جولیا کو زیرو کمپ میں ایک کافرستانی ایجنٹ کے موجود ہونے کا جھانسہ دیا تھا۔ جولیا فوراً میرے جھانے میں آ گئی اور اس نے شاید تصدیق کے لئے پھر ایکسٹو سے بات کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ ایکسٹو کا ٹرانسمیٹر آف تھا اور اس کی ہیک شدہ فریکوئنسی پر میرا ٹرانسمیٹر آن تھا اس لئے جولیا کی کال بھی میں نے ہی رسپو کی تھی۔

جولیا، ایکسٹو کی ہدایات پر فوراً حرکت میں آ گئی۔ اس نے اپنے باقی ساتھیوں کو کال کی۔ میں نے چونکہ جولیا کو ایکسٹو کی آواز میں کال کی تھی اس لئے میرا یہ کام ختم ہو گیا تھا۔ اب مجھے جولیا کے سر میں لگے ہوئے مائیکرو والوو سے لکڑ ہوتا تھا تاکہ میں جولیا پر نظر رکھ سکوں کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہاں جاتی ہے۔ جب وہ زیرو کمپ پہنچ جاتی تو پھر میں فوراً اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ جاتا۔ میں نے پہلے سے ہی ایک پرائیویٹ کمپنی سے ایک ہیلی کاپٹر ہائر کر لیا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کو میں نے شمالی پہاڑی علاقہ میں چھپا دیا تھا اور میں نے اس ہیلی کاپٹر میں چند بنیادی تبدیلیاں کر دی تھیں تاکہ اس ہیلی کاپٹر کو کسی بھی راڈار سسٹم سے مارک نہ کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ میں نے ہیلی کاپٹر کے پیڈز سے ایک آٹو ہینک مشین گن بھی نصب کر دی تھی تاکہ ضرورت کے وقت اسے استعمال کیا جاسکے۔ پھر میں نے ایک کمپیوٹر اس ہیلی کاپٹر میں سیٹ کیا جس پر میں جولیا کو مسلسل مانیٹر کر سکتا تھا۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیار تھا۔ میرا خیال تھا کہ جولیا اپنے ساتھیوں کو لے کر کسی دوسرے شہر جائے گی اس لئے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں تیار تھا کہ وہ جیسے ہی دارالحکومت سے نکلے گا میں ہیلی کاپٹر میں انہیں ٹریک کرتا ہوا ان کے پیچھے چلا جاؤں گا لیکن یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ جولیا اپنے ساتھیوں سمیت انہی شمالی پہاڑیوں کی طرف آئی تھی جہاں میں اپنے چند ساتھیوں کے

سلنڈر پھینکے تھے۔ جب میں ہیلی کاپٹر لے کر اس کیمپ میں پہنچا تو اس وقت تک جولیا اور اس کے ساتھی حفاظتی اسپنی باڑکٹ کر کیمپ میں داخل ہو چکے تھے اور انہوں نے خود ہی تیس کیمپ کے تمام افراد کو گیس سے بے ہوش کر کے میرا کام آسان کر دیا تھا اس لئے میں نے فوراً ہیلی کاپٹر ان کی طرف گھمایا اور پھر ان پر بے دریغ فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ اچانک اور انتہائی شدید ہونے والی فائرنگ سے ان میں سے کوئی بھی نہیں بچ سکا تھا۔ وہ سب کے سب ہٹ ہو گئے تھے۔ میں نے ہیلی کاپٹر نیچے لے جا کر انہیں چیک کیا تو وہ سب خون میں لت پت پڑے تھے جس کا مطلب تھا کہ وہ سب کے سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ چنانچہ میں نے ہیلی کاپٹر نیچے اتارا اور پھر میں اپنے ساتھ لائے ہوئے مسلح افراد کے ساتھ کیمپ میں داخل ہو گیا۔ میرے حکم پر میرے ساتھیوں نے وہاں بے ہوش پڑے ہوئے تمام افراد کو گولیاں مارنا شروع کر دیں۔ مجھے چونکہ جولیا کے ہیک شدہ مائنڈ سے اس جگہ کا علم ہو گیا تھا جہاں سے عمران اور جولیا این ایکس ٹی لیبارٹری میں داخل ہوئے تھے اس لئے میں سیدھا اس طرف بڑھ گیا۔ این ایکس ٹی لیبارٹری میں جانے والا راستہ ایک خفیہ بکر میں بنایا گیا تھا میں نے اس بکر کو فورسنون بموں سے اڑا دیا تاکہ اگر بکر کے نیچے کنکریٹ بھی ہو تو وہ بھی ٹوٹ جائے۔ فورسنون بموں سے وہاں کافی بڑا خلاء بن گیا تھا۔ میں نے اس خلاء میں گیس بم پھینکے اور پھر میں اپنے کچھ

ساتھ ہیلی کاپٹر لئے چھپا ہوا تھا۔ جونیو کو جب میں نے شمالی پہاڑیوں کی طرف موجود ایک بیس کیمپ کی جانب جاتے دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ یہی وہ زیرو کیمپ ہے جس کے نیچے این ایکس ٹی لیبارٹری موجود ہے۔ چونکہ جولیا اور اس کے ساتھی زیرو کیمپ میں کارروائی کی غرض سے آئے تھے اس لئے میں خاموشی سے انہیں مانیتزر کرتا رہا۔ ایک کھائی سے گزر کر وہ ایک اونچی پہاڑی پر آئے تو انہوں نے نہایت ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کھائی میں چھپائے ہوئے دو مٹی ریموٹ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹر ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اوپر اٹھائے اور رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں بیس کیمپ کے اوپر لے آئے۔ ان دونوں مٹی ہیلی کاپٹروں کے نیچے انہوں نے گیس سلنڈر لگا رکھے تھے۔ جب انہوں نے کیمپ پر سلنڈروں سمیت ہیلی کاپٹر گرائے تو وہاں ایک تیز اور انتہائی ناگوار بو پھیل گئی جس کے اثر سے کیمپ کے تمام افراد ایک لمحے میں بے ہوش ہو گئے۔ ہم اس دائرے کی ریج سے کافی فاصلے پر تھے جہاں تک گیس پھیلائی گئی تھی۔ اگر ہم اس ریج میں ہوتے تو شاید اس گیس کی وجہ سے ہم بھی بے ہوش ہو جاتے۔ بہر حال اسی کیمپ پر جولیا اور اس کے ساتھیوں کو کارروائی کرتے دیکھ کر میرا شک یقین میں بدل گیا کہ یہی وہ کیمپ ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ چنانچہ میں نے فوراً اپنا ہیلی کاپٹر اڑایا اور نہایت تیز رفتاری سے اس کیمپ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں جولیا اور اس کے ساتھیوں نے گیس

ساتھیوں کو لے کر اس خلاء میں داخل ہو گیا جہاں واقعی ایک جدید اور وسیع لیبارٹری موجود تھی۔ ہر طرف مشینیں ہی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ جولیا نے چونکہ وہاں گیس بم فائر کئے تھے اس لئے لیبارٹری میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے۔ میرے پاس لیبارٹری کے انچارج سرجنید کی تصویر موجود تھی۔ سرجنید مجھے ایک روم میں مل گئے۔ میں نے انہیں بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر ایک کرسی پر باندھا اور پھر انہیں ہوش میں لا کر ان پر تشدد کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ مجھے این ایکس ٹی کے فارمولے کے بارے میں بتا سکیں۔ سرجنید نے کچھ دیر تو مزاحمت کی اور فارمولا دینے سے انکار کرتے رہے لیکن جب میں نے ان پر وحشیانہ تشدد کیا اور ان کی بوڑھی ہڈیاں چٹخنا شروع ہوئیں تو انہوں نے مجھے اس خفیہ سیف کے بارے میں بتا دیا جس میں انہوں نے پرعہد فارمولے کی فائل رکھی ہوئی تھی۔ میں نے ان کے بتائے ہوئے کوڈز سے وہ سیف کھولا اور پھر اس میں سے یہ فائل نکال لی۔ اس کے بعد میں نے سرجنید کے سر میں گولی مار کر انہیں ہلاک کیا اور پھر میں نے اپنے ساتھیوں سمیت لیبارٹری میں موجود بے ہوش افراد اور وہاں موجود تمام مشینوں پر گولیاں برساکر انہیں مکمل طور پر تباہ کر دیا اور پھر ہم وہاں سے نکل آئے۔ اس کے بعد میں وہاں ایک لمحے کے لئے نہیں رکا تھا۔ میں فوراً پاکیشیا سے نکل کر آران پہنچ گیا اور اس کے بعد مختلف راستوں سے ہوتا ہوا اسرائیل آ گیا..... گارج نے بلیک ڈاگ کو

اپنی کارروائی کی مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ”گڈ۔ تو تم نے ایک پینتھ اور کئی کالج والا کام کیا ہے۔ ایک تو تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف کا مائنڈ ہیک کر لیا تھا دوسرا تم نے اس کے ذریعے ایکسو کے وائچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک کر لی پھر تم نے اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہی استعمال کرتے ہوئے انہیں اس کمپ تک پہنچایا جہاں انڈر گراؤنڈ این ایکس ٹی لیبارٹری موجود تھی۔ اس کے بعد تم نے جولیا سمیت اس کے تمام ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور پھر تم لیبارٹری میں داخل ہو گئے اور وہاں موجود سرجنید پر تشدد کر کے اس سے فارمولا حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ آخر میں تم نے سرجنید اور اس کی ساری لیبارٹری تباہ کی اور وہاں سے نکل آئے۔ ویل ڈن گارج ویل ڈن۔ اسے کہتے ہیں گولڈن ایجنٹ اور وہ بھی ڈاگ ایجنسی کا گولڈن ایجنٹ جو ایک تیر سے کئی نشانے لینے کا فن جانتا ہے۔ ویل ڈن گولڈن ایجنٹ۔ ویل ڈن..... بلیک ڈاگ نے گارج سے ساری تفصیل سن کر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور بلیک ڈاگ سے اپنی تعریف سن کر گارج کا چہرہ فرط مسرت سے کھلتا چلا گیا۔

”تھینک یو چیف۔ آپ کے یہ تعریفی الفاظ میرے لئے کسی خزانے سے کم نہیں ہیں۔ تھینک یو..... گارج نے مسکرا کر کہا۔
 ”تم نے واقعی بہت اچھا کام کیا ہے گارج۔ عمران اور پاکیشیا

ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ عمران زیادہ سے زیادہ اس ڈیوٹس کا پتہ
 بھانسنے کی کوشش کرے گا جس سے میں نے ایکسٹ کے ٹرانسمیٹر کی
 فریکوئنسی سیک کی تھی۔ لیکن میں نے آتے ہوئے وہ ڈیوٹس
 ڈسٹرائے کر دی تھی۔ میں نے وہ بیلی کا پٹر بھی تباہ کر دیا تھا جو میں
 آپ ایکشن کے لئے زیرو کیپ لے گیا تھا۔ اس کے علاوہ میرے
 استعمال میں جو گاڑیاں تھیں وہ بھی گہری کھانیوں میں سے گزرتے
 ہوئے دریا کی نذر ہو چکی ہیں جن میں وہ تمام افراد بھی موجود تھے
 جو زیرو کیپ میں کارروائی کرنے کے لئے میرے ساتھ گئے تھے۔
 عمران کچھ بھی کر لے اسے میرا کوئی سراغ نہیں ملے گا۔ میں نے
 پاکیشیا میں کسی ایک جگہ مستقل رہائش رکھی ہی نہیں تھی اور روزانہ کی
 بنیاد پر میک اپ اور رہائش بدل لیتا تھا ماسوائے ان چند روز کے
 جب میں جولیا کی رہائش بلڈنگ میں رہا تھا..... گارج نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ اس سب کے باوجود اگر عمران کو اس بات کا علم ہو
 گیا کہ اس کارروائی کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے تب وہ اسرائیل ضرور
 آئے گا اور مجھے اس وقت کا انتظار کرنا ہوگا۔ مجھے یقین ہے پاکیشیا
 سے تم نے جو فارمولا حاصل کیا ہے وہ عمران اور پاکیشیا کے لئے
 انتہائی اہمیت کا حامل ہے جسے حاصل کرنے کے لئے عمران ایڑی
 چوٹی کا زور لگا دے گا۔ تم نے عمران کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر
 دیا ہے حالانکہ میں عمران کے بعد انہیں بھی اپنی سروس میں شامل

سکریٹ سروس کے چیف کو جب اپنے ساتھیوں کی ہلاکت اور این
 ایکس ٹی لیبارٹری کی تباہی کا پتہ چلے گا تو وہ بے اختیار اپنے بال
 نوچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ پہلی بار عمران اور پاکیشیا سکریٹ
 سروس کے چیف ایکسٹو کو احساس ہو گا کہ کسی پیشیل ایجنٹ نے ان
 کے ملک میں کارروائی کی ہے اور وہ بھی اس انداز میں کہ پاکیشیا
 سکریٹ سروس نے خود اس ڈمن ایجنٹ کی معاونت کی تھی اور اسے
 زیرو کیپ اور این ایکس ٹی کی لیبارٹری تک پہنچانے کا کام بھی کیا
 تھا..... بلیک ڈاگ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں چیف۔ میں نے وہاں اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑا ہے۔
 عمران اور پاکیشیا سکریٹ سروس کا چیف لاکھ سر پچلتا رہے لیکن اسے
 اس بات کی کبھی خبر نہیں ہو گی کہ یہ کارروائی اسرائیلی ڈاگ ایجنسی
 کے کسی گولڈن ایجنٹ نے کی ہے..... گارج نے مسکرا کر کہا۔

”یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے گارج کہ تم وہاں اپنا کوئی نشان
 چھوڑ کر نہیں آئے ہو۔ مجھے عمران کی ذہانت بھی پرکھنی ہے۔ میں
 دیکھنا چاہتا ہوں کہ اب عمران کیا کرے گا اور اسے کس طرح سے
 معلوم ہو گا کہ پاکیشیا میں جو کارروائی کی گئی ہے اس کے پیچھے
 ڈاگ ایجنسی کے گولڈن ایجنٹ کا ہاتھ ہے..... بلیک ڈاگ نے
 سوچتے ہوئے کہا۔

”وہ لاکھ کمریں بھی مار لے تب بھی وہ اس بات کا سراغ نہیں
 لگا سکے گا کہ پاکیشیا میں ہونے والی کارروائی کے پیچھے کس کا ہاتھ

فارمولے کا فائدہ ہم اٹھائیں گے اور اس فارمولے پر کام کر کے ہم اسرائیل کو پوری دنیا سے ہمیشہ کے لئے محفوظ بنا دیں گے۔
بلیک ڈاگ نے کہا۔

”لیس چیف۔ اس فارمولے پر کام کر کے اسرائیل واقعی دنیا کے تمام مسلم ممالک اور ترقی یافتہ سپر پاورز کے حملوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا پھر دنیا کی کوئی طاقت ہماری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکے گی“..... گارج نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔ میں اسرائیل کو دنیا کا سب سے بڑا اور سہر پاور بنا دوں گا“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”تو کیا اب میں جاؤں“..... گارج نے پوچھا۔
”اوکے۔ اور جب عمران کو پکڑنے کی تمام تیاری مکمل ہو جائے تو اس سے مجھے آگاہ کر دینا تاکہ اس میں کوئی مسئلہ ہو تو اسے ٹھیک کیا جا سکے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”لیس چیف۔ میں تیاری مکمل ہوتے ہی آپ کو کال کر دوں گا“..... گارج نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا“..... بلیک ڈاگ نے کہا اور گارج نے اثبات میں سر ہلایا اور پیچھے ہٹ کر بلیک ڈاگ کو سیلوٹ کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

کرنے کا سوچ رہا تھا۔ بہر حال جو ہو ہے چمپ ہوا ہے۔ فی الحال مجھے صرف عمران کی ضرورت ہے۔ اس کے تمام ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں اب اگر وہ آیا تو اکیلا ہی یہاں آئے گا اور اکیلے ایجنٹ کو گھیرنا پوری ٹیم میں سے ایک ایجنٹ کو گھیرنے سے بے حد آسان ہوتا ہے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”لیس چیف“..... گارج نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔
”اور ہاں تم نے کہا تھا کہ اگر عمران یہاں آیا تو اسرائیل میں موجود ڈاگ فورس کو تم خود لیڈ کرو گے تاکہ عمران کو زندہ پکڑ سکو۔“
بلیک ڈاگ نے کہا۔

”لیس چیف۔ میں نے یہ سارا کھڑاک عمران کو یہاں لانے کے لئے ہی کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ عمران یہاں آئے تو میں ہی اسے پکڑ کر آپ کے سامنے لاؤں“..... گارج نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ تم ایف سکس ہیڈ کوارٹر میں چلے جاؤ اور وہاں جا کر ڈی فورس کی کمان سنبھال لو۔ اسرائیل میں عمران کو پکڑنے کے لئے تمہیں کون کون سے اور کہاں کہاں جال پھیلانے ہیں اس کا فیصلہ تم نے خود ہی کرنا ہے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”لیس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں فوری طور پر یہ تمام انتظامات کرا لیتا ہوں تاکہ عمران جب بھی یہاں آئے تو مجھے اس کی آمد کا فوراً علم ہو جائے“..... گارج نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں یہ فائل اپنی کسٹڈی میں رکھ رہا ہوں۔ اب اس

جولیا اور پھر باقی ساتھیوں سے بات کی۔ میں نے ان کا سامان چیک کیا اور پھر میں وہاں سے سیدھا زیروکیمپ کی طرف روانہ ہو گیا۔ زیروکیمپ جا کر میں نے نہایت باریک بینی سے چینگ کی ہے لیکن وہاں سے سوائے پرائیویٹ کمپنی کے ایک تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے اور کوئی سراغ نہیں ملا ہے..... عمران نے جواب دیا۔
 ”کون سا ہیلی کاپٹر تھا اور کہاں سے آیا تھا“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہیلی کاپٹر ایک نجی کمپنی کا تھا۔ یہ ہیلی کاپٹر فصلوں پر سرے چڑھنے کے لئے اس کمپنی نے خرید رکھا تھا۔ میں نے ٹائیکر کو اس سلسلے میں آگے کیا تھا۔ اس نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے تحت ایک غیر ملکی کمپنی نے وہی علاقوں کی فصلوں پر سرے کے لئے اس کمپنی سے ہیلی کاپٹر ہائر کیا تھا۔ اس کے عیوض ہیلی کاپٹر ہائر کرنے والوں نے کمپنی کو بھاری معاوضہ ادا کیا تھا۔ اس لئے اس کمپنی نے بلا چوں چرا ہیلی کاپٹر ان افراد کے حوالے کر دیا تھا“..... عمران نے کہا۔

”تو کیا کمپنی والوں نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے ہیلی کاپٹر کس کو دیا تھا۔ میرا مطلب ہے ہیلی کاپٹر ہائر کرنے والوں کے بارے میں انہوں نے کوئی آئی ڈی یا کوئی شناخت نہیں مانگی تھی“۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”بھاری معاوضہ ہی ان کی شناخت تھی پیارے۔ جب کمپنی کو

عمران دانش منزل میں آ کر آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”کچھ پتہ چلا“..... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔

”نہیں۔ میں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں لیکن ان مجرموں نے جاتے ہوئے واقعی اپنے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑا ہے جس سے پتہ چلے کہ وہ کون لوگ تھے اور کہاں سے آئے تھے“۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”کیا آپ نے زیروکیمپ میں جا کر تحقیقات کی ہیں“۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں۔ پہلے میں فاروقی ہسپتال گیا تھا وہاں جا کر میں نے

تخصیلات جمع کی جائیں تو ہم یہ تو جان ہی سکتے ہیں کہ کارروائی کرنے والے افراد کی تعداد کتنی تھی اور وہ کس طرف گئے تھے۔
بلیک زیرو نے کہا۔

”مائیکر اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ میرے خیال میں مجرم بے حد چالاک ہیں۔ انہوں نے ہر کام باقاعدہ پلاننگ سے کیا ہے اور جاتے ہوئے وہ اپنے تمام نشان منا گئے ہیں۔ اس لئے مجھے نہیں لگتا کہ ان کا کوئی سراغ مل سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔
”تو کیا آپ آسانی سے انہیں این ایکس ٹی کا فارمولا لے جانے دیں گے؟“..... بلیک زیرو نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو کیا کروں۔ جب تک یہ پتہ نہ چل جائے کہ زیرو کمپ اور این ایکس ٹی لیبارٹری پر حملہ کرنے والے کون تھے میں کس کے پیچھے جاؤں اور کہاں تلاش کروں انہیں۔“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”جولیا اور باقی ممبران سے آپ کی کیا بات ہوئی ہے۔ وہ کیوں گئے تھے زیرو کمپ میں؟“..... عمران کو منہ بناتے دیکھ کر بلیک زیرو نے بے چارگی سے پوچھا۔

”وہ بے چارے حکم کے غلام ہیں وہ بھی ایک آواز کے حکم کے غلام۔“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”آواز کے غلام۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“..... بلیک زیرو

بیلی کا پٹر کی قیمت سے زیادہ معاوضہ مل گیا تھا تو انہیں کیا ضرورت تھی کہ وہ ان افراد کے بارے میں پوچھتے بھرتے کہ وہ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں؟..... عمران نے کہا۔

”یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ انہیں فارمیٹنگ کے لئے ہی سہی ان افراد کی کوئی نہ کوئی شناخت تو رکھنی چاہئے تھی۔“..... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔

”اس ملک کا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ کس کس کو سمجھایا جائے؟“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اس ہیلی کا پٹر کا ملبہ کہاں ہے۔ کیا اس ملبے سے بھی کوئی کلیو نہیں ملا ہے۔ اس سلسلے میں ہیلی کا پٹر کا ٹریکنگ سسٹم بھی تو کام آ سکتا ہے جس سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ کتنی سے ہیلی کا پٹر کہاں کہاں لے جایا گیا تھا۔ زیرو کمپ میں کارروائی کے بعد وہ ہیلی کا پٹر کہاں گیا تھا وغیرہ وغیرہ۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہیلی کا پٹر کا ملبہ ایک کھائی میں پڑا ہوا ہے۔ اسے ہم مار کر تباہ کیا گیا ہے تاکہ اس سے ہم کوئی سراغ حاصل نہ کر سکیں۔ تباہ شدہ ہیلی کا پٹر کا ٹریکنگ سسٹم سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن وہ لوگ ہیلی کا پٹر تباہ کر کے کسی نہ کسی طریقے سے تو وہاں سے نکلے ہوں گے۔ ٹائروں کے نشانوں سے گاڑیوں کی پہچان کی جاسکتی ہے اور اس علاقے کے لوگوں سے ان گاڑیوں کی

عمران نے اپنے لہجے میں سسپنس پیدا کرتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن میں نے تو جولیا کو کوئی کال نہیں کی تھی اور نہ ہی جولیا
 کی مجھے کوئی کال آئی تھی۔ تو کیا آپ نے.....“ بلیک زیرو نے
 عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”نہیں۔ میں نے بھی جولیا سے رابطہ نہیں کیا تھا“..... عمران
 نے کہا۔

”اگر جولیا کو آپ نے کال نہیں کی۔ میں نے نہیں کی تو تیسرا
 ایکسٹو کہاں سے آ گیا جس نے ہمارے لہجے میں جولیا سے بات کی
 اور انہیں زیرو کیپ میں کارروائی کرنے کے لئے بھیج دیا“..... بلیک
 زیرو نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ تھرڈ ایکسٹو نے ایکسٹو کے
 ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک کر لی تھی اور پھر اس نے اسی فریکوئنسی
 سے جولیا کو نہ صرف کال کی بلکہ جب جولیا نے اسے بیک کال کی
 تو جولیا کی کال تھرڈ ایکسٹو نے ہی رسپو کی تھی“..... عمران نے
 سوچنے والے انداز میں کہا۔

”تھرڈ ایکسٹو۔ کون ہے یہ تھرڈ ایکسٹو اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔
 ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کو ہیک کس طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا
 ہوتا تو دانش منزل کے پروٹیکشن سسٹم سے مجھے فوراً اس بات کا
 کاشن مل جاتا کہ دانش منزل کے سسٹم کے ساتھ چھپڑ خانی کی جا
 رہی ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”ممبران صرف آواز سن کر ایکسٹو کو پہچانتے ہیں۔ انہیں اس
 بات کا علم نہیں ہے کہ ایکسٹو کون ہے۔ کیسا ہے اور اس کی ہیبت کیا
 ہے۔ انہیں مواصلاتی آلات پر بس ایکسٹو کی گھمبیر اور غراہٹ بھری
 آواز سنائی دیتی ہے جسے سن کر ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں
 منقود ہو جاتی ہیں۔ جب تک انہیں چیف کی آواز سنائی دیتی ہے
 وہ سبے اور ڈرے ڈرے سے رہتے ہیں۔ چیف کے سامنے ان
 کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکلتی۔ انہیں بس اس بات کا پتہ ہوتا ہے
 کہ چیف انہیں جو حکم دے رہا ہے انہیں ہر حال میں اس پر عمل کرنا
 ہے۔ ممبران چیف کا حکم ماننے کے لئے سر دھڑکی بازی لگا دیتے
 ہیں۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ سب اپنی مرضی سے زیرو کیپ
 نہیں گئے تھے زیرو کیپ جانے کے لئے انہیں چیف نے ہی حکم دیا
 تھا جس پر ظاہر ہے انہوں نے ہر حال میں عمل کرنا تھا“..... عمران
 نے کہا۔ بلیک زیرو حیرت سے عمران کا چہرہ دیکھ رہا تھا اسے اب
 بھی عمران کی جیسے کسی بات کی کوئی سمجھ نہیں آئی تھی۔

”آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ایکسٹو نے انہیں زیرو کیپ
 میں جا کر کارروائی کرنے کا حکم دیا تھا“..... بلیک زیرو نے حیرت
 زدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ایکسٹو نے نہ صرف جولیا کو کال کی تھی بلکہ جولیا نے
 جب بیک کال کی تھی تو اس کی کال ایکسٹو نے ہی رسپو کی تھی“۔

”یہ بتاؤ کیا بچھلے چند دنوں میں کسی وقت حفاظتی سسٹم آف یا مٹا دیا گیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔
 ”جی ہاں۔ تین روز قبل اچانک مشینری میں کوئی وائرس آ گیا تھا جس کی وجہ سے سسٹم اچانک آف ہو گیا تھا اور پھر ری سٹارٹ ہو گیا تھا۔ میں نے چیکنگ کی تھی لیکن اس وقت مجھے ایسا لگا تھا کہ بجلی کے وولٹیج کی کمی پیش کی وجہ سے سسٹم ری سٹارٹ ہوا ہے۔“
 بلیک زیرو نے کہا۔

”سسٹم کتنی دیر کے لئے آف ہوا تھا اور یہ کس ٹائم ہوا تھا۔“
 مجھے ایگزیکٹ ٹائمنگ بتاؤ“..... عمران نے ہونٹ بھیپتے ہوئے کہا۔
 ”زیادہ دیر نہیں لگی تھی بس جس طرح اچانک لائٹ کو جھٹکا لگتا ہے اسی طرح ایک جھٹکا لگا تھا اور سسٹم آف ہو کر فوراً ہی ری سٹارٹ ہو گیا تھا“..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے عمران کو وہ ٹائم بتا دیا جس ٹائم سسٹم بند ہو کر آن ہوا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نیچے جا کر سسٹم بھی چیک کر لیتا ہوں۔“
 عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اگر واقعی ہمارے سسٹم کو ہیک کیا گیا ہے تو کیا اس کا پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسے کہاں سے ہیک کیا گیا ہے اور ہیکر کون ہے“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں۔ بس ایک بار مجھے ہیکر کے کمپیوٹر کے آئی پی نمبر تک پہنچنا ہو گا پھر میرے سامنے اس کا سارا کپا چٹھا آ جائے گا۔ ہیکر

”اسی بات کا تو پتہ چلتا ہے کہ اس قدر فول پروف انتظامات ہونے کے باوجود کوئی غیر متعلق انسان کس طرح سے دانش منزل کے ٹرانسمیٹر سسٹم میں تبدیلی کر کے اسے ہیک کر سکتا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہوا ہے پھر یہ تو ڈائریکٹ ایکسٹرو پر حملہ ہے۔ ایکسٹرو کے ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ہیک کرنے کا مطلب ہے کہ کوئی ہے جو ایکسٹرو کی ساری نہیں تو تھوڑی بہت حقیقت سے آگاہ ہو گیا ہے اور یہ ایکسٹرو کے لئے ایک خوفناک حقیقت کے آنے کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اگر واقعی ایکسٹرو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک کی گئی ہے تو یہ بے حد خوفناک معاملہ ہے۔ اس فریکوئنسی کی مدد سے مجرم دانش منزل کے دوسرے سسٹمز کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”میں جولیا کا ہینڈ سیٹ اور اس کا وائچ ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ تم مجھے اپنی وائچ بھی دے دو۔ میں نیچے لیبارٹری میں جا کر چیک کرتا ہوں کہ اصل معاملہ ہے کیا اور اگر واقعی کسی نے ہمارے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک کی ہے تو مجھے جلد سے جلد اس ہیکر کا پتہ چلانا ہو گا ورنہ ایکسٹرو کا راز اب راز نہیں رہے گا۔“
 عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر اپنی کلائی میں بندھی ہوئی جدید گھڑی اتار کر عمران کو دے دی۔

ہو سکتا تھا جو ایکسٹو کی آواز کی اس قدر بھرپور نقل کر سکے کہ جولیا جیسی ذہین اور ہوشیار سیکرٹ ایجنٹ کو بھی شک نہیں ہوا تھا کہ اس سے بات کرنے والا ایکسٹو نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔

بلیک زیرو مسلسل سوچتا رہا مگر اسے کچھ بھائی نہیں دے رہا تھا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد عمران واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر تحکات کے ساتھ ساتھ انتہائی الجھن کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

”کچھ پتہ چلا“..... بلیک زیرو نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں“..... بلیک زیرو نے اسے خاموش دیکھ کر پوچھا تو عمران چونک کر یوں اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس نے پہلے بلیک زیرو کی بات سنی ہی نہ ہو۔

”کچھ کہا تم نے“..... عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ سمیٹ لئے۔

”میں پوچھ رہا ہوں کہ تھریڈ ایکسٹو کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے آپ کو یا نہیں“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”میں نے بہت کوشش کی ہے لیکن وہ جو کوئی بھی ہے نہایت ہوشیار اور انتہائی ذہین انسان ہے۔ اس نے واقعی اپنے پیچھے کوئی کلیو نہیں چھوڑا ہے۔ جس ڈیوائس سے اس نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر

اگر دنیا کے آخری کونے میں بھی ہوا تو میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔“

عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اس سے مزید چند باتیں معلوم کیں اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دانش منزل ہسپتال میں موجود لیبر روم میں چلا گیا۔

بلیک زیرو کے چہرے پر انتہائی تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔ کسی نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بیک کر لی تھی اور اس کے ٹرانسمیٹر سے جولیا کو باقاعدہ کال کی تھی اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کو پاکیشیا کے خلاف بی کام کرنے کے احکامات دے دیئے تھے اور ممبران جو واقعی ایکسٹو کی آواز کے ہی غلام تھے فوراً اس کے ختم پر عمل کرتے تھے۔ انیس زیرو کیپ میں کارروائی کرنے کا ایکسٹو نے بی تھوڑے تھوڑے جوشیلا کو کال کرنے والا ایکسٹو کوئی اور تھا۔ بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ مجرموں نے ایسی کون سی ٹیکنالوجی استعمال کی ہوگی کہ انہوں نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بی بیک کر لی۔ یہاں یہ سوال بھی اٹھتا تھا کہ کیا جولیا کو کال کرنے والے ایکسٹو نے اصلی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنی تھی اور اسے یہ کیسے پتہ چلا تھا کہ جولیا کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کیا ہے۔ اس کے علاوہ سوچنے کی بات یہ بھی تھی کہ جب کوئی اور ایکسٹو، جولیا کو اصلی ایکسٹو کی فریکوئنسی سے بات کر رہا تھا تو دانش منزل کے سسٹم نے اس کا کاشن کیوں نہیں دیا کہ ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ دنیا میں ایسا کون سا

کی فریکوئنسی ہیک کی تھی وہ آف ہے اور اس کے تمام سسٹم اور کوڈز بھی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے پیشل ٹریکر سے یہ تو پتہ چلا لیا ہے کہ وہ تباہ شدہ ڈیوائس کہاں ہے لیکن وہ شاید ہی ہمارے کسی کام آسکے..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ ڈیوائس“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔
 ”وہ ڈیوائس زیرو سیکٹر کے تھرڈ بلاک کی انتالیس نمبر کوٹھی کے ایک گنٹر میں موجود ہے“..... عمران نے کہا۔

”حیرت ہے۔ جس ڈیوائس کو توڑ کر ایک گنٹر میں پھینک دیا گیا ہے اس کے بارے میں آپ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ کس علاقے میں اور کس جگہ پر موجود ہے“..... بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

”میں نے تمہارے اور جولیا کے وائج ٹرانسمیٹر سے وہ کوڈز حاصل کئے تھے جن کی مدد سے تمہارے وائج ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کو ہیک کر کے یکطرفہ بنایا گیا تھا۔ گو کہ کوڈز سننے اور جدید تھے لیکن چونکہ دونوں ٹرانسمیٹر کو پاکیشیائی براڈ کاسٹ سیٹلائٹ سے لنکڈ کیا گیا تھا اس لئے میں نے اس سیٹلائٹ سے ہی لنک کرتے ہوئے وہ کوڈز ایک پیشل پروگرام سے چیک کئے تو مجھے اس ڈیوائس کے بارے میں پتہ چل گیا جس سے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہیک ہوئی تھی۔ ڈیوائس کی ماہیت انتہائی پیچیدہ تھی لیکن میں نے ہیکنگ سسٹم کے تحت کام کرتے ہوئے اس ڈیوائس کا پتہ کر لیا تھا۔ ڈیوائس کا پتہ چلتے ہی میں نے اس پر لگی چپ کی تفصیل حاصل کی اور پھر

اس ڈیوائس کا آئی پی نمبر ٹریس کر لیا اور پھر جیسے ہی مجھے ڈیوائس کا آئی پی نمبر ملا میں نے اسے ٹریکر سسٹم سے لنک کر کے سرچ کرنا شروع کر دیا۔ یہ بالکل ایک ایسا عمل ہے جس سے ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر کے آئی پی نمبر کا پتہ لگا کر اسے ہیک کیا جاتا ہے چاہے وہ کمپیوٹر ایکٹیو ہو یا نان ایکٹیو..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”تو کیا اس ڈیوائس سے آپ یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ وہ ڈیوائس کس ملک کی بنائی ہوئی ہے اور اسے کس نے استعمال کیا ہے۔“
 بلیک زیرو نے پوچھا۔

”سب معلوم ہو گیا ہے پیارے۔ وہ ڈیوائس اسرائیل میڈ ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔
 ”اسرائیل میڈ۔ اوہ۔ تو کیا این ایکس ٹی لیبارٹری پر اسرائیلی ایجنٹوں نے حملہ کیا تھا“..... بلیک زیرو نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ پاکیشیا کے براڈ سسٹم اور براڈ سیٹلائٹ سسٹم سے میں نے وہ آوازیں بھی ریکارڈ کر لی ہیں جس سے یہ پتہ چلے گا کہ جولیا کو تیسرے جس ایکسٹو نے کال کی تھی وہ کون تھا“..... عمران نے کہا۔

”کہاں ہے وہ ریکارڈنگ اور کیا آپ نے ابھی تک وہ ریکارڈنگ نہیں سنی“..... بلیک زیرو نے بے تابی سے پوچھا۔

بار بھی عمران نے واپس آنے میں دو گھنٹوں سے زیادہ وقت لگایا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مائیکرو ٹیپ تھا۔ جس میں شاید اس نے اس شخص کی آواز ٹیپ کی تھی جب اس نے ایکسٹو کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی سے جولیا کو ایکسٹو بن کر کال کی تھی۔

”کال ریکارڈ ہو گئی“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔
 ”ہاں ہو گئی ہے“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کس کی ہے وہ آواز“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔
 ”وہ آواز گارج کی ہے۔ اس گارج کی جو دنیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ڈاگ ایجنسی کا گولڈن ایجنٹ ہے“..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

”ڈاگ ایجنسی۔ اوہ۔ یہ وہی ایجنسی ہے نا جس کے بارے میں آج تک یہ بھی پتہ نہیں چل سکا ہے کہ اس ایجنسی کا تعلق کس ملک سے ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے میں نے اسے ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کہا ہے۔“
 عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ گارج ہی ہے اور اس کا تعلق ٹاپ سیکرٹ ڈاگ ایجنسی سے ہے“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جس شخص نے ایکسٹو بن کر جولیا کو کال کی تھی۔ اس کی آواز

”میں نے تھرڈ ایکسٹو کی جولیا کو کی ہوئی کال ڈاؤن لوڈنگ پر لگا دی ہے۔ اس میں کافی وقت لگ سکتا ہے۔ میں نے سوچا کہ جب تک تھرڈ ایکسٹو کی کال ڈاؤن لوڈ نہیں ہو جاتی اس وقت تک میں تم سے ایک کپ چائے ہی پی لوں اس لئے میں اوپر آ گیا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بنا کر لاتا ہوں چائے“..... بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ آپریشن روم سے نکل کر کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ تھے۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا اور دوسرا کپ لے کر اپنی مخصوص سیٹ پر چلا گیا۔ عمران اسی طرح گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

”اب کیا سوچ رہے ہیں آپ“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔
 ”یہی کہ اگر یہ کام اسرائیلی ایجنٹوں کا ہے تو وہاں ایسا کون ہے جو ایکسٹو کی ہو بہو نقل اتار سکے“..... عمران نے کہا۔

”تو آیا کسی کا نام ذہن میں“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔
 ”نہیں۔ ابھی تک تو نہیں۔ جب تک میں اس کی آواز نہ سن لوں اس وقت تک شاید ہی اس کا پتہ چل سکے“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے چائے کا کپ اٹھایا اور چائے کے سپ لینے لگا۔ چائے ختم کرنے کے بعد وہ ایک بار پھر لیبارٹری میں چلا گیا۔ اس

میں واقعی کوئی جھول نہیں تھا۔ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے تم نے یا میں نے ہی جولیا کو کال کی ہو۔ اس کے لب و لہجے میں اور ایکسو کی غراہٹ نما انداز میں کوئی فرق نہیں تھا۔ میں نے کئی بار وہ آواز سنی تھی مگر مجھے تھوڑا سا بھی اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ اس قدر پرفیکٹ آواز کس کی ہو سکتی ہے۔ جب مجھے کچھ سمجھ نہ آیا تو میں نے اس ڈیوائس کی جیب سے یہ پتہ کیا کہ یہ ڈیوائس پہلے کن کن براڈ سسٹمز پر استعمال کی گئی ہیں۔ اس ڈیوائس کے کوڈز سے مجھے پتہ چلا کہ اس ڈیوائس کا لنک زیادہ تر اسرائیلی براڈ سسٹم سے ہے تو میں نے فوراً اسرائیلی براڈ سسٹم کے سیٹلائٹ سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے لئے مجھے کافی محنت کرنی پڑی تھی لیکن آخر کار میرا براڈ سسٹم کے سیٹلائٹ سے رابطہ ہو گیا اور پھر میں نے اس سسٹم سے اس ڈیوائس کے استعمال کا پتہ کیا۔ اس ڈیوائس کو جس اسرائیلی براڈ سسٹم کے سیٹلائٹ سے استعمال کیا گیا تھا اس براڈ سسٹم میں بھی وائس ریکارڈنگ موجود تھی۔ میں نے اسرائیلی براڈ سسٹم کے سیٹلائٹ سے وہ تمام ریکارڈنگ ہیک کی اور پھر جب میں نے وہ ریکارڈنگ سنی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تھرڈ ایکسو کی آواز گارج کی ہے جو ٹاپ سیکرٹ ڈاگ ایجنسی کا گولڈن ایجنٹ ہے۔ گارج نے اس ڈیوائس کو نہ صرف کئی مشنز پر استعمال کیا تھا اور اسی ڈیوائس سے اس نے ایک دو بار ڈاگ ایجنسی کے چیف بلیک ڈاگ سے بھی رابطہ کیا تھا..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اودہ میرے خدا۔ اس کا مطلب ہے کہ این ایکس ٹی کا فارمولا ڈاگ ایجنسی کے چیف بلیک ڈاگ کے پاس پہنچ چکا ہے“..... بلیک زیرو نے ہونٹ سکڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہمارے پاس بھی ڈاگ ایجنسی کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں جن سے یہ پتہ چلا ہو کہ بلیک ڈاگ کون ہے اور ڈاگ ایجنسی کا تعلق کس ملک سے ہے۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ہونٹ بھیج لئے۔

”تب پھر کیسے پتہ چلے گا کہ گولڈن ایجنٹ گارج کہاں سے آیا تھا اور وہ فارمولا لے کر کہاں گیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”جی ایس ٹی ڈیوائس کو زیادہ تر اسرائیل میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ اس ڈیوائس کا نام ہے جس سے میں نے یہ ساری معلومات حاصل کی ہیں۔ اور اس ڈیوائس کا لنک زیادہ تر اسرائیلی براڈ سسٹم سے رہا ہے۔ اس ڈیوائس کو دوسرے براڈ سسٹمز اور سیٹلائٹ سے استعمال کیا گیا ہے لیکن میں نے خاص طور پر اس کال کی لوکیشن چیک کرنے پر زیادہ توجہ دی تھی جس پر گارج نے ڈاگ ایجنسی کے چیف سے بات کی تھی۔ مجھے ایگزیکٹ لوکیشن کا پتہ تو نہیں چلا ہے لیکن تمہیں یہ سن کر ضرور حیرت ہو گی کہ بلیک ڈاگ نے گارج کی جو کال رسیو کی تھی وہ بھی اسرائیلی براڈ سسٹم پر تھی۔ جس کا مطلب ہے کہ بلیک ڈاگ بھی اسرائیل میں ہی موجود ہے۔ اگر وہ کسی دوسرے ملک یا کسی اور جگہ ہوتا تو اس کی رسیونگ کال کسی دوسرے

سیٹلائٹ سسٹم پر ہوتی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر واقعی حیرت ابھر آئی۔

”آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ڈاگ ایجنسی کا تعلق اسرائیل سے ہے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ واقعی یہ ایجنسی اسرائیل کی ہو اور بلیک ڈاگ اسرائیل میں ہی کہیں موجود ہو لیکن دوسرے نظریے سے دیکھا جائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ گارج کسی مشن پر اسرائیل گیا ہو اور بلیک ڈاگ بھی اس کے پیچھے خفیہ طور پر وہاں پہنچ گیا ہو اس لئے اس کی کال ریسیور اسرائیلی براڈ سسٹم پر ریکارڈ ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہونہ۔۔۔ تو کیا ان دونوں کی باتوں سے آپ کو کسی خاص بات کا علم نہیں ہوا جس سے آپ اس نتیجے پر پہنچ سکیں کہ اس ایجنسی کا تعلق واقعی اسرائیل سے ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ دو کالیں تھیں جو جی ایس ٹی ڈیوائس کے تحت کی گئی تھیں اور دونوں کالیں بے حد مختصر تھیں۔ البتہ میں نے اس ڈیوائس سے ایک اور فائدہ اٹھایا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کون سا فائدہ۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”بلیک ڈاگ کو جس ٹرانسمیٹر پر کال کی گئی تھی مجھے اس ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی مل گئی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر لکھت بے پناہ جوش کے تاثرات

نمودار ہو گئے۔

”دیری گڈ۔ پھر تو آپ اس فریکوئنسی سے یہ ضرور پتہ چلا سکتے ہیں کہ وہ ٹرانسمیٹر کس ملک میں اور کسی جگہ کام کر رہا ہے۔ بلیک زیرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے مجھے اس ٹرانسمیٹر پر کال کرنی پڑے گی پیارے۔ اگر وہ ٹرانسمیٹر ایکٹیو ہوا اور میری کال ریسیور کی گئی تب تو مجھے ٹرانسمیٹر کی لوکیشن کا علم ہو جائے گا۔ اگر ٹرانسمیٹر ایکٹیو ہوا مگر میری کال ریسیور نہ کی گئی تو پھر میرے لئے بھی یہ پتہ چلانا مشکل ہو جائے گا کہ ٹرانسمیٹر دنیا کے کس خطے میں موجود ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کریں کال۔ اللہ بھلی کرے گا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”جو حکم پیر ایکسٹو شاہ صاحب۔ آپ مجھے ایف ڈبل ہنڈرڈ ایکس ٹرانسمیٹر لا دیں۔ میں ابھی کال کر لیتا ہوں۔ اب یہ ہماری قسمت کہ ہماری کال ریسیور کی جاتی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے آپریشن روم سے نکل کر ملحقہ روم کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

رکھتی ہے اور یہ فورس دشمنوں کی تلاش میں اسرائیل کے ہر خاص و عام کے گھر میں داخل ہو سکتی تھی اور انہیں یہ بھی اختیار دیا گیا تھا کہ ضرورت کے وقت وہ شک کی بنیاد پر کسی کو بھی گولیوں سے اڑا دیں۔ ڈی فورس کی طاقت اور دہشت ہر خاص و عام پر طاری رہتی تھی۔ یہ فورس ہر طرح کے جدید اور انتہائی خطرناک اسلحے سے لیس رہتی تھی جن میں روایتی اسلحہ بھی ہوتا تھا اور جدید سائنسی اسلحہ بھی۔ جس جگہ ڈی فورس نے کارروائی کرنی ہوتی تھی وہاں سے باقی تمام فورسز کو ہٹا دیا جاتا تھا تاکہ ڈی فورس کھل کر اور ہر قسم کی کارروائی کر سکے اور اسے کسی بھی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

گارج سے پہلے ڈی فورس کا انچارج کرنل ہاسپر تھا اور کرنل ہاسپر بھی جانتا تھا کہ اس کی فورس کا تعلق ڈاگ انجینی سے ہے۔ اسے ہر قسم کی کارروائی کرنے کے لئے بلیک ڈاگ ہی کال کرتا تھا اور بلیک ڈاگ کا حکم سنتے ہی کرنل ہاسپر فوراً حرکت میں آ جاتا تھا۔ کرنل ہاسپر نے ڈی فورس کے تین گروپ بنا رکھے تھے جن کے الگ الگ انچارج تھے۔ کرنل ہاسپر، بلیک ڈاگ کے حکم پر کارروائی کے لئے انہی گروپوں کو حرکت میں لاتا تھا تاکہ ہر کام اس کی مشاء کے عین مطابق ہو سکے۔ اس نے ایک گروپ کو فاسٹ گروپ کا نام دے رکھا تھا جس کا کوڈ ایف گروپ تھا۔ یہ گروپ عام طور پر انڈر گراؤڈ مودمنٹ پر نظر رکھتا تھا اور ان کے خلاف کارروائیاں بھی کرتا تھا۔ دوسرا گروپ، ایکشن گروپ تھا جو اسرائیل

گارج نے بلیک ڈاگ کے حکم پر ایف سکس ہیڈ کوارٹر میں آ کر ڈاگ فورس کی کمان سنبھال لی تھی۔ اب وہ ڈاگ فورس جسے کوڈ میں ڈی فورس کہا جاتا تھا کا فل انچارج تھا اور وہ ڈی فورس سے اپنی مرضی کا کوئی بھی کام لے سکتا تھا۔

اسرائیل میں ڈاگ انجینی کے بعد سب سے زیادہ دہشت ڈی فورس کی ہی تھی۔ ڈی فورس ہر وقت مسلح اور فعال رہتی تھی اور اپنے انچارج کا حکم ملتے ہی بڑی سے بڑی کارروائی کرنے کے لئے ملک کے کسی بھی کونے میں پہنچ جاتی تھی۔ ان کے استعمال میں ہر طرح کی ٹرانسپورٹ تھی جن میں تیز رفتار اور گمن شب بلی کا پٹروں کے ساتھ فائزر طیارے بھی تھے۔ ڈی فورس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اس کا تعلق اسرائیل کے پرائم منسٹر کی سیکش فورس سے ہے جو اسرائیل کی باقی تمام فورسز سے کہیں زیادہ فعال اور خطرناک حیثیت

کے ہر حصے میں تیز اور فاسٹ ایکشن کرتا تھا جبکہ تیسرا ہارڈ گروپ تھا جسے اس قدر اختیارات حاصل تھے کہ وہ ٹک کی ہی بنیاد پر کسی کو بھی گولی مار سکتے تھے۔ اس گروپ کو یہ اختیار بھی حاصل تھا کہ وہ بغیر کسی وارنٹ یا وارننگ کے کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت کے خلاف کام کر سکتا تھا اور وقت پڑنے پر پرائم خسر اور پریڈنٹ ہاؤس کا بھی گھیراؤ کر سکتا تھا۔

ان تینوں گروپس کے انچارج کرنل ہاسپر کی ہدایات کے پابند تھے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے تھے۔ تینوں گروپس کے الگ الگ انفارمرز تھے جو اپنی فیلڈ کے دائرہ کار میں ہی کام کرتے تھے اپنے اپنے طور پر ہی معلومات حاصل کرتے تھے اور پھر وہ معلومات اپنے انچارج سے ہی شیئر کرتے تھے اور پھر ہر انچارج الگ الگ طور پر کرنل ہاسپر کو انفارم کرتا تھا۔ اس کے بعد کرنل ہاسپر بلیک ڈاگ سے رابطہ کرتا تھا اور پھر اسے تمام تر تفصیلات سے آگاہ کر کے اسی کی ہدایات پر عمل کرتا اور کراتا تھا۔

اب چونکہ ڈی فورس کی کمان گارج کے ہاتھ میں تھی اس لئے اسے بلیک ڈاگ سے ہدایات لینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ کرنل ہاسپر کی طرف سے تینوں گروپس کو سرکلر جاری کر دیا گیا تھا کہ اب ڈی فورس کا فائل انچارج گارج ہے۔

گارج نے ایف سکس ہیڈ کوارٹر میں آ کر فرداً فرداً ہر گروپ کے انچارج سے رابطہ کیا تھا۔ انہیں ہدایات دے کر فوری طور پر

ہمراہ کی سیکورٹی سخت کرا دی تھی۔ گارج نے ہر گروپ کے انچارج کو ہدایات دی تھیں کہ وہ اپنے تمام انفارمرز کو ایکٹیو کر دیں۔ وہ اسرائیل میں ہونے والی ہر چھوٹی سے چھوٹی غیر معمولی بات پر توجہ دیں اور اس کے بارے میں تفصیلات حاصل کر کے اسے انفارم کریں۔

گارج کا خیال تھا کہ عمران جب بھی اسرائیل آئے گا تو وہ سب سے پہلے اسرائیل میں داخل ہونے کی میس بنائے گا اور وہ اسرائیل میں موجود کسی تنظیم یا کسی فارن ایجنٹ سے ضرور رابطہ کرے گا اور پھر وہ کسی ایسے ذریعے یا راستے سے اسرائیل میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا جس کے بارے میں تصور بھی نہ کیا جاسکتا ہو۔ اس لئے گارج چاہتا تھا کہ وہ انفارمرز کے ذریعے ہر طرف کڑی نگرانی کرائے تاکہ جب بھی عمران، اسرائیل کی طرف قدم اٹھائے تو اس کے اٹھائے ہوئے ہر قدم کے بارے میں گارج کو پہلے سے معلومات ہوں۔

ڈی فورس کا ایف سکس ہیڈ کوارٹر انتہائی وسیع و عریض تھا اور اس ہیڈ کوارٹر میں باقاعدہ فورس کے ٹریننگ سنٹر موجود تھے۔ اس کے علاوہ ہیڈ کوارٹر میں کئی ہیلی پیڈز موجود تھے جہاں ہر وقت گن شپ ہیلی کاپٹر تیار رہتے تھے۔ ایف سکس ہیڈ کوارٹر تل ابیب کے انتہائی شمال میں ایک ریگستان کے درمیان میں موجود ایک نخلستان میں واقع تھا۔ جو مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ تھا۔ ہیڈ کوارٹر کے انڈر

لئے بھی خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ اس ہیڈ کوارٹر میں ڈبل پی ریز پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر کے ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ اسلحہ ہی استعمال ہوتا تھا جبکہ دیگر اور نیا اسلحہ مکمل طور پر جام ہو جاتا تھا اور ڈبل پی جس کا اصل نام پاور پرنٹیشن ریز تھا ہر قسم کے تباہ کن مواد کو بھی ڈی ویلیو کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ ڈبل پی ریز کی موجودگی میں کوئی بارودی مواد بھی بلاسٹ نہیں ہو سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر فائٹر طیارے بھی آ کر ہیڈ کوارٹر پر میزائل یا بم پھینکتے تو ڈبل پی ریز کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر میں معمولی سی بھی تباہی نہیں ہو سکتی تھی۔

ایف سکس ہیڈ کوارٹر کے اطراف صحرا پھیلا ہوا تھا جہاں کئی کلو میٹر تک ایسی بارودی سرنگیں بچھائی گئی تھیں کہ جن پر پیر پڑتے ہی انسان کے پرچے اڑ جاتے تھے اور یہ بارودی سرنگیں ہر ایک فٹ کے فاصلے پر موجود تھیں جنہیں مخصوص آلات کے سوا انسانی آنکھ سے دیکھا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ تمام بارودی سرنگوں کو مخصوص ریز سے ایک دوسرے سے لنکڈ کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے وہاں ہر طرف سرخ رنگ کی باریک باریک دھاگوں جیسی ریڈ لیزر وائرز کے جال سے بنے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ سرخ روشنی کے یہ جال جو ایک مربع فٹ کے ہی تھے دن کی روشنی میں تو دکھائی ہی نہیں دیتے تھے لیکن رات میں چمکتے تھے۔ اس جال کی طرف جڑھتے ہوئے اگر کسی ایک بھی ریڈ لیزر وائر کے درمیان کوئی حائل

گراؤنڈ ہونے کے باوجود ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی انتظامات کے لئے وہاں ایسے سائنسی جال بھی بنائے گئے تھے جن میں پھسنے والی چیز یا بھی ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جاتی تھی۔

انٹر گراؤنڈ ہیڈ کوارٹر میں جب بھی کسی ہیلی کاپٹر کو آنا ہوتا تھا تو ہیڈ کوارٹر کا ایک مخصوص حصہ کھول دیا جاتا تھا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر لینڈ کرتا چھت دوبارہ بند کر دی جاتی تھی۔ اس ہیڈ کوارٹر میں ڈی فورس کی مخصوص گاڑیوں اور ڈی فورس کے اہلکاروں کے سوا کوئی نہیں آ سکتا تھا۔ ڈی فورس کو بھی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے سے پہلے کئی مرحلوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ اور ان کے داخلے کے لئے دور دور کی پہاڑیوں میں راستے اور سرنگیں بنی ہوئی تھیں جو انہیں اس ہیڈ کوارٹر تک لاتی تھیں۔ تمام راستوں اور سرنگوں میں نہ صرف ڈی فورس کے اہلکاروں بلکہ ان کی گاڑیوں کی بھی اسکیٹنگ کی جاتی تھی۔ مکمل کلیئرنس کے بعد ہی گاڑیوں کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی تھی۔ ہیڈ کوارٹر میں چونکہ سائنسی حفاظتی انتظامات بھی تھے اس لئے ہیڈ کوارٹر میں وہی اسلحہ لایا جا سکتا تھا جس کا ڈیٹا ہیڈ کوارٹر کے مخصوص ماسٹر کمپیوٹر میں موجود ہوتا تھا اگر ہیڈ کوارٹر میں ایک نیا چاقو بھی لایا جاتا تو ماسٹر کمپیوٹر اس کا فوراً کاشن دے کر الارم بجا دیتا تھا اور جب تک اس چاقو کا ڈیٹا کمپیوٹر میں فیڈ نہ کر دیا جاتا اس وقت تک الارم بجتا ہی رہتا تھا۔

ہیڈ کوارٹر کو شدت پسندوں اور عسکری قوتوں سے بچانے کے

ہو جاتا تو اس کے ارد گرد ایک دو نہیں بلکہ کوئی بارودی سرنگیں بلاست ہو جاتیں جس سے وہاں موجود کسی بھی شخص کے ٹکڑے اُڑ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ہیڈ کوارٹر کسی بڑے بیس کیپ جیسا تھا جہاں فوجی ٹائپ کی پیرکس بھی موجود تھیں۔

گارج نے ہیڈ کوارٹر میں آتے ہی ہیڈ کوارٹر کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے بچانے کے لئے مزید سخت انتظامات کئے تھے تاکہ وہ ہر لحاظ سے ایف سکس ہیڈ کوارٹر کو شدت اور عسکریت پسندوں سے محفوظ رکھ سکے۔

گارج ایف سکس ہیڈ کوارٹر کے ٹاپ فلور پر موجود ایک دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کمرہ پہلے کنٹرل ہاؤس کے پاس تھا لیکن اب چونکہ یہاں کا انچارج گارج تھا اس لئے اس نے بھی اپنے لئے بی بی آفس منتخب کیا تھا۔ ایک بڑی میز کے پیچھے وہ اونچی نشست والی کرسی پر نہایت اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا اور اپنے سیل فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر مختلف رنگوں کے وائرلیس فون سیٹ رکھے ہوئے تھے جن کے نیٹ ورکنگ سسٹم سیملائٹ سے منسلک تھے۔ اچانک میز پر رکھے ہوئے ایک نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج گئی تو گارج بے اختیار چونک پڑا۔ نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بھی بج رہی تھی اور اس پر لگا ہوا ایک بلب بھی چارک کرنا شروع ہو گیا تھا۔

”ایک منٹ کنٹرل بروج۔ چیف کی کال ہے۔ میں تمہیں بعد

میں کال کرتا ہوں“..... گارج نے سیل فون میں کہا اور اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر سیل فون کی کال ڈراپ کی اور سیل فون میز پر رکھ دیا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر نیلے رنگ کے فون کا ریسیور اٹھا لیا۔ یہ پینٹل فون تھا جس پر اسے بلیک ڈاگ براہ راست کال کر سکتا تھا۔ گارج نے ہاتھ بڑھا کر فون کا ریسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

”لیس چیف۔ گارج ہیر“..... گارج نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا تم نے ایف سکس ہیڈ کوارٹر کا چارج سنبھال لیا ہے؟“

دوسری طرف سے بلیک ڈاگ کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”لیس چیف۔ میں نے تمام چارج بھی سنبھال لیا ہے اور ڈی فورس کے ہر طرف جال بھی پھیلا دیئے ہیں تاکہ عمران جس طرف سے بھی اسرائیل آئے تو مجھے اس کے بارے میں بروقت خبر مل سکے“..... گارج نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”گنڈ۔ فلسطین میں بھی ڈاگ ایجنسی کے انفارمر موجود ہیں اس کے علاوہ وہاں دوسری ایجنسیوں کے بھی فارن ایجنٹس کام کر رہے ہیں۔ جن میں زیادہ تر ایجنٹ جی پی ایون سے تعلق رکھتے ہیں۔ تم اس سے بھی رابطے میں رہو تاکہ عمران اس طرف سے بھی آئے تو اس کی آمد کا تمہیں علم ہو سکے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”لیس چیف۔ میں نے فلسطین میں موجود ڈی فورس کے تمام

دو جو پیشکش گلاسز والے چشموں اور کیمروں سے ہر آنے والے پر نظر رکھیں۔ اگر عمران نے میک اپ کر کے ارد گرد کے ممالک سے اسرائیل آنے کی کوشش کی تو پیشکش گلاسز والے چشموں اور مخصوص کیمروں سے بھی اس کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ تم فلسطین کی سرحدی پٹی پر بھی خصوصی توجہ رکھو۔ جہاں تک میں نے عمران کی فائل سٹڈی کی ہے میرے اندازے کے مطابق عمران سب سے پہلے فلسطین جانے کی کوشش کرے گا اور وہ فلسطین پہنچنے کے لئے بہت سے راستے اختیار کر سکتا ہے۔ ان سب راستوں پر نظر رکھنا مشکل ہو جائے گا اس لئے تم اپنی زیادہ توجہ سرحدی پٹی پر رکھو۔ فلسطین کے راستے عمران سرحدی پٹی سے گزرے بغیر اسرائیل میں داخل نہیں ہو سکتا“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف۔ میں نے سرحدی پٹی پر پہلے ہی ڈی فورس کو تعینات کر رکھا ہے۔ آپ کے حکم سے میں وہاں مزید فورس بھیج دیتا ہوں۔ اس راستے سے جو بھی آئے گا میں اسے آسانی سے آگے بڑھنے کا کوئی موقع نہیں دوں گا“..... گارج نے کہا۔

”یہ یاد رکھنا کہ عمران مجھے زندہ چاہئے۔ میں اس کی لاش نہیں دیکھنا چاہتا“..... بلیک ڈاگ نے سخت انداز میں کہا۔

”یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ عمران آپ کو زندہ سلامت ملے گا۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے“..... گارج نے کہا۔

ایجنٹوں کو بھی الرٹ کر دیا ہے۔ جی پی ایون اور دوسری ایجنسیوں کے فارن ایجنٹس سے میرا رابطہ نہیں ہے۔ لیکن میں کوشش کروں گا کہ اگر ان کے پاس بھی کوئی اطلاع ہو تو وہ ہمارے انفارمرز سے شیئر کر سکیں“..... گارج نے کہا۔

”عمران بے حد کاٹیاں انسان ہے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ اس کی نگرانی کے لئے پاکیشیا میں بھی کوئی فول پروف انتظام کر کے آتے تاکہ جب وہ پاکیشیا سے نکلتا تو اس کے بارے میں ہمیں معلومات مل جاتیں“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف۔ مجھے وہاں سے کام پورا کر کے جلدی نکلتا تھا اس لئے میں نے اس طرف دھیان نہیں دیا تھا۔ اب بھی ہمارے وہاں فارن ایجنٹس موجود ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں انہیں عمران کی نگرانی پر تعینات کر دیتا ہوں تاکہ جیسے ہی وہ پاکیشیا سے کہیں بھی جانے کی کوشش کرے تو اس کا پتہ چلایا جاسکے کہ وہ کہاں اور کس مقصد کے لئے جا رہا ہے“..... گارج نے کہا۔

”نہیں۔ اب رہنے دو۔ اگر ہمارا کوئی فارن ایجنٹ اس کی نظر میں آ گیا تو عمران اس کے پیچھے پڑ جائے گا اور اگر وہ ایجنٹ عمران کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اس کی بولی بولی کر کے اس سے اگلا لے گا کہ اس کا تعلق کس سے ہے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف“..... گارج نے کہا۔

”تم اسرائیل کے گرد ہمسایہ ممالک کے انٹری ویز پر اپنے آدی

ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ تم نے زیر و یکپ میں بھی ہر طرف موت کا بازار گرم کر دیا تھا اور پھر تم نے این انکس ٹی لیبارٹری میں بھی کسی کو زندہ نہیں چھوڑا تھا اور وہاں موجود سرجنید سمیت تمام افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ تم نے ان کی انتہائی قیمتی مشینری بھی تباہ کی تھی اور پھر ان کا انتہائی کامیاب اور نایاب فارمولا بھی تم حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پراسرار چیف ایکسٹو ان سب باتوں کو ہرگز نظر انداز نہیں کریں گے وہ ہمارے خلاف ثبوت تلاش کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے۔ اس کے لئے انہیں اگر پوری دنیا کھنگالنی پڑے گی تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ آج نہیں تو کل آخر کار انہیں پتہ چل ہی جائے گا کہ اس سب کارروائیوں کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا اور پھر جیسے ہی انہیں تمہارے بارے میں کوئی معمولی سا بھی کلیوئل گیا تو وہ اسرائیل آنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائیں گے..... بلیک ڈاگ نے کہا اور چیف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو اور عمران کی تعریفیں سن کر گارج نے بے اختیار ہونٹ بھیج دیئے۔

”نیں چیف“..... اس نے جیسے ناچارگی کے عالم میں کہا کیونکہ وہ کسی بھی صورت میں چیف کی کسی بات پر اختلاف رائے نہیں دے سکتا تھا۔

”میں دو شک سے کہہ سکتا ہوں کہ جلد یا بدیر عمران کے پیر

”گڈ۔ میں نے عمران کو یہاں بلانے کا بہت بڑا رسک لیا ہے۔ اب یہ سب تم پر منحصر ہے کہ تم اسے کس طرح سے اپنی گرفت میں لیتے ہو“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”میری طرف سے آپ بے فکر ہو جائیں چیف۔ ایک بار عمران یہاں آ گیا تو پھر وہ کسی بھی طرح میری گرفت میں آنے سے نہیں بچ سکے گا میں نے اسے پکڑنے کے لئے ہر طرف ایسے جال پھیلا دیئے ہیں جن میں پھنس کر وہ سوائے پھڑپھڑانے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔

”مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی۔ گڈ شو۔ ریلی گڈ شو“۔ بلیک ڈاگ نے کہا اور اپنی تعریف سن کر گارج کا چہرہ فرط مسرت سے نہ صرف کھل اٹھا بلکہ اس کا سینہ بھی فخر سے کئی انچ پھول گیا۔

”لیکن چیف۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ عمران کسی بھی طرح اس بات کا سراغ ہی نہ لگا سکے کہ زیر و یکپ اور این انکس ٹی لیبارٹری پر ہم نے کوئی کارروائی کی تھی“..... گارج نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے کہا ہے نا کہ میں نے عمران کی زندگی کے ہر پہلو کو انتہائی باریکی سے سڈی کیا ہے۔ عمران کی ذہانت جن بلند یوں کو چھو رہی ہے اس سے صاف اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ واقعی مافوق الفطرت انسان ہے جس سے کوئی لاکھ چھپنا چاہے تو نہیں چھپ سکتا اور پھر تم نے این انکس ٹی فارمولے کے لئے نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو استعمال کیا تھا بلکہ انہیں

اسرائیل کی طرف ضرور اٹھیں گے اور ہمیں اس وقت کے لئے پہلے سے ہی اپنے تمام انتظامات کر لینے چاہئیں تاکہ اسے اسرائیل میں داخل ہونے اور آگے بڑھنے کا کوئی موقع نہ مل سکے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”نیس چیف۔ لیکن اس کے باوجود اگر میں کہوں کہ عمران اور ایکسٹو میرے بارے میں کوئی سراغ نہیں لگا سکیں گے تو“۔ گارج کی سوچ کی سوئی جیسے اسی جگہ انکی ہوئی تھی۔

”اگر ایسا ہوا تو پھر میں یہی سمجھوں گا کہ عمران کے بارے میں اب تک جو کچھ بھی بتایا گیا ہے وہ صرف قصے کہانیوں کی ہی باتیں ہیں۔ ان میں کوئی سچائی نہیں ہے۔ میں نے عمران کو اس کے ذہانت، اس کی بہترین کارکردگی اور اس کی بروقت اور فیصلہ کن صلاحیتوں کی وجہ سے ہی ڈاگ ایجنسی میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن اگر وہ تم تک ہی نہیں پہنچ سکا تو اس کا مطلب ہو گا کہ تمہارے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ایسے بے حیثیت انسانوں کی مجھے اپنی ایجنسی کے لئے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسے ہمیشہ کے لئے بھول جاؤں گا“..... بلیک ڈاگ نے اپنے مخصوص سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا تو گارج کے ہونٹوں پر زہرا انگیز مسکراہٹ آگئی۔

”نیس چیف۔ یہی مناسب رہے گا اور مجھے یقین ہے کہ عمران وہاں چھوڑا ہوا میرے ایک بچے کا بھی نشان نہیں ڈھونڈ سکے

گا“..... گارج نے کہا۔

”اس طرح تم پر اعتماد اور فخر اور زیادہ بڑھ جائے گا اور مجھے خوشی ہو گی کہ تم جیسا جینیئس ایجنٹ میرے ساتھ ہے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”نیس چیف۔ میں آپ کے اس اعتماد کو کبھی بغض نہیں پہنچنے دوں گا“..... گارج نے کہا۔

”اوکے۔ عمران اگر نہیں آیا تو کوئی بات نہیں لیکن تمہیں اپنی سیکورٹی ٹائٹ رکھنی ہو گی اور تمہیں ہر لحاظ سے الرٹ رہنا ہو گا ایسا نہ ہو کہ تم یہی سمجھتے رہو کہ عمران کبھی تمہارا سراغ نہیں لگا سکے گا اور تم اس سے غافل ہو جاؤ۔ تمہاری اس غفلت کا فائدہ اٹھا کر اگر وہ اسرائیل پہنچ گیا تو پھر تمہیں بھی اسے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا“۔ بلیک ڈاگ نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

”میں الرٹ ہوں چیف۔ جب تک آپ کی تسلی نہیں ہو جاتی اس وقت تک میں اپنا کوئی بھی مورچہ نہیں چھوڑوں گا اور میں ہر وقت اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھوں گا“..... گارج نے کہا۔

”گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں“..... بلیک ڈاگ نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

”ہونہ۔ چیف خواہ مخواہ عمران جیسے احمق انسان کو اس قدر اہمیت دے رہے ہیں۔ میرے نزدیک عمران ایک گاؤڈی اور انتہائی احمق قسم کا انسان ہے جس میں عقل نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔

اس جیسا الحق انسان بھلا میرا کوئی کلیو کیسے ڈھونڈ سکتا ہے جو میں نے چھوڑا ہی نہ ہو..... گارج نے رسیور رکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے میز پر پڑا ہوا اپنا سیل فون اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع ہو گیا۔ وہ ایک بار پھر اسی دوست کے نمبر پریس کر رہا تھا جس سے وہ چیف کی کال آنے سے پہلے بات کر رہا تھا۔ نمبر پریس کر کے وہ کالنگ بٹن پریس کرنے ہی لگا تھا کہ اس نے منہ بناتے ہوئے سیل فون آف کر کے دوبارہ میز پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی کبیدگی کے تاثرات تھے۔ چیف سے عمران کی اس قدر تعریفیں سن کر اس کے دل میں عمران کے لئے بے پناہ نفرت سی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پاکیشیا جا کر عمران کو اٹھا کر لے آئے اور لے جا کر چیف کے قدموں میں ڈال دے اور چیف پر ثابت کر دے کہ عمران اس کے مقابلے میں پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا، نہ ذہانت میں اور نہ ہی کسی اور صلاحیت میں۔

عمران اور بلیک زید کے چہرے پر سنجیدگی کے انتہائی گہرے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران کے ہاتھ میں جدید ساخت کا لاٹک ریٹخ ایف ڈبل ہنڈرڈ ایکس ٹرانسمیٹر تھا جس پر اس نے بلیک ڈاگ کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے متعدد بار بلیک ڈاگ کو کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بلیک ڈاگ نے اس کی کال رسیو نہیں کی تھی۔ عمران اور بلیک زید چاہتے تھے کہ صرف ایک بار بلیک ڈاگ ان کی کال رسیو کر لے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ بلیک ڈاگ کہاں ہے یا اس کی ڈاگ ایجنسی کس ملک سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن شاید یہ کال پاکیشیا سے کی جا رہی تھی اس لئے بلیک ڈاگ نے اس کال کو رسیو ہی نہیں کیا تھا۔

”اب کیا کریں۔ بلیک ڈاگ تو کال رسیو ہی نہیں کر رہا۔ اب کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کہاں ہے یا اس کا کس ملک سے تعلق

ہے..... بلیک زیرو نے پریشانی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
 ”یہی میں سوچ رہا ہوں۔ بھاگتے چور کی ایک لنگوٹی ہاتھ آئی
 تھی لیکن اب شاید وہ لنگوٹی بھی ہمارے کسی کام نہیں آئے گی۔“
 عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ اسرائیل میں موجود کسی فارن ایجنٹ سے بات کریں۔
 ممکن ہے اس کے پاس ڈاگ ایجنسی کے بارے میں کوئی معلومات
 ہوں یا نہ ہوں مگر وہ گارج کے بارے میں جانتا ہو۔ اس سے یہ تو
 پتہ چل سکتا ہے کہ ان دنوں گارج کی ایکٹیویٹیز کیا تھیں اور وہ کیا
 کرتا پھر رہا تھا..... بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے
 بعد کہا۔

”ہاں یہ کیا جا سکتا ہے۔ فارن ایجنٹ سے یہ پوچھنا ضروری
 نہیں جس کے گارج کی ایکٹیویٹیز کیا تھیں کیونکہ وہ پاکیشیا میں موجود
 تھا اور اس نے جو کچھ کیا ہے اس کا ہمیں پتہ چل ہی گیا ہے۔ البتہ
 فارن ایجنٹ سے یہ ضرور پوچھا جا سکتا ہے کہ گارج اس وقت کہاں
 ہے کیا وہ واپس اسرائیل پہنچ چکا ہے یا نہیں..... عمران نے کہا۔
 ”تو پھر کریں کسی فارن ایجنٹ سے بات۔ ورنہ اس طرح ہم
 کب تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے..... بلیک زیرو نے
 کہا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ابھی ٹرانسمیٹر کا
 بٹن پریس کر کے اسے آن کیا ہی تھا کہ اچانک ایک خیال اس کے
 دماغ میں کوندے کی طرح لپکا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا ہوا.....“ اسے اچھلتے دیکھ کر بلیک زیرو نے پوچھا۔
 ”ایک چیونٹے نے کاٹ لیا ہے..... عمران نے سکرٹے
 ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”چیونٹے نے۔ میں سمجھا نہیں..... بلیک زیرو نے حیران ہو کر
 کہا۔

”رکو میں ابھی آیا..... عمران نے کہا اور تیزی سے آپریشن
 روم سے نکلتا چلا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ واپس آیا تو اس
 کا چہرہ فرط مسرت سے جگمگا رہا تھا۔
 ”ڈاگ ایجنسی کا تعلق اسرائیل سے ہو یا نہ ہو لیکن یہ کفرم ہو
 گیا ہے کہ اس ایجنسی کے چیف بلیک ڈاگ کا تعلق اسرائیل سے
 ہی ہے..... عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی کہا تو
 بلیک زیرو چونک کر اور حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

”کیسے۔ میں کافی دیر سے بلیک ڈاگ کے ٹرانسمیٹر پر کال
 کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن دوسری طرف سے میری کال رسیو
 نہیں کی جا رہی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ جب تک میری کال رسیو
 نہ کی جائے گی اس وقت تک مجھے اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ کال
 کس نیٹ ورک پر اور کہاں رسیو کی گئی ہے۔ اچانک بیٹھے بیٹھے
 مجھے خیال آیا کہ جس فریکوئنسی پر میں نے کال کی تھی وہ فریکوئنسی
 ایکٹیو ہے صرف میری کال رسیو نہیں کی جا رہی ہے۔ اگر میں یہی
 پتہ چلا لوں کہ اس ٹرانسمیٹر سے جو کال کی گئی تھی وہ کس نیٹ ورک

پریذیڈنٹ سے اس حد تک کالیں کرنے کا اور کیا جواز ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے گارج کے بارے میں بھی مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کی ہیں اس کی مستقل سکونت اسرائیل کی ہی ہے اور وہی ایک ایسا ایجنٹ ہے جو واقعی میری طرح دوسروں کی ہو بہو آواز کی نقل کر سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ اسی نے ایکسو کی آواز میں جولیا کو کال کی تھی..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اسرائیل ڈاگ ایجنسی کے ذریعے پوری دنیا پر اپنے بچے گاڑنے میں مصروف ہے تاکہ وہ پوری دنیا پر اپنا تسلط جما سکے“..... بلیک زیرو نے ہونٹ سکڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور یہ ایجنسی اسی لئے انتہائی ٹاپ سیکرٹ رکھی گئی ہے تاکہ جب تک ڈاگ ایجنسی کے بچے پوری دنیا میں نہ گڑ جائیں اس وقت تک اس کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو سکے“..... عمران نے کہا۔

”وہ تمام کالیں ڈاؤن لوڈ ہو جائیں تو پھر آپ تو آسانی سے بلیک ڈاگ کی جڑ تک پہنچ سکتے ہیں اور آپ کو یہ بھی پتہ چل سکتا ہے کہ بلیک ڈاگ کی اصل شناخت کیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا شاید نہ ہو کیونکہ عام طور پر ٹرانسمیٹر پر کی جانے والی کالیں کوڈڈ ہوتی ہیں۔ گوکہ جس ٹرانسمیٹر پر بلیک ڈاگ کال کرتا ہے وہ انتہائی جدید اور نئی ٹیکنالوجی کا حامل ہے۔ جس کی نہ تو کوئی

یا دنیا کے کسی سیٹلائٹ سے منسلک ہوئی تھی تب بھی اس بات کا پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ اس فریکوئنسی کا حامل ٹرانسمیٹر کس ملک میں موجود ہے۔ چنانچہ میں پھر سے لیبارٹری میں گیا اور میں نے پہلے والے ٹرینٹنگ سسٹم پر کام کیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ میری کال اسرائیل کے اسی سیٹلائٹ سے منسلک ہوئی تھی جس پر دو بار گارج نے بھی بلیک ڈاگ سے بات کی تھی۔ میں نے اسرائیلی براڈسٹم کے سیٹلائٹ کو مزید کھنگالا اور بلیک ڈاگ کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی پر مزید کام کیا تو اس فریکوئنسی سے کی جانے والی کالیں اور رسیو ہونے والی کالوں کا تناسب سب سے زیادہ اسرائیلی میٹ ورک سے ہی تھا۔ جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہو سکتا کہ بلیک ڈاگ کا تعلق اسرائیل سے ہی ہے اور اب تو میں یہ بھی کفرم کر سکتا ہوں کہ ڈاگ ایجنسی جس کے بارے میں دنیا نہیں جانتی کہ اس کا تعلق کس ملک سے ہے میں بتا سکتا ہوں کہ یہ اسرائیلی ایجنسی بنی ہے جسے پوری دنیا سے منسلک رکھا گیا ہے۔ کیونکہ بلیک ڈاگ کی فریکوئنسی سے کی جانے والی اب تک کی تمام کالیں میں نے نہ صرف ٹریس کر لی ہیں بلکہ ان کی ڈاؤن لوڈنگ بھی شروع کر دی ہے اور یہ بات اور بھی زیادہ مستند اس بات سے ہوتی ہے کہ بلیک ڈاگ اسی فریکوئنسی سے اسرائیلی پرائم منسٹر اور اسرائیلی پریذیڈنٹ سے بھی بات کرتا ہے۔ اگر بلیک ڈاگ یا ڈاگ ایجنسی کا تعلق اسرائیل سے نہیں ہے تو پھر بلیک ڈاگ کو اسرائیلی پرائم منسٹر یا

”اماں بی کی جوتیاں کھا کر ابھی اپنا سر گنجا کرانے کا میرا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ جب شادی ہو جائے گی اور دو چار بچے ہو جائیں گے تب اگر میں گنجا بھی ہو جاؤں گا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ پھر میں نہ بیوی کے لئے بدلوں گا اور نہ بیوی میرے لئے بے لے گی۔ دونوں کو ہی ایک دوسرے کو دیکھ کر صبر اور شکر کرنا پڑے گا۔ اگر میں ابھی گنجا ہو گیا تو پھر نہ ہی میری شادی ہو گی اور نہ بچے“..... عمران نے مخصوص انداز میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”اچھا اب جبکہ اس بات کا پتہ چل گیا ہے کہ این ایکس ٹی لیبارٹری پر اسرائیلی ایجنٹ گارج نے ٹھیک کیا تھا۔ اس کام کے لئے گارج نے ممبران کو بھی ایکسٹو کی مخصوص آواز میں گمراہ کیا تھا اور ان کے ذریعے وہ زیرو کمپ اور پھر این ایکس ٹی لیبارٹری تک پہنچ گیا تھا۔ آپ کو یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ گارج نے یہ مشن ڈاگ ایجنسی کے لئے مکمل کیا ہے جو اسرائیل کی ہی ایک ٹاپ سیرٹ ایجنسی ہے۔ اب یہ بتائیں کہ اس سلسلے میں کرنا کیا ہے۔ ظاہر ہے آپ اس طرح خاموش تو بیٹھے نہیں رہیں گے کہ ایک اسرائیلی ایجنٹ آئے اور ہر طرف آگ و دھواں کا بازار گرم کر کے چلا جائے اور ساتھ ہی وہ پاکیشیا کا انتہائی اہم اور نہایت قیمتی فارمولا بھی لے جائے۔ کیا آپ ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیں گے“۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

کال ٹریس کی جاسکتی ہے اور نہ ہی کوئی کال سنی جاسکتی ہے۔ اب یہ تو میرے جیسا ہی کوئی بھس بھرے دماغ کا مالک اگر اس سیٹلائٹ تک ہی رسائی حاصل کر لے جس سے کالیں رسبو اور ٹرانسفر ہوتی ہیں تو پھر کیا کیا جاسکتا ہے“..... عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ جینیٹکس ہیں عمران صاحب۔ واقعی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی اس براڈ سسٹم سیٹلائٹ تک بھی رسائی حاصل کر سکتا ہے جس سے کالیں رسبو اور ٹرانسفر کی جاتی ہیں۔ اس لئے میں بجا طور پر کہوں گا کہ آپ کے دماغ میں بھس نہیں انتہائی ذہانت بھری ہوئی ہے۔ ایسی ذہانت جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے“۔ بلیک زیرو نے ہستے ہوئے کہا۔

”دماغ میں تو بھس ہی بھرا ہوا ہے۔ اب اماں بی کی جوتیاں سر پر کھاتا ہوں تو اس بھس میں آگ لگ جاتی ہے جس سے دھواں اٹھتا ہے اور وہ دھواں مجھے کسی نہ کسی ذہانت کے میدان میں لے جاتا ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”پھر تو آپ کو روز اماں بی کی خدمت میں جا کر حاضری دینی چاہئے اور ان سے سر پر جوتیاں کھانی چاہئیں تاکہ آپ کا دماغ سلگتا رہے اور آپ ذہانت کے میدانوں میں جانے کی بجائے ذہانت کی بلندیوں کو چھو سکیں“..... بلیک زیرو نے کہا تو اس بار اس کے خوبصورت انداز پر عمران بھی ہنس پڑا۔

”فارمولے کے حصول کے لئے مجھے اسرائیل تو جانا ہے لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ اس مشن کے لئے میں اپنے ساتھ کسے لے جاؤں۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران تو فاروقی ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ کسی کی حالت بھی ایسی نہیں کہ میں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے جا سکوں“..... عمران نے کہا۔

”مانیگر تو ہے۔ اسے لے جائیں ساتھ اور اگر ممکن ہے تو پھر آپ اس بار مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔ میں بھی وائٹس منزل میں پڑے پڑے بور ہو گیا ہوں۔ اس مشن میں ہو سکتا ہے مجھے بھی اپنے ہاتھ پیر کھولنے کا موقع مل جائے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”مطلب یہ کہ تم ہاتھ پیر چلا کر ڈاگ ایجنسی سے این ایکس ٹی کا فارمولا واپس لانا چاہتے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں۔ انہوں نے ایک فارمولے کے حصول کے لئے یہاں لاشوں کے پتے لگائے ہیں۔ ان کی دو چار لاشیں گرانے کا ہمیں بھی حق ہونا چاہئے“..... بلیک زیرو نے صاف گوئی سے کہا۔

”دو چار کیوں تم ایک کے بدلے میں ان کی چار لاشیں گراؤ۔ ڈاگ ایجنسی اسرائیلی ہے۔ اگر یہ ایجنسی ختم ہو جائے تو اس سے اسرائیل کو ایسا سبق ملے گا کہ پھر دوبارہ ایسی خفیہ ایجنسی بناتے ہوئے وہ ہزاروں بار سوچیں گے کہ کس طرح اس ایجنسی کو پاکیشیائی ایجنٹوں خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی

نظروں سے مخفی رکھ سکیں۔ اس حقیقت کا مذاکرہ تب ہی ہو گا جب انہیں ایکسٹو کی اصل پاور کا پتہ چلے گا“..... عمران نے کہا۔

”ایسا تب ہی ہو سکتا ہے نا جب آپ مجھے مشن پر کام کرنے کے لئے ساتھ لے جانے پر آمادہ ہو جائیں“..... بلیک زیرو نے مسکری صورت بنا کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ایسی صورت بناؤ گے تو اسرائیل تو کیا تم اپنے ممبران پر بھی پاور آف ایکسٹو کی دھاک نہیں بٹھا سکو گے“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی کھسیانی ہی ہنس دیا۔

”پاور آف ایکسٹو۔ مطلب آپ اسرائیل پر اب ایکسٹو کی پاور کی دھاک بٹھانے کا سوچ رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”سوچ نہیں رہا بلکہ سوچ لیا ہے۔ ڈاگ ایجنسی کے گولڈن ایجنٹ گارج نے ایکسٹو کے وقار پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اس کی ناک کے نیچے سے گزر کر اسی کے ممبران کے ذریعے اپنا مشن مکمل کیا ہے اس لئے یہ مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کا نہیں بلکہ ایکسٹو کا مشن بنتا ہے۔ اسرائیلی آج تک عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سے نبڑا آزمایا ہوتے آئے ہیں اب اگر ان کے سامنے ایکسٹو، ایکسٹو کی ہی حیثیت سے جائے گا تو ان کا دن کا چین اور راتوں کی نیند حرام ہو جائے گی۔ ایکسٹو اگر اسرائیل میں جا کر ان کی ٹاپ سیکرٹ ڈاگ ایجنسی کا نہ صرف پول کھولے گا

”آپ بطور ایکسو مجھے اس مشن پر جانے کی اجازت دے رہے ہیں۔ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے عمران کی جانب یقین نہ آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”یس چیف۔ میں بھلا آپ جیسی معزز اور پردہ نشین ہستی کے سامنے جھوٹ بولنے کی جرأت کیسے کر سکتا ہوں۔ میری طرف سے بلکہ میری گزری ہوئی سات پشتوں اور آنے والی سات نسلوں کی طرف سے آپ کو اجازت ہے کہ آپ اسرائیل جائیں اور جا کر اسرائیل کو ایسا سبق سکھائیں کہ اسرائیل کی آنے والی سات نسلیں تو کیا اس کی سینکڑوں نسلوں تک ایکسو کی دہشت طاری رہے اور جب بھی ان کے منہ سے ایکسو کا نام نکلے تو ان پر لرزش طاری ہو جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کا چہرہ فرط مسرت سے اور زیادہ کھل اٹھا۔

”تو کیا اس مشن پر مجھے اکیلے جانا ہوگا“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ایکسو ایک مکمل ہستی کا نام ہے جس کا نہ کوئی پچا ہے نہ کوئی دادا۔ وہ دنیا میں کیسے آیا ہے اس کے بارے میں خود ایکسو کو بھی معلوم نہیں ہے۔ اس لئے اس مشن کے لئے ایکسو کو اکیلے ہی جانا ہوگا ورنہ اسرائیلیوں کو ایکسو کی طاقت کا کیسے پتہ چلے گا کہ ایکسو کس عفریت کا نام ہے۔ دیسے بھی ممبران تو اس پوزیشن میں ہیں نہیں کہ ان میں سے کوئی تمہارے ساتھ جاسکے۔ اس لئے یہ کڑوی

اور اس کے بچنے ادھیڑے گا تو اسرائیل کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے اور انہیں حقیقت میں پاور آف ایکسو کا مطلب سمجھ آ جائے گا بلکہ پوری دنیا پاور آف ایکسو کی بھی معترف ہو جائے گی۔“ عمران نے کہا۔

”کیا آپ بخیدہ ہیں“..... بلیک زیرو نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی کیونکہ یہ اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا جب عمران خود اسے ایکسو کی اصلی حیثیت سے اسرائیل جانے کا کہہ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے اس سے پہلے بھی اکیلے جا کر کئی مشن پورے کئے تھے لیکن وہ ایکسو کی حیثیت سے نہیں بلکہ چیف ایجنٹ بن کر جاتا تھا۔

”کیوں۔ میرے سر پر تمہیں حماقتوں کے بھوت ناچتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں کیا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس دیا۔

”نہیں۔ آپ پہلی بار پاور آف ایکسو کی بات کر رہے ہیں اور وہ بھی اصلی ایکسو کی حیثیت سے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ تم وائش منزل میں بیٹھ کر بور ہو گئے ہو اور تمہارا بھی ہاتھ پاؤں چلانے کو دل کر رہا ہے“..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ یلکھت انتہائی جوش کے تاثرات ابھرائے تھے۔

کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اسرائیل جا کر ڈاگ ایجنسی کو ٹرلیں کرنے اور بلیک ڈاگ سے فارمولا واپس لانے کے لئے مجھے آگ کے سمندروں سے بھی گزرنا پڑے گا تو میں گزروں گا۔ میں اسرائیل میں جا کر ایکسٹو کی طاقت کی ایسی دھاک بٹھا کر آؤں گا کہ واقعی اس بار اسرائیل ایکسٹو کے نام سے صدیوں تک دہلتا رہے گا اور پاکستان میں دوبارہ ایسی کارروائی کرنے سے پہلے اسے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بار بھی سوچنا پڑے گا تب بھی اس میں اتنی ہمت نہیں ہوگی کہ کوئی اسرائیلی ایجنٹ اس طرح سے آکر پاکستان میں کوئی کارروائی کر سکے..... بلیک زیرو نے عزم بھرے اور انتہائی غصے میں لہجے میں کہا۔

”تو پھر اٹھو اور یہ سیٹ خالی کرو۔ ہو سکتا ہے تمہارے جانے کے بعد میں ایکسٹو بن کر تنویر پر رعب ڈال سکوں اور اسے جولیا کے حق سے دستبردار ہونے پر مجبور کر سکوں اور میرا اسکوپ بن ہی جائے..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا اور فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ لیں حضور۔ یہ سیٹ تو آپ ہی کی ہے میں نے تو اس پر ناحق قبضہ کر رکھا ہے..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ارے ارے۔ یہ بات کسی کو بتانا دینا ورنہ جولیا نے میرا مطلقہ بند کر دینا ہے۔ پھر مجھے اپنے ساتھ ڈپٹی چیف کی کرسی بھی رکھنی پڑ جائے گی..... عمران نے بولھلا کر کہا اور بلیک زیرو کی ہنسی

دوا تھیں خود ہی لنگھی پڑے گی اور وہ بھی پانی کے بغیر..... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور آپ۔ کیا آپ بھی میرے ساتھ نہیں جائیں گے۔“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”نہیں۔ جب اس مشن پر ایکسٹو جا رہا ہے تو پھر اس کے سامنے میری کیا حیثیت رہ جاتی ہے اور ویسے بھی میں تو نہ تین میں ہوں اور نہ تیرہ میں۔ میں تمہاری غیر موجودگی میں یہاں کا انتظام سنبھالوں گا اور ممبران جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتے اس لئے بھی میرا یہاں رکنا ضروری ہے۔ ایکسٹو کی سیٹ سنبھال کر میں بھی چند دن آرام اور سکون کی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ یہاں تمہاری غیر موجودگی میں اگر کوئی اور کیس آ گیا تو اسے میں ٹائیگر، جوزف اور جوانا کی مدد سے ہینڈل کر لوں گا..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”مطلب یہ کہ آپ ان میں سے بھی کسی کو میرے ساتھ نہیں بھیجنا چاہتے..... بلیک زیرو نے عمران کی باتوں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

”مظلمندوں کے لئے اشارے ہی کافی ہوتے ہیں اور ایکسٹو تو آنکھ کے ایک اشارے کو بھی.....“ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ لدھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے اگر آپ سنجیدہ ہیں تو میں اس مشن پر اکیلا کام

تیز ہو گئی۔

”بیٹھو مجھے ایک کال کر لینے دو۔ میں سوچ رہا ہوں کہ ایک سے بھلے دو ہو جائیں تو اچھا ہوتا ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا کر دوبارہ بیٹھ گیا۔ عمران نے ایف ڈبل ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر آن کیا جو بدستور اس کے پاس ہی تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ایک مٹن پریس کر کے دوسری طرف کال دینا شروع ہو گیا۔

”ہیلو ہیلو۔ پرنس آف ڈھپ کالنگ۔ ہیلو۔ اوور“..... عمران نے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں کے بعد اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور ساتھ ہی ایک شوخ آواز سنائی دی۔

”لیس پرنس چلی انڈنگ یو۔ اوور“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پرنس چلی کا سن کر بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے کیونکہ یہ نام اس نے پہلی بار سنا تھا۔

”کوڈ یولو۔ اوور“..... عمران نے مخصوص انداز میں کہا۔

”چڑیا اٹھ دیتی ہے اور کوئے کھا جاتے ہیں۔ اوور“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک زیرو کے چہرے پر سچے حیرت کے تاثرات گہرے ہو گئے کیونکہ دوسری طرف سے بولنے والے پرنس چلی نے بالکل عمران کے سے انداز میں جواب دیا تھا جیسے وہ کوئی اور نہ ہو بلکہ خود عمران ہی بول رہا ہو۔ پرنس چلی کی آواز عمران کی

آواز سے الگ ضرور تھی لیکن اس کے بات کرنے کا انداز اور اس کا شوخ پن اور لب و لہجہ عمران جیسا ہی تھا۔

”کیوں کوئے کیوں کھا جاتے ہیں اٹھو۔ تم ان چڑیوں کی حفاظت نہیں کرتے کیا۔ اوور“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں ان کی کیا حفاظت کروں گا پرنس۔ میں جب بھی کسی چڑیا کے گھونسلے کی تلاش میں نکلتا ہوں مجھ سے پہلے ہی اس گھونسلے میں کوئی نہ کوئی کوا پہنچ جاتا ہے پھر وہاں نہ کوئی انڈا پچتا ہے اور نہ اٹھ دے دینے والی چڑیا۔ اوور“..... پرنس چلی نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار فیس پڑا۔

”تو تم کسی چڑیا کے گھونسلے کو تلاش کرنے کی بجائے کسی کوئے کی مادہ کا ہی گھونسلہ تلاش کر لو۔ وہاں تمہیں مادہ بھی مل جائے گی اور اس کے اٹھ نہ بھی۔ اوور“..... عمران نے کہا۔

”ایک بار میں نے ایسا ہی کیا تھا پرنس لیکن وہ کہتے ہیں نا کہ سرمندواتے ہی اولے پڑتے ہیں میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ میں نے گرمی کی وجہ سے اپنا سر گھٹا کر لیا تھا اور اسی حالت میں مادہ کوئے کی تلاش میں ایک درخت پر چڑھ گیا تھا بس پھر کیا تھا وہاں کوؤں کا ایک جھوم سا جمع ہو گیا اور ان کوؤں نے میرے گھنے سر پر چونچیں مار مار کر میرا حشر نشر کر دیا تھا اور میں اب تک اپنا زخمی اور گھٹیا سر سب سے چھپاتا پھر رہا ہوں میرے سر کی حالت دیکھ کر چاند پریاں تو کیا اب میری طرف کالی کلوئی بھی دیکھنا پسند

”ظاہر ہے کام کے بغیر تم مجھے کال کیسے کر سکتے ہو۔ پیاسے کو جب پیاس لگتی ہے وہ تب ہی کنویں کے پاس جاتا ہے۔ کام بھی تمہارا اپنا ہی ہو گا تم نے کون سا میرے کام آتا ہے آج تک تم اپنے لئے کوئی چاند پری نہیں ڈھونڈ سکے تو میرے لئے کیا ڈھونڈو گے۔ بہر حال بولو کیا کام ہے۔ اور“..... پرنس چلی نے جیسے منہ بنا کر کہا۔

”کیا تمہارا چینل کلیئر ہے۔ میرا مطلب ہے اس چینل پر ہم کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ اور“..... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں تم بے فکر رہو۔ تمہاری کال میں ہمیشہ ایف ڈبل ہنڈرڈ ایکس پر وصول کرتا ہوں۔ یہ سو فیصد سیف ہے۔ اگر تم بھی ایسے ہی ٹرانسمیٹر پر بات کر رہے ہو تو پھر کوئی مسئلہ نہیں۔ یہ کال نہ تو کہیں سنی جاسکتی ہے اور نہ ہی ٹریس کی جاسکتی ہے۔ اس لئے تم کھل کر بلکہ کھل کھلا کر بات کر سکتے ہو۔ اور“..... پرنس چلی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”ہاں۔ میرے پاس بھی ایف ڈبل ہنڈرڈ ایکس ہے۔ بہر حال میں تمہارے پاس کسی کو بھیج رہا ہوں۔ تم اس سے ملو اور کسی طریقے سے دوسری طرف پہنچا دو۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”کون ہے وہ کیا کوئی چاند پری ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے پرنس چلی نے جیسے لپٹائے ہوئے لہجے میں کہا۔

نہیں کرتیں۔ اور“..... پرنس چلی نے جیسے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

”مطلب آج تک تم بھی میری طرح سے کنوارے کے کنوارے ہو۔ نہ اب تک میرا جنازہ جائز ہوا ہے اور نہ تمہارا۔ اور“..... عمران نے ہستے ہوئے کہا۔

”یس پرنس۔ ہم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ مگر اب میں تھک گیا ہوں اور اس کشتی سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرنا چاہتا ہوں۔ اور“..... پرنس چلی نے کہا۔

”ارے ارے۔ اتنی جلدی بہت ہار گئے۔ ابھی تو کنارہ کافی دور ہے۔ کنارے تک پہنچتے پہنچتے ہو سکتا ہے تمہیں کوئی جل پری ہی مل جائے اور ویسے بھی تم اور میں جس کشتی میں سوار ہیں یہ زیادہ گہرائی والی جگہ پر نہیں ہے اگر تم اور میں چھلانگیں لگا بھی دیں تو مشکل سے ہمارے گھٹنے ہی ڈوبیں گے۔ اور“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”پھر تو کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ ایک ہی کشتی میں سوار رہ کر ہم ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہیں اور ٹھنڈی آجیوں بھرتے رہیں اور اپنی اپنی چاند پریوں کا انتظار کرتے رہیں۔ اور“..... پرنس چلی نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اچھا تم سے ایک کام ہے۔ اور“..... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں ایک پری زاد ہے۔ اور“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔
 ”پری زادوں کی تو یہاں بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ بہر حال کون ہے وہ۔ اور“..... پرنس چلی نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔
 ”تمہارے پاس پہنچ کر وہ اپنا تعارف خود کرا دے گا۔ تمہیں بہر حال اسے دوسری طرف پہنچانا ہے اور ہو سکے تو اس کے ساتھ رہ کر اس کی معاونت بھی کرنی ہے۔ اور“..... عمران نے کہا۔
 ”فہمید۔ ہے۔ کب تک پہنچ جائے گا وہ اور میں اسے کیسے پہنچانوں گا اور“..... پرنس چلی نے پوچھا۔
 ”وہ تمہارے قبوہ خانے میں آئے گا اور تمہیں سیش کوڈ بتائے گا۔ اور“..... عمران نے کہا۔
 ”پریوں والا کوڈ۔ اور“..... پرنس چلی نے استفہامیہ لہجے میں کہا۔
 ”نہیں۔ اس کا کوڈ ایکسٹو ہو گا۔ تمہیں ہر حال میں اس کا ساتھ دینا ہے اور اس کے لئے تمہیں کیا کرنا ہے یہ تم مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ اور“..... عمران نے کہا۔
 ”ارے باپ رے۔ ایکسٹو کا کوڈ۔ کس خوفناک دیو کا نام لے رہے ہو اس کا تو نام سن کر ہی میرے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ اور“..... پرنس چلی نے کہا۔
 ”گھبراؤ نہیں۔ وہ تمہیں کھا نہیں جائے گا۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ میں سمجھ گیا۔ اور“..... پرنس چلی نے کہا۔
 ”کیا سمجھ گئے۔ اور“..... عمران نے پوچھا۔
 ”یہی کہ وہ مجھے کھا نہیں جائے گا۔ اور“..... پرنس چلی نے مخصوص انداز میں جواب دیا۔
 ”شکر ہے کہ جلد سمجھ گئے ہو ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ تمہیں سمجھانے کے لئے مجھے وہاں کی کسی چاند پری سے رابطہ کرنا پڑے گا جو تمہارے سر پر چھتیں مارے گی تب ہی تمہاری سمجھ میں کچھ آئے گا۔ اور“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”تم جانتے ہو کہ میں چاند پریوں کے ہاتھوں چھتیں کھا کر ہی خوش ہوتا ہوں بلکہ یہ کہو کہ چاند پریوں کی چھتیں کھانے کے بعد ہی میرے مائنڈ کی بیٹریاں ری چارج ہوتی ہیں اور جب میرے مائنڈ کی بیٹریاں ری چارج ہو جائیں تو میں ایسے ایسے کام کر گزرتا ہوں جس کا خود مجھے بھی تصور نہیں ہوتا۔ اور“..... پرنس چلی نے منمنائی ہوئی آواز میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
 ”اگر مائنڈ زیادہ ری چارج کرنا ہے تو یہاں آ جاؤ۔ یہاں چاند پریوں کی چھتیں کھانے کی بجائے جب تم میری اماں بی کی اپنے سر پر جھوٹیاں کھاؤ گے تو تمہارا مائنڈ فل چارج ہو جائے گا اور اگر میرے ڈیڈی کے بارڈ جوتے کھا لو تو تمہارے مائنڈ کی ہی نہیں بلکہ تمہارے جسم کی بھی تمام بیٹریاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چارج ہو جائیں گی۔ اور“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو دوسری طرف

پرنس چلی بھی ہنس پڑا۔

”سوری۔ میں چاند پریوں کی چپٹوں پر ہی راضی خوشی ہوں، اماں بی کی جوتیاں اور تمہارے ڈیڈی کے جوتے تمہیں ہی مبارک ہوں۔ تم ہی ان سے اپنی ساری بیٹریاں ری چارج کراؤ۔ اوور۔“

پرنس چلی نے کہا تو عمران نے ہنسنے ہوئے اسے اوور اینڈ آل کہا اور اس سے رابطہ ختم کر دیا۔

”کون تھا یہ حضرت پرنس چلی، جہاں تک میں جانتا ہوں اس نام کا ہمارا کوئی فارن ایجنٹ نہیں ہے اور یہ آپ کے انداز میں کیوں بات کر رہا تھا“..... عمران کو پرنس چلی سے رابطہ ختم کرتے دیکھ کر بیک زیرو نے پوچھا۔

”تم نے ٹھیک کہا ہے پرنس چلی واقعی ایک منفرد قسم کے انسان کا نام ہے۔ وہ میری طرح نہیں بلکہ میں اس کی طرح بات کر رہا تھا۔ پرنس چلی ایک شوخ و شنگ قسم کے نوجوان کا نام ہے۔ اس کا اصل نام شیخ السلام ہے۔ اس کا تعلق عرب سے ہے۔ اس کے خاندان نے فلسطین کی تحریک آزادی میں شمولیت اختیار کی تھی اور ایک معرکے میں اسرائیلیوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ شیخ السلام ان دنوں آکسفورڈ میں اپنی تعلیم مکمل کرنے گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس آیا اور اسے پتہ چلا کہ اس کا سارا خاندان اسرائیلی فورس کے ہاتھوں ختم ہو گیا ہے تو اس نے بھی فلسطین میں سکونت اختیار کر لی اور اس کے باپ نے جس تحریک آزادی کی بنیاد رکھی تھی وہ اس کا

حضرت پرنس بن گیا اور پھر اس نے فلسطینیوں کے شانہ بشانہ کام کر کے اپنی تحریک کو اس قدر مضبوط اور فعال بنا لیا کہ فلسطین میں اس کے نام کا ڈنکا بجنے لگا اور فلسطین کی تحریک آزادی کے کئی لیڈروں نے اس سے ہاتھ ملا لیا اور اس کی آزادی کی تحریک میں شمولیت اختیار کر لی۔ اس نے میرے ساتھ مل کر اسرائیل کے خلاف ایک بار بار کام بھی کیا تھا۔ شیخ السلام کے باپ نے فلسطین کی آزادی کے لئے جس تحریک کا آغاز کیا تھا اس کا نام بھی السلام ہی تھا اس لئے شیخ السلام نے خود کو مختلف ناموں کے ساتھ ساتھ پرنس چلی نے نام سے متعارف کرانا شروع کر دیا تھا اب وہ فلسطین میں پرنس چلی کے نام سے ہی معروف ہے۔ وہ انتہائی ذہین، تیز طرار اور انتہائی باکردار انسان ہے۔ اس نے السلام تحریک کے ساتھ اپنا ایک سیشل گروپ بھی بنا رکھا ہے جن کی مدد سے وہ اسرائیل میں داخل ہو کر اسرائیلیوں کو سبق سکھانے کے لئے کارروائیاں کرتا ہے۔ ایک دو مرتبہ اسرائیلی فورسز نے فلسطین کی اہم ہستیوں کو اٹھا لیا تھا اور انہیں کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا تھا لیکن شیخ السلام اور اس کے ساتھیوں نے نہ صرف اسرائیل میں داخل ہو کر اس نامعلوم مقام کا پتہ لگ لیا تھا بلکہ ایک زبردست معرکے کے بعد وہ اسرائیلی فورس سے ان ہستیوں کو بھی چھڑا لانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ شیخ السلام نے چونکہ آکسفورڈ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رکھی ہے اور پھر اس کا باپ جو السلام تحریک کا سربراہ تھا وہ اس سے پہلے ایک عرب

ملک کا سیکرٹ ایجنٹ بھی رہ چکا تھا اس لئے اس سے شیخ الاسلام نے بہت کچھ سیکھ رکھا تھا جو اپنی تحریک آزادی کو چلانے میں اس کے لئے انتہائی معاون ثابت ہو رہا تھا۔ ان سب کے باوجود وہ دیکھنے میں ایک انتہائی سیدھا سادا، شریف اور نہایت معصوم دکھائی دیتا ہے۔ مگر حقیقت میں وہ اسرائیلیوں کے لئے ایک ایسا عفریت ہے جس کی دہشت سے اسرائیل کی کئی ایجنسیاں لرزہ بر اندام ہیں اور شیخ الاسلام کا اسرائیل میں دہشت کا سکہ جما ہوا ہے۔ کئی اسرائیلی ایجنسیوں نے خفیہ طور پر فلسطین میں کام کیا تھا اور شیخ الاسلام کی تلاش میں زمین آسمان ایک کر دیا تھا لیکن شیخ الاسلام بھی تمہاری طرح سات پردوں میں چھپی ہوئی شخصیت ہے جس کے ایک نہیں کئی نام ہیں اور اسے اس کے ناموں سے پہچانا مشکل ہی ناممکن بھی ہے۔ اس کا فورٹ نام پرنس چلی ہی ہے جو ایک انتہائی معصوم، شریف انفس اور سیدھا سادا سا انسان ہے۔..... عمران نے بلیک زیرو کو پرنس چلی کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ کی طرح“..... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

”ہاں ایسا ہی سمجھ لو“..... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اور آپ شاید وہ انسان ہیں جو پرنس چلی کی اصلیت جانتے ہیں“..... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

”ہاں۔ جس طرح سے مجھے معلوم ہے کہ پرنس چلی ہی السلام ہے اسی طرح وہ کجنت بھی جانتا ہے کہ میں کون ہوں“..... عمران

نے کراہ کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا وہ آپ کو ایکسٹو کی حیثیت سے جانتا ہے“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اسرائیل کے خلاف کام کرتے ہوئے جب مجھ پر اس کی اصلی حیثیت ظاہر ہوئی تھی تو اتفاق سے اسی مشن کے دوران میں تم سے ایک غار میں چھپ کر لاگ ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر جدید تھا جس کی کال نہ کہیں کیج ہو سکتی تھی اور نہ ہی کہیں سنی جاسکتی تھی لیکن اس ٹرانسمیٹر سے زیادہ السلام کے کان جدید اور تیز تھے وہ اسی غار کی ایک دراڑ میں چھپا ہوا تھا جس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہو سکا تھا۔ میں چونکہ تم سے بے فکری سے باتیں کر رہا تھا اس لئے اس نے ہماری باتیں سن لیں۔ اس طرح اسے بھی علم ہو گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو میں ہی ہوں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کیا وہ قابل بھروسہ انسان ہے جسے آپ کے راز کا علم ہے“..... بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

”بے فکر رہو۔ مجھے شاید خود پر اور تمہیں اپنے آپ پر اتنا یقین نہیں ہو گا جتنا مجھے اس کی ذات پر ہے۔ یہ راز اس کے سینے میں دفن ہے جو کبھی باہر نہیں آ سکتا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

”اور یہ چیزیاں، جل پریاں اور چاند پریاں۔ یہ سب کیا ہے“

شاید ہر موڑ پر ایسا ہی دکھائی دے جیسے اس کے روپ میں تمہارے ساتھ میں ہی ہوں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ پرنس چلی کا فلسطین سمیت اسرائیل میں بے حد رسوخ ہے وہ انتہائی باخبر آدمی ہے۔ اسرائیل کا شاید ہی کوئی حصہ ایسا ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو اور پھر وہ ذہانت کے ساتھ ساتھ تنویر ایکشن کا بھی قائل ہے۔ ضرورت کے وقت وہ زبردست قسم کا ڈشنگ ایجنٹ بن جاتا ہے اور موت کے منہ میں بھی چھلانگ لگانے سے نہیں چوکتا۔ اس کا تیسرا بڑا فائدہ تمہارے لئے یہ ہو گا کہ تم اس کی مدد سے اسرائیل میں موجود اس کے کئی گروپس کی بھی مدد لے سکتے ہو اور پرنس چلی تمہارے ساتھ مل کر ڈاک ایجنسی اور بلیک ڈاگ کو تلاش کرنے میں زمین آسمان ایک کر سکتا ہے۔ فلسطین جانے کے بعد پرنس چلی تمہیں ہر ممکن طریقے سے اسرائیل میں داخل بھی کر سکتا ہے اور تمہیں ہر وہ چیز بہم پہنچا سکتا ہے جو اسرائیل میں تمہارے کام آ سکتی ہے جس میں ہر قسم کا اسلحہ، رہائش گاہ اور سفری سہولیات وغیرہ شامل ہیں..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو پھر میں آج ہی روانہ ہو جاتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ این ایکس ٹی کا فارمولا بلیک ڈاگ کے ہاتھوں سے نکل کر کہیں اور پہنچ جائے اور وہ اس فارمولے پر کام کرنا شروع کر دیں.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں اس فارمولے پر وہ اتنی جلدی کام نہیں کریں گے۔ اس

بلیک زیرو نے پوچھا۔

”وہ ہر خوبصورت لڑکی کو چاند پری سے تشبیہ دیتا ہے۔ جس طرح میرا کھلا جادو سیٹھ قاسم موٹی اور بھاری بھر کم لڑکیوں کو پسند کرتا ہے اور انہیں فل فلوٹیاں کہتا ہے اسی طرح سے پرنس چلی دہلی تپتی مگر خوبصورت لڑکیوں کا دیوانہ ہے۔ جہاں اسے کوئی دہلی تپتی اور خوبصورت لڑکی نظر آ جائے وہ اس پر ریشہ ختمی ہوتا شروع ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود پرنس چلی یہ معاملہ ہنسی مذاق تک محدود رکھتا ہے اگر اس کے کردار کے حوالے سے بات کی جائے تو وہ واقعی انتہائی شریف اور باکردار انسان ہے۔ وہ ایکسٹو کا بے حد قدر دان ہے۔ تم جب اسے بتاؤ گے کہ تم ہی ایکسٹو ہو تو وہ تمہارے سامنے چوں بھی نہیں کرے گا..... عمران نے کہا۔

”کیا اسے معلوم ہے کہ سیکنڈ ایکسٹو کون ہے.....“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ اس نے ٹرانسمیٹر پر ہونے

والی میری اور تمہاری باتیں سن لی تھیں.....“ عمران نے کہا۔

”تو کیا وہ میرے ساتھ کام کرے گا.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اس کے کئی فائدے ہیں.....“ عمران نے جواب دیا۔

”کون سے فائدے.....“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ایک تو وہ تمہارے ساتھ ہو گا تو تمہیں اس کی موجودگی میں

میری کمی محسوس نہیں ہوگی۔ چاند پریوں کا معاملہ چھوڑ کر وہ تمہیں

ہے اور اسرائیل کا ہی باشندہ ہے۔ وہ ہاتھ آ جائے تو تمہارے دماغ کی تمام گھٹیاں سلجھ جائیں گی“..... عمران نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے میں وہاں جا کر گارج کی شہ رگ تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ وہ ہاتھ آ گیا تو میں خود ہی اس سے سب کچھ اگوا لوں گا“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں کافی دیر تک اسی موضوع پر ڈسکس کرتے رہے۔ عمران نے اس بار واقعی جیسے بلیک زیرو کو حتمی طور پر اکیلے اسرائیل بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

کے لئے پہلے انہیں کئی سائنس دانوں سے مشاورت کرنی پڑے گی پھر وزیر اعظم اور پریذیڈنٹ سے اجازت بھی حاصل کرنی ہوگی اور اس فارمولے کے تحت مشین بنانے کے لئے انہیں میگا بجٹ کی بھی ضرورت پڑے گی اس لئے فوری طور پر اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ وہ اس فارمولے پر کام کرنا شروع کر دیں۔ اگر واقعی ڈاگ ایجنسی اسرائیلی ہی ہے تو پھر بھی جب تک تمام معاملات فائل نہیں ہو جاتے اس وقت تک بلیک ڈاگ فارمولے کی فائل اعلیٰ حکام کے حوالے نہیں کرے گا“..... عمران نے کہا۔

”اب بھی کوئی شک ہے کہ ڈاگ ایجنسی اسرائیل کی نہیں ہے“..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”شک تو شک ہی ہوتا ہے پیارے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ڈاگ ایجنسی کا تعلق کسی اور ملک سے ہو اور بلیک ڈاگ نے اپنی حفاظت کے لئے خفیہ طور پر اسرائیل میں سکونت اختیار کر رکھی ہو اور اس کا کوئی چھوٹا موٹا ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں بھی موجود ہو“۔

عمران نے کہا۔
 ”ہاں واقعی ایسا ہو سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے عمران کی بات کی تائید میں سر ہلا کر کہا۔

”تمہارا زیادہ فوکس گولڈن ایجنٹ گارج پر ہونا چاہئے۔ پاکیشیا میں اسی نے کارروائی کی تھی اور اس کے بارے میں میرے پاس جو معلومات موجود ہیں ان کے مطابق وہ اسرائیل سے ہی تعلق رکھتا

کرٹل شارم کا اپنی سروس کے تمام ممبران پر بے حد رعب تھا اور وہ سب ہر وقت اس سے خائف رہتے تھے اور اس سے جب بھی بات کرتے تھے تو ڈر کر اور سہم سہم کر بات کرتے تھے۔

کرٹل شارم اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی تو کرٹل شارم جو گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا جیسے یہ دیکھا چاہتا ہو کہ سیٹی کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ یہ ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز ہے تو اس نے فوراً میز کی دراز کی جانب ہاتھ بڑھایا اور دراز کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز ٹرانسمیٹر سے ہی نکل رہی تھی اور اس پر لگا ہوا ایک بلب بھی سپارک کر رہا تھا۔ کرٹل شارم نے ایک بٹن پریس کیا تو نہ صرف ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز ٹپکی بند ہو گئی بلکہ سپارک کرتا ہوا سرخ بلب بھی بجھ گیا اور اس کی جگہ ایک سبز بلب جل اٹھا۔

”نہیں۔ کرٹل شارم چیف آف جی پی ایون میئر۔ کون ہو تم اور تم میرے ٹرانسمیٹر پر کیسے کال کر رہے ہو اودو“..... اُن فون فریکوئنسی دیکھ کر کرٹل شارم نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں سکھ ریڈ لائن کا انچارج میجر فورس بول رہا ہوں جناب۔ ہمارے پاس وائٹ لائن سے دو افراد آئے ہیں جو شدید زخمی ہیں۔ ان کے پاس کوئی شناخت نامہ نہیں ہے اور ان کا کہنا

کرٹل شارم کا تعلق اسرائیل کی سپر سیکرٹ سروس جی پی ایون سے تھا۔ جی پی فائیو کے کرٹل ڈیوڈ کی طرح اس کی سروس بھی انتہائی با وسائل اور فعال تھی۔ کرٹل شارم اور اس کی سروس نے بھی اسرائیل کے مفادات کے لئے کافی کام کیا تھا جس کی وجہ سے اس کی سروس کو اعلیٰ حکام میں بے پناہ سراہا جاتا تھا اور اسے بھی کرٹل ڈیوڈ کی طرح بے پناہ مراعات حاصل تھیں۔

کرٹل شارم بے حد سخت گو، غصیلا اور نہایت چڑچڑا انسان تھا جو کسی سے سیدھے منہ بات کرنا جانتا ہی نہیں تھا۔ اس کی ناک پر ہر وقت غصہ دھرا رہتا تھا جس کی وجہ سے اس کے سامنے آ کر بات کرنے والا فوراً نروس ہو جاتا تھا اور جب کرٹل شارم کا غصہ بڑھتا تھا تو پھر اس کے سامنے آنے والے کا دل ہی دھڑکنا بھول جاتا تھا۔

ہے کہ وہ جی پی ایون سے متعلق ہیں۔ اوور..... دوسری طرف سے ایک موبائل آواز سنائی دی۔

”کون ہیں وہ دونوں اور اپنی شناخت بتائے بغیر وہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ان کا تعلق جی پی ایون سے ہے۔ اوور..... کرٹل شارم نے بری طرح سے غراتے ہوئے کہا۔

”ان کا کہنا ہے کہ ان کا وائٹ لائن کی دوسری طرف السلام گروپ سے سامنا ہو گیا تھا جن سے انہوں نے فائنٹ کی تھی جس کے نتیجے میں یہ دونوں شدید زخمی ہو گئے تھے اور یہ بہت مشکل سے ان سے جان بچا کر ریڈ لائن کی طرف آئے تھے۔ اوور..... میجر فورسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نام بتاؤ ان دونوں کے اور کیا کنڈیشن ہے ان کی۔ اوور..... کرٹل شارم نے اسی انداز میں کہا۔

”ان میں سے ایک کا نام کیران ہے اور دوسرے کا بروں۔ ہم نے آپ کا نام استعمال کرنے پر اور ریڈ کراس سفید جھنڈے ساتھ لانے کی وجہ سے انہیں وقتی اور فوری طبی امداد دے دی ہے۔ چار گھنٹوں تک ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس سے زیادہ کی میں کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا ہوں۔ اوور..... میجر فورسن نے کہا۔

”کیا وہ دونوں ہوش میں ہیں۔ اوور..... کرٹل شارم نے پوچھا۔

”بروں بے ہوش ہے جناب۔ البتہ کیران ہوش میں ہے۔ اوور..... میجر فورسن نے جواب دیا۔

”میری بات کراؤ اس سے۔ اوور..... کرٹل شارم نے کہا۔

”نیس سر۔ ہولڈ آن پلیز۔ اوور..... میجر فورسن نے کہا۔ ایک لمحے کے بعد دوسرے طرف سے ایک اور آواز سنائی دی۔

”میں کیران بول رہا ہوں چیف۔ اوور..... دوسری طرف سے ایک لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”کوڈ بتاؤ۔ اوور..... دوسری طرف سے کرٹل شارم نے غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

”جی پی ہنڈرڈ سکس تھری ٹائن۔ اوور..... آواز آئی۔

”اوکے۔ کیا کنڈیشن ہے تمہاری اور اس حالت میں تم یہاں کیوں آئے ہو۔ اوور..... کرٹل شارم نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”میری اور بروں کی حالت کافی خراب ہے چیف۔ میں آپ سے زیادہ بات نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ فوراً ہمیں یہاں سے لے جائیں۔ میرے پاس آپ کے لئے انتہائی اہم ترین اطلاع ہے۔ اوور..... کیران نے اہم ترین پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”کیسی اطلاع۔ اوور..... کرٹل شارم نے پوچھا۔

”السلام کا پتہ چل گیا ہے۔ اوور..... کیران نے کہا اور اس کی بات سن کر کرٹل شارم بری طرح سے چونک پڑا۔

”کیا کہا۔ السلام کا پتہ چل گیا ہے۔ کون ہے وہ۔ کہاں ہے وہ۔ اوور..... کرٹل شارم کی بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”یہ میں آپ ل کر بتاؤں گا چیف۔ بس میں آپ کو یہ بتانا

لئے فارن ایجنٹ کا کام کرتا تھا۔ کرنل سٹارم نے جی پی ایون سے چیدہ چیدہ ایجنٹوں کو فلسطین بھیج رکھا تھا جو وہاں خفیہ طور پر رہتے تھے اور فلسطینی جنگ آزادی کی تحریکوں کے بارے میں اسے آگاہ کرتے تھے اور پھر موقع ملنے پر وہ جنگ آزادی کے لیڈروں کو حمایت خاموشی سے ختم بھی کر دیتے تھے۔ کرنل سٹارم نے ان دنوں فارن ایجنٹوں کو فلسطینی جنگ آزادی کی سب سے بڑی تحریک اسلام کے پیچھے لگا رکھا تھا تاکہ وہ کسی طرح سے اس تحریک کے سربراہ کو تلاش کر سکیں جس کا اصل نام بھی اسلام ہی تھا۔

تحریک السلام دن بدن فلسطین میں ایک بڑی طاقت بن کر ابھر رہی تھی۔ اس کے سربراہ کے بارے میں جاننے کے لئے کئی اسرائیلی ایجنسیاں کام کر رہی تھیں لیکن ان میں سے کوئی بھی آج تک یہ نہیں جان سکا تھا کہ السلام کا سربراہ کون ہے اور وہ کہاں سے السلام نامی تحریک کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس کے علاوہ السلام نامی تحریک کا ایک گروپ ایسا بھی تھا جو دھڑلے کے ساتھ اسرائیل میں داخل ہو جاتا تھا اور اسرائیل میں اس قدر تیز اور خوفناک کارروائیاں کرتا تھا کہ اسرائیلی ایجنسیاں اس کے پیچھے بھاگتی ہی رہ جاتی تھیں اور وہ اپنے کام پورے کر کے وہاں سے نکل جاتا تھا۔ اسرائیلی ایجنسیوں کو آج تک اس بات کا بھی علم نہیں ہو سکا تھا کہ السلام کا گروپ کن راستوں سے اسرائیل میں داخل ہوتا ہے اور کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد کن ذرائع سے واپس چلا جاتا

چاہتا تھا کہ میرے پاس اسلام کے خلاف اہم اور محسوس ثبوت موجود ہیں جس سے اس کی شخصیت کا آسانی سے پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ اور..... کیران نے جواب دیا اس کے لہجے میں انتہائی نقاہت تھی جیسے وہ بے سوچے سمجھے بول رہا ہو۔

”اوہ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میری میجر فورسن سے بات کراؤ۔ جلدی۔ فوراً۔ اور..... کرنل سٹارم نے جیسے اس بار انتہائی جوش بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ میں میجر فورسن ہوں۔ اور..... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے میجر فورسن کی آواز سنائی دی۔

”ان دونوں کے پاس اہم اطلاع ہے میجر۔ تم ان دونوں کا خصوصی طور پر خیال رکھو اور میرے آنے تک انہیں ہر حال میں زندہ رکھو۔ میں اپنے سیشل ہیلی کاپٹر میں ایک گھنٹے تک تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔ میں وہاں آ کر خود انہیں لے جاؤں گا۔ اور..... کرنل سٹارم نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”لیس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں آپ کا انتظار کروں گا اور میں آپ کو بتا چکا ہوں میں نے انہیں فوری طبی امداد دے دی ہے۔ یہ دو سے چار گھنٹے سیف ہیں۔ اور..... میجر فورسن نے جواب دیا۔

”گڈ شو۔ گڈ شو۔ میں بس پہنچ رہا ہوں۔ اور اینڈ آل۔“ کرنل سٹارم نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

کیران وہ فارن ایجنٹ تھا جو فلسطین میں جی پی ایون کے

اس نے میز پر رکھا اور گہرے خیالوں میں کھو گیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

”لیس سر“..... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے اس کی پرسنل لیڈی سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”گریک سے کہو کہ وہ فوری طور پر ہیلی کاپٹر تیار کرے۔ مجھے اس کے ساتھ سرحدی پٹی کی طرف جانا ہے“..... کرنل شام نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ میں کہہ دیتی ہوں“..... لیڈی سیکرٹری نے سہمے ہوئے انداز میں کہا اور کرنل شام نے انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

”سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیمران اور بروس اس طرح اچانک فلسطین سے کیوں بھاگ آئے ہیں۔ ان کے پاس تحریک السلام کا ایسا کون سا ثبوت ہے جس کی وجہ سے السلام کے جلاذ ان کے پیچھے لگ رہے تھے۔ منجر فورسز کہہ رہا ہے کہ ان کے پاس کوئی سامان بھی نہیں ہے“..... کرنل شام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا پھر لیڈی سیکرٹری نے جب اسے اطلاع دی کہ ہیلی کاپٹر تیار ہے تو کرنل شام فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور وہ اپنے آفس سے نکلتا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ ایک تیز رفتار اور جدید ہیلی کاپٹر میں سرحدی پٹی کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ آدھے گھنٹے کے بعد اس کا ہیلی کاپٹر سرحدی پٹی سے ایک کلومیٹر پہلے ایک ٹیس کمپ میں ایک ہیلی

ہے۔ السلام تحریک کے شدت پسند گروپ نے زیادہ تر کرنل شام کی سروس جی پی ایون کو ہی نقصان پہنچایا تھا اور ان کے ہاتھوں کرنل شام کے کئی نامور ایجنٹ ہلاک ہو گئے تھے جس کی وجہ سے کرنل شام تحریک السلام اور اس کے سربراہ سے انتہائی نفرت کرتا تھا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ السلام تحریک کو اس کے سربراہ سمیت زندہ دفن کر دے۔

جی پی ایون کے چند ٹاپ ایجنٹوں نے السلام تحریک کے کئی نامور افراد کو ٹریس کر کے انہیں ان کے انجام تک بھی پہنچایا تھا لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود انہیں اس بات کا علم نہیں ہوا تھا کہ السلام اصل میں ہے کون۔ کرنل شام کو بتایا گیا تھا کہ السلام نائی شخص السلام تحریک کے ہر ایک شخص کے اندر چھپا ہوا ہے جسے تلاش کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ لیکن اس کے باوجود کرنل شام ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا وہ پوری شد و مد سے اس جستجو میں لگا رہتا تھا کہ ایک نہ ایک روز وہ ضرور السلام تک پہنچ جائے گا اور جس دن السلام اس کے ہاتھ لگ گیا اس روز اس کے ختم ہوتے ہی السلام تحریک کا بھی نام و نشان مٹ جائے گا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے کیمران اور اس جیسے کئی ٹاپ ایجنٹوں کو خفیہ طور پر فلسطین بھیج رکھا تھا جو مسلسل اور ہر وقت السلام کی تلاش میں لگے رہتے تھے اور اپنی کوششوں سے السلام تحریک کے دوسرے نمائندوں کو بھی نقصان پہنچاتے رہتے تھے۔ ٹرانسمیر آف کر کے

”مجھ ہو گی“..... میجر فورسن نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا ان میں سے کوئی مجھ سے بات نہیں کر سکے
..... کرنل شارم نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

”کیمران ہوش میں تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی ہوش میں ہو اور
پ کے سوالوں کے جواب دے دے“..... میجر فورسن نے کہا تو
کرنل شارم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میجر فورسن اسے لے کر ایک
گھر کی طرف آ گیا جس کے چاروں طرف مسلح افراد تعینات
تھے۔ بیرک کے دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ میجر فورسن جب کرنل
جیم کو لے کر بیرک کے پاس آیا تو ان تمام مسلح افراد کی ایڑیاں
چمک اٹھیں۔ میجر فورسن کے اشارے پر ایک رینجر آگے بڑھا اور اس
نے بیرک کے دروازے کا تالا کھول کر دروازہ اندر کی طرف دھکیلا
اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔

”آئیں سر“..... میجر فورسن نے کہا تو کرنل شارم نے اثبات
میں سر ہلایا اور وہ بیرک میں داخل ہو گئے۔ بیرک میں دو پلنگ
پڑے تھے جن پر دو افراد سفید بیٹوں میں لیپے پڑے تھے۔ ان کی
چٹائی جگہ جگہ سے سرخ ہو رہی تھیں اور وہ دونوں ہی بے سدھ
پڑے تھے۔ بیرک کے اندر بھی ان دونوں کے سروں پر دو مسلح افراد
بٹے ہوئے تھے۔ انہیں اندر آتے دیکھ کر ان کی
بھی ایڑیاں بج اٹھیں۔

پیڈ پر اترا تو ایک ادھیڑ عمر میجر نے اس کا پر تپاک انداز میں
استقبال کیا جو میں کیپ اور سرحدی پٹی پر تعینات رینجرز کا انچارج
فورسن تھا۔

میجر فورسن، کرنل شارم کے سامنے بچھا جا رہا تھا وہ انتہائی
خوشامد پسند تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کرنل شارم کے
راستے پر قاتلین بن کر بچھ جائے اور کرنل شارم اس پر قدم رکھتا ہوا
بڑھتا جائے۔

”کہاں ہیں وہ دونوں“..... کرنل شارم نے اس سے مخاطب ہو
کر پوچھا اس کے لیے میں وہی غرابٹ اور کڑھکی تھی جو اس کے
بولنے کا مخصوص انداز تھا۔

”میں نے ان دونوں کو ایک خصوصی بیرک میں رکھا ہوا ہے سر۔
دونوں نیچے اور زخمی ہیں لیکن اس کے باوجود میں ان کی سخت نگرانی
کرا رہا ہوں“۔ میجر فورسن نے اسی طرح خوشامدانہ انداز میں کہا۔
”ان کی حالت زیادہ خراب تو نہیں ہے“..... کرنل شارم نے
اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

”حالت تو ان کی کافی خراب ہے سر۔ ان میں سے ایک بے
ہوش ہو چکا ہے۔ دوسرا قدرے ہوش میں ہے۔ طاقت کے انجکشن
لگانے اور مرہم پٹیاں کرنے کے باوجود ان کی حالت تشویشناک
ہوتی جا رہی ہے۔ انہیں جلد سے جلد کسی ہسپتال میں لے جانا ہو گا
اور جب تک انہیں خون کی بوتلیں نہیں لگیں گی ان کی حالت ٹھیک

اور ان کا سامان کاٹھ کباز کی طرح پھینک دیا جاتا تھا اور اس طرح ان میں سے بہت سی اشیاء ضائع ہو جاتی تھیں لیکن بھلا اس سے اسرائیلیوں کی صحت پر کیا اثر پڑتا تھا۔ وہ سامان ساحل پر پھینکتے اور پھر وہ ایک مخصوص حد تک پیچھے ہٹ جاتے تاکہ فلسطینی وہاں آ کر سامان اٹھا کر لے جاسکیں۔

بلیک زیرو یا لٹو جزیرے پر ایک اسمگلر کے ذریعے پہنچا تھا اور پھر وہ اپنی کوششوں سے ان لائچوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا جن میں فلسطینیوں کے لئے سامان لے جایا جاتا تھا۔ وہاں ایک لائچ سے سامان اُن لوڈ کیا جا رہا تھا تو بلیک زیرو اس لائچ میں آ گیا اور پھر وہ سامان اٹھانے والے مزدوروں میں شامل ہو گیا اور لائچ سے سامان نکال نکال کر ساحل کے کنارے تک پہنچانا شروع ہو گیا۔ وہاں چونکہ ایک ساتھ کئی لائچیں اور موٹر بوٹس آتی تھیں اس لئے وہاں مزدوروں کی کثیر تعداد ہوتی تھی۔ بلیک زیرو سامان ڈھوتے ڈھوتے ایک جگہ بوریوں کے ڈھیر میں چھپ گیا اور جب اسرائیلی ساحلی کنٹرول سے دور ہٹ گئے اور فلسطینیوں کو اپنا سامان اٹھانے کا موقع ملا تو وہ اپنے کمینز اور دوسری لوڈر گاڑیاں لے کر اس طرف آ گئے۔ سامان کے پاس فلسطینیوں کا مجمع سا لگ گیا تھا۔ بلیک زیرو کے لئے اس مجمعے میں شامل ہونا آسان تھا۔ وہ بوریوں کے پیچھے سے نکلا اور اس مجمعے میں شامل ہو گیا اور پھر وہ ایک لوڈر میں سوار ہو گیا جو فلسطین کی طرف واپس جا رہا تھا۔

بلیک زیرو نے عمران کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے فلسطینا جانے کی تیاری کرنی شروع کر دی۔ اپنے تمام سفری کاغذات بننا کر وہ فلسطین جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ عمران نے اسے دانش منزل سے ہی الوداع کیا اور بلیک زیرو مخصوص میک اپ کر کے دانش منزل سے نکل کر ایئر پورٹ کی جانب روانہ ہو گیا۔

ایئر پورٹ سے وہ ایک خصوصی پرواز کے ذریعے کموڈیا۔ کمونڈی سے کرونا اور پھر وہاں سے ہوتا ہوا وہ بحر الکامل کے شمالی کنارے موجود ایک یالٹو نامی جزیرے میں پہنچ گیا۔ یالٹو جزیرے پر دنیا بھر سے فلسطین کے لئے سامان پہنچایا جاتا تھا جہاں اسرائیلی اس ساء کی باقاعدہ چیکنگ کرتے تھے اور پھر وہ مخصوص سامان اپنی نگرانی میں فلسطین کے ساحل تک پہنچاتے تھے۔ فلسطینی ساحل پر بھی زیرو تر اسرائیل کا ہی ہولڈ تھا۔ فلسطینیوں کو ساحل سے دور رکھا جاتا

بلیک زیرو کے لئے یہ سفر کٹھن اور صبر آزما ضرور تھا لیکن وہ ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھا۔ لوڈر جب شہر میں داخل ہوا تو بلیک زیرو ایک چوراہے پر لوڈر سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس کا لباس ایسا تھا کہ اسے کوئی بھی نہیں پہچان سکتا تھا کہ وہ باہر کی کس دنیا سے آیا ہے۔ وہاں مزدور پیشہ افراد تقریباً ایسے ہی لباس پہنتے تھے جیسا بلیک زیرو نے پہن رکھا تھا۔

بلیک زیرو نے سڑک پر دوڑتی ہوئی ایک ٹیکسی رکوائی۔ ڈرائیور نے ٹیکسی روک کر اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔

”کہاں جانا ہے“..... ڈرائیور نے پوچھا۔

”ناٹر کلب“..... بلیک زیرو نے کہا۔ اسے عمران نے بتایا تھا کہ پرنس چلی سے ملاقات کے لئے اسے ناٹر کلب میں جانا ہو گا۔ پرنس چلی اسے وہیں ملے گا۔

”ناٹر کلب۔ وہ جو ابو جعفر روڈ پر ہے“..... ٹیکسی ڈرائیور نے چونک کر کہا۔

”ہاں“..... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”تین سو درہم دے سکتے ہو“..... ٹیکسی ڈرائیور نے اس کی

طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں دے دوں گا۔ تم چلو“..... بلیک زیرو نے کہا اور ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ بلیک زیرو کو تین سو درہم پر مانتے دیکھ کر ٹیکسی ڈرائیور کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ وہ اسے ایک

عام سا مزدور سمجھ رہا تھا اس لئے اس نے اس کا حلیہ دیکھ کر یہ سمجھا تھا کہ وہ اسے تین سو درہم ادا نہیں کر سکے گا۔ بلیک زیرو کے بیٹھتے ہی اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی تھی۔ وہ بیک ویو مرر سے مسلسل اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

”مشکل صورت اور لباس سے تو کوئی مزدور دکھائی دیتے ہو“..... ٹیکسی ڈرائیور نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاں میں مزدور ہی ہوں۔ کیوں کوئی اعتراض ہے تمہیں“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن تم مزدور ہو اور ناٹر جیسے مہنگے ترین کلب جا رہے ہو اس پر مجھے حیرانی ضرور ہے۔ کیا وہاں گیم کھیلنے جا رہے ہو“..... ڈرائیور نے پوچھا۔

”ضروری تو نہیں ہے کہ ہر کوئی وہاں گیم ہی کھیلنے جائے۔ کوئی اور بھی تو کام ہو سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔

”کون سا کام۔ وہاں تو شراب نوشی، جوا اور منشیات کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں ہے۔ وہاں ناٹر نامی یہودی کی اجارہ داری ہے جو انتہائی بے رحم، سفاک اور شیطان صفت انسان ہے۔ جس سے ہم جیسے لوگ تو دور ہی رہتے ہیں“..... ٹیکسی ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں وہاں ایسا کوئی کام نہیں کرنے جا رہا سمجھے تم۔ وہاں میرا ایک بھائی ویٹر ہے۔ مجھے اس سے کام ہے“..... بلیک زیرو نے

اس سے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

”اودہ اچھا۔ میں کچھ اور سمجھا تھا۔ پھر بھی تمہارے بھائی کو اس جیسے گھٹیا اور برے آدمی کے پاس کام نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے اچھا ہے کہ وہ تمہاری طرح کہیں محنت مزدوری کر لے یا میری طرح ٹیکسی چلا کر گزارا کر لے۔ اس بد معاش کے پاس نوکری کرنا بھی میرے نزدیک سب سے بڑی برائی ہے“..... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔ وہ شاید ناثر نامی شخص سے ضرورت سے زیادہ ناراض تھا شاید وہ یہودی تھا اس لئے۔ فلسطین میں یہودیوں کی بھی کوئی کمی نہیں تھی جن کے بڑے بڑے کاروبار تھے۔ فلسطین میں چونکہ کام کی کمی تھی اس لئے اپنا اور اپنے خاندان کا پیٹ پالنے کے لئے مجبوراً فلسطینیوں کو ان کے پاس بھی کام کرنا پڑتا تھا۔

”مجھے تم پر اس لئے شک ہوا تھا کہ یہاں سے ناٹر کلب کا فاصلہ تین کلومیٹر ہے جہاں تک کارایہ صرف بیس درہم ہوتا ہے اور تم تین سو درہم پر مان گئے“..... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

”مجھے اپنے بھائی سے فوراً ملنا تھا۔ سڑک پر کوئی اور ٹیکسی نہیں تھی تمہاری بات نہ مانتا تو کیا کرتا“..... بلیک زیرو نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے ٹیکسی ایک کمرشل پلازہ کے سامنے روک دی۔ یہ عمارت کافی بلند و بالا تھی۔ سامنے گراؤنڈ فلور پر ایک بڑا انیون سائن لگا ہوا تھا جس پر جلی حروف میں ناٹر کلب لکھا ہوا تھا۔

بلیک زیرو نے سائن بورڈ دیکھ کر جیب سے تین سو درہم نکال کر اس کی طرف بڑھا دیئے۔ وہ اپنے ساتھ یہاں کی کرنسی لانا نہیں بھولتا تھا۔

”ارے ارے۔ تم تو جج جج مجھے تین سو درہم دے رہے ہو۔ میں نے تو مذاق کیا تھا۔ یہ لو۔ میں حرام کھانے کا عادی نہیں ہوں۔ یہاں تک کے میں جائز میں درہم ہی لوں گا۔ نہ اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم“..... ڈرائیور نے کہا اور اس نے دو سو درہم بلیک زیرو کو واپس لوٹا دیئے اور ساتھ ہی جیب سے اسی درہم نکال کر اور اسے دے دیئے۔ بلیک زیرو جانتا تھا کہ فلسطینی اپنی خود اعتمادی اور خود انحصاری پر یقین رکھتے ہیں اور وہ جائز منافع کمانے کے سوا ایک پیسہ بھی نہیں لیتے اس لئے اس نے خاموشی سے اس سے باقی رقم لی اور اپنی جیب میں ڈال کر اس کا شکریہ ادا کرتا ہوا ٹیکسی سے اتر گیا۔

ٹیکسی سے اتر کر وہ سامنے موجود کلب کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ کلب کے مین دروازے سے داخل ہو کر وہ جب ہال میں داخل ہوا تو ہال میں شراب اور نشیات کی بو سے اس کا دماغ گھوم گیا۔ وہاں تقریباً ہر طبقے کے افراد موجود تھے۔ اس کلب میں فلسطینیوں کی تعداد کم اور فلسطین میں رہنے والے یہودیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اس کلب میں کام کرنے والے افراد بھی زیادہ تر یہودی ہی تھے۔ عمران نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ پرنس چلی نے جان بوجھ کر

فلسطین میں موجود یہودیوں پر اپنا رعب جمانے کے لئے یہ کلب کھول رکھا ہے اور وہ چونکہ ان یہودیوں سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ کام اس کلب میں آسانی سے ہو جاتا تھا۔ یہودی شراب، منشیات اور لڑکیوں کے نشے میں بہت کچھ بک جاتے تھے۔ اس کام کے لئے پرنس جلی نے کلب میں زیادہ اضافہ خوبصورت لڑکیوں کا ہی رکھا ہوا تھا جو کلب میں آنے والے ہر شخص کے رُک رکنیں تیلیوں کی طرح منڈلاتی رہتی تھیں۔

سامنے ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جہاں تین خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں اور لیڈی دیٹرز کو کلب میں آنے والوں کو شراب اور دوسرے لوازمات سرو کر رہی تھیں۔ ان میں ایک بھی مرد نہیں تھا۔ بلیک زیو کاؤنٹر کے اس کونے کی طرف بڑھا جہاں ایک نوجوان بیٹھا ہو تھا۔

”فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“..... نوجوان نے بلیک زیو کو نیکی ڈرائیور کی طرح سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے ناثر سے ملنا ہے“..... بلیک زیو نے قدرے آہستہ آواز میں کہا۔

”ناثر سے۔ کیوں۔ کیا کام ہے اس سے“..... نوجوان نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اس سے کہو کہ پرنس آف ڈھمپ کا مہمان آیا ہے۔“ بلیک

زیو نے کہا تو پرنس آف ڈھمپ کا سن کر نوجوان بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے ایک بار پھر غور سے بلیک زیو کی طرف دیکھا پھر جیسے اس نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”آپ کلب سے باہر جا کر دائیں طرف سے ہوتے ہوئے میزھیوں کے پاس چلے جائیں۔ میں وہاں ملتا ہوں آپ سے۔“ نوجوان نے آہستگی سے کہا تو بلیک زیو نے اثبات میں سر ہلایا اور دھڑ دھڑ دیکھے بغیر تیز تیز چلتا ہوا ہال سے باہر نکل گیا۔ باہر جا کر وہ دائیں طرف مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف موجود میزھیوں کے پاس آ گیا۔ یہ میزھیاں اوپر کی بلڈنگ کی طرف جا رہی تھیں۔ بلیک زیو میزھیوں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد کاؤنٹر من وہاں آ گیا۔

”کیا آپ پاکیشیا سے آئے ہیں“..... کاؤنٹر من نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں“..... بلیک زیو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اوکے۔ آئیں میرے ساتھ“..... نوجوان نے کہا اور وہ میزھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیو بھی اس کے ساتھ ہولیا۔ وہ دونوں میزھیاں چڑھتے ہوئے فرسٹ فلور پر آ گئے۔ یہ عمارت کا ایک الگ حصہ تھا۔ اوپر ایک راہداری تھی جس کے آخر میں ایک کمرہ تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ وہ دونوں دروازے کے پاس آ کر رک گئے۔

”دروازہ کھول کر اندر چلے جاؤ“..... کاؤنٹر مین نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے ہینڈل پکڑ کر گھمایا اور دروازہ اندر کی طرف دھکیلا تو دروازہ کھل گیا اور بلیک زیرو اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جو خالی تھا۔ کمرے میں کوئی سامان موجود نہیں تھا۔ بلیک زیرو کمرے میں داخل ہو کر حیرت سے ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی وہ تیزی سے مڑا لیکن اس وقت تک دروازہ بند ہو چکا تھا۔

کمرے کا فرش پختہ تھا اور کمرے کی دیواروں پر ریڈ کی موٹی چادریں چڑھی ہوئی تھیں۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے۔ کمرے میں اس دروازے کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا جس سے بلیک زیرو اندر آیا تھا۔ اس کمرے میں کوئی کھڑکی بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

”یہ مجھے کہاں لایا گیا ہے؟“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اچانک سامنے دیوار میں سر کی آواز کے ساتھ دروازے نما ایک خلاء سا بنا اور وہاں سے ایک لمبا ٹونگا اور دیو قامت سیاہ فام اچھل کر باہر آ گیا۔ اس سیاہ فام کا ڈیل ڈول اور اس کا مضبوط جسم اس بات کا غماز تھا کہ وہ انتہائی طاقتور اور لڑاکا قسم کا انسان ہے۔ اسے دیکھ کر بلیک زیرو کو ایسا لگا جیسے اس

کے سامنے اچانک جوتا آ گیا ہو۔ سیاہ فام کا چہرہ البتہ جوتا سے مختلف تھا ورنہ ڈیل ڈول اور طاقت میں وہ جوزف اور جوتا جیسا ہی لگ رہا تھا۔ سیاہ فام دروازے سے نکل اس سے کچھ فاصلے پر ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہو گیا اور سرخ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

”کون ہو تم؟“..... بلیک زیرو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ میرا غلام ہے۔ کروٹو“..... اچانک اسی خلاء سے ایک نوجوان نے باہر آتے ہوئے کہا۔ نوجوان بے حد پرکشش شخصیت کا مالک تھا۔ اس نے ہلکے گرے کالر کا سوٹ پہن رکھا تھا جس میں وہ بے حد جاذب نظر دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ بے پناہ شوخی دکھائی دے رہی تھی۔ پہلی نظر میں نوجوان بلیک زیرو کو بالکل عمران جیسا ہی دکھائی دیا تھا۔ اس کا قد کاٹھ اس کا شوخ چہرہ اور اس کے بولنے کا انداز بالکل عمران جیسا تھا۔ لیکن اس کی شکل اور اس کی آنکھوں میں بے حد فرق تھا۔ اس نوجوان کی آنکھیں نیلی اور ایکریمن نژاد افراد جیسی تھیں۔

”اور تم؟“..... بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرے سیکرٹوں نام ہیں۔ کون سا بتاؤں؟“..... نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے بڑے شوخ انداز میں کہا۔

زیرو نے کہا۔

”پھر تو تم میرا اصلی نام بھی جانتے ہو گے“..... نوجوان نے کہا۔

”کون سا نام السلام یا پرنس چلی“..... بلیک زیرو نے کہا وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ پرنس چلی ہی ہے وہ اس سے مطمئن ہونے کے لئے یہ سب پوچھ رہا تھا تاکہ وہ یہ جان سکے کہ اس کے پاس جو آیا ہے وہ اصلی ہی ہے یا کوئی اور۔

بس بس۔ کافی ہے“..... پرنس چلی نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بلیک زیرو کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

”میرا خیال ہے کہ باتیں بعد میں ہوں گی پہلے ہاتھ ملا لیتے ہیں اور بغلیں ہو جاتے ہیں تاکہ میل ملاپ والی رسمیں پوری ہو جائیں“..... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا اور اس نے نہ صرف پرنس چلی سے ہاتھ ملایا بلکہ پرنس چلی اس سے زبردستی بغلیں ہو گیا۔

”بڑی سخت جان بنا رکھی ہے تم نے“..... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم بھی کم نہیں ہو۔ تمہارا بھی اچھا اور مضبوط جسم ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے تمہاری ساری زندگی اسی طرح سے لڑائی بھڑائی میں ہی گزری ہو“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ تو ہے“..... پرنس چلی نے کہا پھر اچانک وہ ہو گیا جس کی

”جو تمہارا اصل نام ہے وہ بتا دو“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہاں مجھے لوگ نائڈری گریٹ کے نام سے جانتے ہیں۔ کچھ لوگ مجھے بلیک کوبرا کہتے ہیں جو انڈر ورلڈ کا ایک بہت بڑا عنقریب ہے۔ اسرائیل میں مجھے ڈبئنگنگ بھی کہا جاتا ہے اور راسکل کنگ بھی“..... نوجوان نے اسی انداز میں کہا۔

”مجھے پی او ڈی نے بھیجا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔
”میں کیسے مان لوں کہ تمہیں پی او ڈی نے بھیجا ہے۔ پی او ڈی کس کا مخفف ہے۔ جانتے ہو“..... نوجوان نے پوچھا۔
”پرنس آف ڈھمپ“..... بلیک زیرو نے کہا تو نوجوان کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔

”پرنس نے ایک کوڑ کا بھی بتایا تھا“..... اس نے کہا۔
”ایکسو“..... بلیک زیرو نے جواب دیا اور نوجوان بے اختیار اچھل پڑا۔

”ارے باپ رے۔ اتنا بڑا نام نے کر کیوں میرا خون خشک کر رہے ہو“..... نوجوان نے اس طرح سے اچھل کر کہا جیسے بلیک زیرو نے اس کے سر پر تھوڑا مار دیا ہو۔

”یہ نام نہیں کوڑ ہے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کوڑ بھی بڑا ڈراؤنا ہے۔ بہر حال یہاں تک پہنچنے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا“..... نوجوان نے کہا۔

”نہیں۔ وقت ضرور لگا ہے مگر تم تک پہنچ ہی گیا ہوں“۔ بلیک

بلیک زیرو کو توقع بھی نہیں تھی۔ پرنس چلی نے اچانک بلیک زیرو کا ہاتھ پوری قوت سے اپنی طرف کھینچا اور ساتھ ہی ایزویوں کے بل کھوم گیا۔ بلیک زیرو جھٹکا کھا کر اس کی طرف بڑھا تو پرنس چلی نے اچانک اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ چونکہ ایزویوں کے بل کھوم گیا تھا اس لئے بلیک زیرو جھٹکا کھا کر تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف سیاہ فام کروٹو کھڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو سنبھلتا وہ جیسے ہی کروٹو کے پاس پہنچا اسی لمحے کروٹو بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے اچھلتے ہی کسی لٹو کی طرح گھومتے ہوئے اپنی ایک ٹانگ اٹھا کر بلیک زیرو کے سینے پر مار دی۔ بلیک زیرو اس کے لئے تیار نہیں تھا لیکن جیسے ہی کروٹو نے اچھل کر اس کے سینے پر ٹانگ مارنی چاہی بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے پلٹا کھا گیا اور وہ کروٹو کے دائیں طرف سے ٹکٹا چلا گیا۔ کروٹو سیدھا ہوا اور اس نے اچھل کر دونوں ہاتھوں سے بلیک زیرو کو جھپٹ کر پکڑنا چاہا لیکن بلیک زیرو فوراً مارشل آرٹ کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے نچہ دے کر اس کے پہلو کے پاس سے گزر گیا۔

”گڈ شو۔ ریٹلی گڈ شو۔ یہ ہوئی نا بات“..... بلیک زیرو کو اس طرح کروٹو سے بچتے دیکھ کر سائیڈ میں کھڑے پرنس چلی نے تابی بجاتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ اس کی نظریں سیاہ فام کروٹو کی جانب جمی ہوئی تھیں جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں قدرے

حیرت کا بھی عنصر دکھائی دے رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس کے اچانک حملے سے کوئی اس طرح بھی خود کو بچا سکتا ہے۔ اسی لمحے کروٹو نے ایک زور دار پیچ ماری اور وہ اچانک اچھل کر بلیک زیرو کی طرف آیا۔ اس نے پوری قوت سے بلیک زیرو پر مارشل آرٹ کے انداز میں حملہ کرنے کے لئے ہوا میں گھوم کر ٹانگیں مارنے کی کوشش کی لیکن بلیک زیرو چند قدم پیچھے ہٹا اور اس نے دونوں ہاتھ کروٹو کی جڑی ہوئی ٹانگوں پر مار دیئے۔ کروٹو کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ الٹی قلابازی کھانے والے انداز میں گھوم گیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو کی ٹانگ چلی اور کروٹو چپٹا ہوا چکنے فرش پر گرا اور فرش پر گھسٹتا ہوا پیچھے دیوار سے ٹکرایا۔

”یہ سب کیا ہے“..... بلیک زیرو نے پرنس چلی کی جانب دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”تمہارا امتحان“..... پرنس چلی نے بغیر کسی تردد کے کہا۔

”میرا امتحان۔ کیا مطلب۔ کیسا امتحان“..... بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ پرنس آف ڈھمپ نے میرے پاس جس آدمی کو بھیجا ہے اس میں کتنا دم غم ہے اور کیا وہ واقعی اس قابل ہے کہ میں اس کے ساتھ کام کر سکوں“..... پرنس چلی نے کہا تو بلیک زیرو غرا کر رہ گیا۔ اسی لمحے کروٹو اٹھا اور وہ بری طرح سے دھاڑتا ہوا ایک بار پھر بلیک زیرو پر جھپٹا۔ اس بار اس نے بھاگ

بیچے دیوار سے لکرایا اور ایک بار پھر دھب سے نیچے گر گیا۔
 ”ویل ڈن۔ ویل ڈن۔ تم واقعی زبردست فائزر ہو۔ تم نے
 کروٹو جیسے ہارڈ فائزر کو اب تک اپنے جسم کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیا
 ہے اور اسے تم تین بار نیچے گرا چکے ہو۔ ویری ویل ڈن۔ اب مجھے
 یقین ہو گیا ہے کہ واقعی پرنس آف ڈھپ نے میرے پاس کسی
 عام آدمی کو نہیں بھیجا ہے“..... پرنس چلی نے انتہائی مسرت بھرے
 لہجے میں کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر غرا کر رہ گیا۔

کروٹو تیزی سے اٹھا اور اس نے اچانک بلیک زیرو کی جانب
 چھلانگ لگا دی۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر بلیک زیرو فوراً پلٹا اور
 اس کا جسم کسی کمان کی طرح مڑتا چلا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ جیسے
 ہی زمین سے لگے اسی لمحے کروٹو اڑتا ہوا اس کے اوپر آ گیا۔ اس
 سے پہلے کہ کروٹو اس سے ٹکراتا بلیک زیرو کی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی
 میں حرکت میں آئیں اور اس کی ٹانگیں کسی آکٹوپس کی طرح
 کروٹو کے جسم سے پٹ گئیں۔ کروٹو تڑپا اس نے جھکا دے کر
 بلیک زیرو کی ٹانگوں سے خود کو آزاد کرنا چاہا لیکن اسی لمحے بلیک
 زیرو کا جسم تیزی سے گھوما اور کروٹو اس کی ٹانگوں سے نکل کر اڑتا
 ہوا پیچھے کھڑے پرنس چلی سے لکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے دور جا
 گرے۔ پرنس چلی کے شاید گمان میں بھی نہیں تھا کہ نوجوان کروٹو
 کو اس طرح اپنی ٹانگوں میں لپیٹ کر اس کی طرف پھینک سکتا
 ہے۔ اس سے پہلے کہ پرنس چلی اٹھتا بلیک زیرو الٹی قلابازیاں کھاتا

کر بلیک زیرو کی طرف آتے ہوئے اس کے سینے پر زور دار نکر
 مارنے کی کوشش کی تھی لیکن بلیک زیرو فوراً ایڈیوں کے بل گھوم کر
 ایک طرف ہو گیا اور کروٹو اس کے نزدیک سے گزرتا ہوا جیسے ہی
 کچھ آگے گیا اسی لمحے بلیک زیرو نے ایک بار پھر اس کی پشت پر
 زور دار ٹانگ مار دی۔ انتہائی جسیم اور طاقتور کروٹو اچھلا اور پھر
 قلابازی کھانے والے انداز میں فرش پر گرا اور فرش پر پھسلتا چلا گیا
 لیکن اس بار وہ دیوار سے نہیں لکرایا تھا۔ اس نے گھسٹتے گھسٹتے خود کو
 سنبھالا اور پھر اٹھتے ہی وہ اچانک ہاتھوں اور پیروں کے بل الٹی
 قلابازیاں کھاتا ہوا بلیک زیرو کی جانب آیا۔ بلیک زیرو نے اسے
 قلابازیاں کھا کر اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بھی اچھلا اور پھر وہ بھی
 قلابازی کھاتا ہوا کروٹو کے عین اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ کروٹو کے
 اوپر سے گزرتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھ کھول کر تالی بجانے
 والے انداز میں کروٹو کے سر پر جو حسن کے انداز میں مارے۔ کروٹو
 کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ دھب سے وہیں گر گیا۔
 بلیک زیرو گھومتا ہوا اس سے کچھ فاصلے پر پیروں کے بل آ کھڑا
 ہوا۔

جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما
 اور اس کی گھومتی ہوئی ٹانگ پوری قوت سے کروٹو کے عین سینے پر
 پڑی جو تیزی سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بلیک زیرو کی ٹانگ کھا
 کر کروٹو کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ ہوا میں اڑ کر

چلتا۔ اس جیسے میں نے کئی پال رکھے ہیں لیکن تم نے اس کے ساتھ میرا بھی بھروسہ نکال دیا ہے۔ تو بہ تو بہ تم میں تو بہت جان ہے۔ تمہارے ہاتھ پاؤں جیسے فولاد کے بنے ہوئے ہیں اگر میں تمہیں نہ روکتا تو تمہارے ہاتھوں میری ہڈی پلکی ایک ہو جاتی۔ حال آؤ۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ پرنس آف ڈھمپ نے مجھے جس کے ساتھ کام کرنے کے لئے بھیجا ہے وہ واقعی اپنی مثال آپ ہے۔ مجھے تم سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے“..... پرنس چلی نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ ہنچنے لگے۔

پرنس چلی مڑا اور دائیں دیوار کی طرف بڑھ گیا اس نے دیوار کے پاس جا کر دیوار کی جڑ میں زور سے ٹھوکر ماری تو اچانک دیوار کے درمیانی حصے میں ایک دروازہ سا بن گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔

”آؤ۔ نیچے چل کر اطمینان سے باتیں کرتے ہیں“..... پرنس چلی نے کہا تو بلیک زیرو اس کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے گئے تو دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ پرنس چلی نیچے موجود ایک نہایت آرام دہ اور پرسکون کمرے میں اسے لے آیا۔

”ہینٹو“..... پرنس چلی نے کہا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور بلیک زیرو بھی اس کے سامنے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

”کیا یہ تمہارا اصلی روپ ہے“..... بلیک زیرو نے اس کی

ہوا ان کے نزدیک آگیا اور وہ جیسے ہی اپنی پیروں پر آیا اس کی دونوں ٹانگیں ایک ساتھ چلیں اور کروٹو اور پرنس چلی بری طرح سے چیختے ہوئے چکنے فرش پر گھسٹتے ہوئے پیچھے دیوار سے جا ٹکرائے۔ بلیک زیرو اچھل کر ایک بار پھر ان کی طرف بڑھا۔

”ارے ارے۔ بس کرو۔ رک جاؤ۔ تم نے تو کروٹو کے ساتھ ساتھ مجھے بھی دھوٹا شروع کر دیا ہے۔ رک جاؤ پلیز“..... بلیک زیرو کو جارحانہ انداز میں اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر پرنس چلی نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا تو بلیک زیرو وہیں رک گیا۔

کروٹو نے اٹھ کر ایک بار پھر بلیک زیرو کی جانب بڑھنا چاہا لیکن پرنس چلی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

”بس۔ کافی ہے۔ تم جاؤ“..... پرنس چلی نے کہا اور کروٹو کے اٹھتے ہوئے قدم وہیں رک گئے۔ اس نے تیز نظروں سے بلیک زیرو کی جانب دیکھا اور پھر وہ مڑا اور بری طرح سے سر جھٹکتا ہوا واپس اسی غطاء میں چلا گیا جہاں سے وہ نکل کر باہر آیا تھا۔ پرنس چلی بھی کمر پر ہاتھ رکھ کر اڑتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اچھا کیا ہے جو تم نے اسے واپس بھیج دیا ہے ورنہ میرے ہاتھوں خواہ مخواہ تمہارا یہ باڈی گارڈ ضائع ہو جاتا“..... بلیک زیرو نے اس کی جانب خشکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایک آدھ ضائع ہو جاتا تو اس سے میری صحت پر کوئی اثر نہ

طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ بلیک زیرو کو یقین تھا کہ اس نے میب اپ کر رکھا ہے لیکن پرنس چلی کا میک ایسا تھا جسے دیکھ کر بلیک زیرو کو یقین ہو گیا تھا کہ واقعی پرنس چلی اپنے فن میں طاق تھا۔ اس کے میک میں ہونے کا پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔

”اگر تم یہاں اپنے اصلی روپ میں ہو تو میں بھی اصلی روپ میں ہی ہوں“..... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔

”بہر حال تم نے اچھا میک اپ کر رکھا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تم نے بھی باکمال روپ دھار رکھا ہے۔ پتہ ہی نہیں چلتا کہ تم ایکسو کے نمائندہ خاص ہو۔ بالکل ایک مزدور معلوم ہو رہے ہو“..... پرنس چلی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہیں کس نے کہا کہ میں ایکسو کا نمائندہ ہوں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”پرنس آف ڈھمپ نے ہی کہا تھا کہ ایکسو کا ایک خصوصی نمائندہ آ رہا ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”اگر میں کہوں کہ میں ہی ایکسو ہوں تو“..... بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے عمران نے اجازت دے دی تھی کہ وہ خود کو ایکسو کی حیثیت سے متعارف کرا سکے۔ یہ مشن چونکہ ایکسو کا مشن تھا اس لئے اس مشن میں اسے خود:

ایکسو کی حیثیت سے ہی اپنی طاقت دکھانی تھی تاکہ اسرائیل اور ایجنسی کو پتہ چل سکے کہ اس بار اس کے مقابلے پر کوئی اور نہیں پائیدار ہو سکتا ہے۔ ایکسو کی ٹیم اسرائیل میں آ کر جب اسرائیل پر حملہ کر سکتی ہے تو جب ایکسو خود وہاں پہنچ جائے تو اسرائیل کیا حشر ہوگا اس لئے بلیک زیرو کو وہاں پاور آف ایکسو شو کرنی تھی اور چونکہ پرنس چلی نے بھی اس کے ساتھ کام کرنا تھا اس لئے زیرو نے اسے اپنے بارے میں بتانے میں کوئی عار نہیں سمجھا۔

”تو میں یہ سمجھوں گا کہ تم مذاق کر رہے ہو“..... پرنس چلی نے کہا۔

”کیوں۔ مذاق کیوں“..... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

”جس ایکسو کو پاکیشا کے ممبران اور پاکیشا کا صدر تک نہیں پانتا وہ بھلا کسی مشن پر آ کر اس طرح اپنا تعارف کیسے کرا سکتا ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”جس طرح پرنس چلی کے سینکڑوں روپ ہیں اسی طرح ایکسو کے بھی ہزاروں روپ ہیں اور یہ بھی ایکسو کا ہی ایک روپ ہے تو تمہارے سامنے موجود ہے“..... بلیک زیرو نے ایکسو کے مخصوص نماز میں کہا اور پرنس چلی بے اختیار اچھل پڑا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”کک۔ کک۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو“..... پرنس چلی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ایکسٹو کو جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے“..... بلیک زیرو نے کہا اور پرنس چلی بوکھلا کر صوفے سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر حقیقتاً سنسنی سی پھیل گئی تھی۔ وہ مسلسل آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بلیک زیرو کی جانب دیکھ رہا تھا۔

”مم۔ مم۔ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ ایکسٹو میرے سامنے موجود ہے۔ تم۔ تم۔“..... پرنس چلی نے اسی طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ یہ واقعی اس کے لئے بھی انہونی سی بات تھی کہ جس ایکسٹو کو دیکھنے کے لئے ساری دنیا ترس رہی تھی وہ اس طرح اس کے سامنے ہو گا اور خود اسے بتائے گا کہ وہ ایکسٹو ہے۔

”مت کرو یقین۔ لیکن یہی سچ ہے۔ میں ہی ایکسٹو ہوں۔“ بلیک زیرو نے اس بار ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا اور پرنس چلی بری طرح سے لہرا گیا جیسے اسے زور کا چکر آ گیا ہو لیکن اس نے کمال مہارت سے خود کو گرنے سے بچا لیا۔

”مم۔ مم۔ میرا سچ مجھ ہارٹ فیل ہو جائے گا“..... پرنس چلی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے صاف محسوس کیا کہ وہ اداکاری کر رہا ہے۔ ایکسٹو کا سن کر اس کے چہرے پر سنسنی ضرور پھیلی تھی لیکن اتنی بھی نہیں کہ وہ واقعی بے ہوش ہو جاتا یا اس کا ہارٹ فیل ہو جاتا۔

”اداکاری مت کرو میرے سامنے۔ میں تمہارا چہرہ صاف پڑھ سکتا ہوں۔ مجھے یہاں دیکھ کر تمہیں حیرانی ضرور ہوئی ہے لیکن اتنی بھی نہیں کہ تم گر جاؤ۔ میں ایکسٹو کی حیثیت سے ہی یہاں آیا ہوں اس لئے مجھے ایکسٹو ہی رہنا ہے“..... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔ ”اگر واقعی آپ ایکسٹو ہیں تو پھر یہ میری زندگی کا سب سے حیران کن اور انتہائی خوش قسمت دن ہے۔ حیران کن اس لئے کہ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کسی دن پاکیشیا کا پراسرار اور سات پردوں میں چھپا ہوا چیف اس طرح سے میرے سامنے آ جائے گا اور یہ میری خوش قسمتی ہی ہے کہ دنیا کا وہ انسان میرے سامنے موجود ہے جسے دیکھنے کے لئے پوری دنیا ترس رہی ہے۔“ پرنس چلی نے کہا۔ اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔

”چھوڑو ان سب باتوں کو۔ بیٹھو۔ مجھے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں“..... ایکسٹو نے کہا۔ بلیک زیرو نے خود کو پرنس چلی کے سامنے ظاہر کر کے ایکسٹو کا مخصوص انداز اپنایا تھا۔

”میں آپ کے سامنے بیٹھے کی جرأت نہیں کر سکتا جناب۔ آپ حکم کریں۔ آپ جیسی عظیم ہستی کے لئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں“..... پرنس چلی نے اس بار انتہائی سنجیدگی اور عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

”بیٹھو“..... ایکسٹو نے غرا کر کہا تو پرنس چلی کے چہرے پر زمانے بھر کا خوف ابھر آیا۔

مندى سے کہا۔

”پھر یہ لیں سر اور نو سر کہنا چھوڑ دو“..... ایکسٹو نے کہا۔

”لیس سر۔ اوہ۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے۔ ٹھیک ہے جناب۔“
پنس چلی نے اسی انداز میں کہا تو ایکسٹو نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لے۔

”عمران نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارے پاس اسرائیل پہنچنے کے کئی رائج ہیں“..... ایکسٹو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پچھا۔

”جی جناب۔ اسرائیل میرا سسرال۔ ارے ہپ۔ مم مم میرا مطلب ہے کہ اسرائیل میرا دیکھا بھلا ہے میں کبھی بھی اور کہیں سے بھی اسرائیل میں داخل ہو جاتا ہوں“..... پنس چلی نے پہلے اپنے مخصوص انداز میں کہا چاہا مگر اس نے خود کو فوراً کنٹرول کر لیا۔
”تم میرے ساتھ پنس چلی کی حیثیت سے چلو گے یا اس طرح سعادت مند بچہ بن کر“..... ایکسٹو نے کہا۔

”بچہ۔ نہیں جناب۔ میں بچہ نہیں ہوں۔ میں نے بچپن میں ہی فیڈر پینا بند کر دیا تھا اور میرا بچپن گزرے کئی سال ہو چکے ہیں“..... پنس چلی نے فوراً کہا۔

”گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ وہ پنس چلی کام کرے جس کے بارے میں مجھے عمران نے بتایا ہے۔ ہنستا مسکراتا ہوا پنس چلی جو اس کا خاصہ ہے“..... ایکسٹو نے کہا۔

”لیس سر۔ ضرور سر۔ آپ کا حکم ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں سر“..... پنس چلی نے بے حد سہجے ہوئے لہجے میں کہا اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ صوفے پر اس طرح سٹ کر بیٹھا تھا جیسے ابھی ایکسٹو نے اس سے کوئی بات کی تو وہ فوراً اٹھ کر وہاں سے بھاگ جائے گا۔

”سیدھی طرح بیٹھو۔ میرے سامنے تم عمران بننے کی کوشش مت کرو“..... ایکسٹو نے منہ بنا کر کہا۔

”نوسر۔ میری ایسی اوقات کہاں جو میں عمران صاحب جیسا بن سکوں۔ وہ تو لاکھوں کروڑوں میں ایک ہیں“..... پنس چلی نے کہا۔

”میں ایکسٹو کی حیثیت سے تمہارے پاس آیا ہوں پنس۔ میں چاہتا تو میں تم سے یہ بات چھا سکتا تھا لیکن تم عمران کے دوست ہو اور عمران نے مجھے تمہارے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے اس لئے میں خاص طور پر تمہارے پاس آیا ہوں۔ تمہیں میرے ساتھ کام کرنا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے عزت دو مگر اتنی بھی نہیں کہ میرے سامنے کورنش بجا لاؤ اور خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کرنا شروع کر دو۔ میں یہاں ایک ایجنٹ کی حیثیت سے آیا ہوں۔ اس لئے تم مجھے اپنا دوست سمجھو اور میرے ساتھ ویسے ہی چلو جیسے تم عمران کے ساتھ چلتے ہو“..... ایکسٹو نے کہا۔

”لیس سر۔ ٹھیک ہے سر“..... پنس چلی نے بڑی سعادت

”آپ میری باتوں کا پھر برا تو نہیں منائیں گے نا“..... پرنس چلی نے اس کی جانب ایک بار پھر سہی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں یہاں تمہارا چیف بن کر نہیں آیا ہوں۔ چیف میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ہوں اور سیکرٹ ایکسٹو پوری دنیا کے لئے۔ تمہارے سامنے اس وقت صرف ایک ایجنٹ ہے جو اسرائیل پر پاور آف ایکسٹو شو کرانے لئے آیا ہے“..... ایکسٹو نے کہا۔

”پاور آف ایکسٹو“..... پرنس چلی نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ اسرائیل کی ایک ٹاپ سیکرٹ ایجنسی جو ڈاگ ایجنسی کہلاتی ہے اس نے ایکسٹو کی ذات پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی اور نقلی ایکسٹو بن کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ایک بڑے جرم میں ملوث کر لیا تھا اور پھر جب ڈاگ ایجنسی کا کام پورا ہو گیا تو اس نے تمام ممبران کو گولیاں مار کر انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ عمران کے سوا سب ڈاگ ایجنسی کے ایک گولڈن ایجنٹ گارج کی سازش کا شکار ہو گئے تھے اور اب وہ سب ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ چونکہ گارج نے ایکسٹو کے روپ میں ممبران کو دھوکا دیا تھا اور انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے ایکسٹو خود اس گارج اور اس کی ایجنسی کے پیچھے اڈھیرنے کے لئے آیا ہے“..... ایکسٹو نے کہا اور پھر اس نے پرنس چلی کو تمام حالات

سے آگاہ کر دیا۔ عمران نے بلیک زیرو کو پرنس چلی پر مکمل اعتماد کرنے کا کہا تھا۔ ویسے بھی پرنس چلی فلسطین کی تحریک آزادی کا وہ لیڈر تھا جس پر سارا فلسطین فخر کرتا تھا اس لئے بلیک زیرو نے اس سے کچھ نہیں چھپایا تھا۔ بلیک زیرو چاہتا تھا کہ پرنس چلی کو تمام پس منظر سے آگاہ کر دیا جائے تو پھر ہی وہ اس کے ساتھ دوستانہ انداز میں اور کھل کر کام کر سکتا ہے ورنہ ایکسٹو کی حیثیت میں وہ اس سے دبا دبا سا رہتا اور خود سے زیادہ اسی پر انصاف کرنا شروع کر دیتا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر ہم دونوں اسرائیل میں جا کر ڈاگ ایجنسی اور گارج کا ایسا حشر کریں گے کہ اسرائیل صدیوں تک اپنے زخم چاٹتا رہے گا۔ اس پر واقعی پاور آف ایکسٹو کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ اسرائیل جو پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران جیسے انسان سے ہی لرزہ بر اندام رہتا ہے اسے جب پتہ چلے گا کہ اس بار خود ایکسٹو انہیں سبق سکھانے کے لئے آیا ہے تو وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے چوہوں کی طرح بلوں میں گھس جائیں گے اور اس وقت تک اپنے بلوں سے باہر نہیں آئیں گے جب تک انہیں یہ یقین نہیں آ جاتا کہ ایکسٹو کی دہشت ان کے سروں سے ٹل گئی ہے۔“ پرنس چلی نے کہا۔

”اسی لئے میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ میرے ساتھ دوستانہ رویہ اختیار کرو اور بھول جاؤ کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہوں۔ ایکسٹو میں صرف ڈاگ ایجنسی کے لئے ہوں“..... ایکسٹو

ہوں تاکہ وہ ہمیں آگے لے جانے کا ہندوبست کر سکیں اور ہم رات کے وقت سرحدی پٹی کی طرف نکل جائیں گے“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پرنس چلی اور ایکسٹو کافی دیر تک ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے پھر پرنس چلی ایکسٹو سے اجازت لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

نے کہا۔
 ”اوکے چیف۔ اس طرح میں بھی آپ کے ساتھ مل کر بلا خوف و خطر کام کر سکوں گا“..... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
 ”کیا تمہیں ڈاگ ایجنسی کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔“
 ایکسٹو نے پوچھا۔

”ڈاگ ایجنسی کا نام تو بہت سنا ہے لیکن اس کا تعلق اسرائیل سے ہے یہ میں آپ سے ہی سن رہا ہوں لیکن گارج کو میں اچھی طرح سے جانتا ہوں وہ واقعی انتہائی ذہین، خطرناک اور انتہائی تیز ایجنٹ ہے۔ اس کے بارے میں مجھے جو معلومات حاصل ہیں ان کے تحت وہ اسرائیل کی ایک ریڈ ایجنسی کا چیف ہے۔ اب یہ ریڈ ایجنسی ڈاگ ایجنسی کا حصہ ہے یا نہیں اس کے بارے میں میرے پاس کوئی انفارمیشن نہیں ہے لیکن بہر حال اس بات کا اسرائیل میں ہی جا کر پتہ چل سکتا ہے کہ گارج کا تعلق ڈاگ ایجنسی سے ہے یا نہیں اور بلیک ڈاگ کہاں ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”تو پھر اسرائیل جانے کی تیاری کرو۔ میں جلد سے جلد اپنا کام پورا کرنا چاہتا ہوں وہ بھی انتہائی تیز رفتاری سے“..... ایکسٹو نے کہا۔

”اوکے۔ آپ یہاں آرام کریں۔ میں اسرائیل میں موجود اپنے مخصوص آدمیوں کو اپنے اور آپ کے آنے کی اطلاع کر دیتا

”کس ایجنسی سے تعلق ہے تمہارا اور نام کیا ہے تمہارا“۔ گارج نے اسی انداز میں پوچھا۔

”میں جی پی ایون میں موجود ہوں باس اور میرا نام ریمنڈ ہے“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اوکے۔ بولو کس لئے فون کیا ہے“..... گارج نے کہا۔

”میرے پاس ایک اطلاع ہے باس“..... ریمنڈ نے جواب دیا۔

”کیسی اطلاع“..... گارج نے چونک کر کہا۔

”اطلاع جی پی ایون کے فارن ایجنٹس کے بارے میں ہے باس جو فلسطین میں موجود ہیں“..... ریمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ تم مجھے جی پی ایون کے ایجنٹوں کے بارے میں رپورٹ کیوں دینا چاہتے ہو۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے“..... گارج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ بہت اہم وجہ ہے۔ مجھے ان ایجنٹوں پر شک ہے کہ وہ جی پی ایون کے ایجنٹ نہیں تھے“..... ریمنڈ نے کہا تو گارج بے اختیار چونک پڑا۔

”نہیں تھے۔ کیا مطلب“..... گارج نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو ان کی تفصیل بتا دیتا ہوں باس پھر آپ خود فیصلہ

گارج اپنے آفس میں مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس کے سامنے پڑے ہوئے فون سیٹوں میں سے سفید رنگ کے ایک فون سیٹ کی گھنٹی بج اٹھی اور ساتھ ہی اس کا بلب سپارک کرنا شروع ہو گیا۔ یہ جزل فون تھا جس پر ڈی فورس کا کوئی بھی انفارمر اسے براہ راست کال کر سکتا تھا اور یہ انفارمر ایسے تھے جو اسرائیل کی مختلف ایجنسیوں میں کام کرتے تھے۔ جن میں جی پی فائیو بھی شامل تھی۔

”لیس“..... گارج نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”میں ایس آئی زیرہ فائیو بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ ایس آئی سے مراد سپیشل انفارمر تھا جو اسرائیل کی مختلف ایجنسیوں میں موجود تھے اور ڈاگ ایجنسی کے لئے خبری کا کام کرتے تھے۔

سے غائب کرنے والا ہسپتال کا ہی ایک سینئر ڈاکٹر ہے جس کا نام ڈاکٹر ہیوگن ہے۔ دونوں ایجنٹوں اور ڈاکٹر ہیوگن کے غائب ہونے سے ہسپتال میں کھلبلی مچ گئی ہے اور جی پی ایون کا چیف کرمل شارم بھی انتہائی پریشان ہے۔ اس نے فوری طور پر اس خبر کو چھپا دیا ہے کہ اس نے رات کے وقت سرحدی پٹی سے دو سیکرٹ ایجنٹوں کو اٹھایا تھا اور انہیں زخمی حالت میں ٹاپ ون ہسپتال میں پہنچایا تھا اور یہ کہ وہ ہسپتال سے ایک سینئر ڈاکٹر کی مدد سے غائب ہو گئے ہیں۔ کرمل شارم اپنے دونوں ایجنٹوں کی نہایت خاموشی سے اور بڑے پیمانے پر تلاش کر رہا ہے لیکن ابھی تک ان دونوں کا کہیں پتہ نہیں چل سکا ہے البتہ ڈاکٹر ہیوگن کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ اس کی لاش اس کی رہائش گاہ کے ایک گھر سے ملی ہے۔ لاش کی پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے اور اس کے ڈی این اے سے پتہ چلا ہے کہ وہ لاش ڈاکٹر ہیوگن کی ہی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر ہیوگن کو ہلاک ہوئے چوبیس گھنٹوں سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ جبکہ جو ڈاکٹر ہیوگن جی پی ایون کے دونوں ایجنٹوں کو ہسپتال سے نکال کر لے گیا تھا اسے ہسپتال سے نکلے ہوئے ابھی چند گھنٹے ہی ہوئے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ٹاپ ون ہسپتال کا سینئر ڈاکٹر کل ہی ہلاک کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ کسی اور نے سنبھال لی تھی اور وہ ڈاکٹر ہیوگن کے روپ میں ٹاپ ون ہسپتال پہنچ گیا تھا تاکہ وہ دونوں ایجنٹوں کو وہاں سے نکال سکے۔ ریمنڈ

کر لینا کہ میرا آپ کو اطلاع دینا غلط ہے یا صحیح..... ریمنڈ نے کہا۔

”اوکے۔ بولو.....“ گارج نے کہا تو دوسری طرف سے ریمنڈ اسے اسرائیل کی ٹاپ جی پی ایون کے ان ایجنٹوں کے بارے میں بتانا شروع ہو گیا جو خفیہ طور پر فلسطین میں کام کرتے تھے۔ ریمنڈ کی باتیں سنتے ہوئے گارج کا چہرہ حیرت سے بدلتا جا رہا تھا۔

”بہنہ۔ اب وہ دونوں ایجنٹ کہاں ہیں..... ساری تفصیل سن کر گارج نے غصے اور پریشانی سے جبرے سے پھینچتے ہوئے کہا۔

”وہ دونوں چونکہ شدید زخمی حالت میں ملے تھے اس لئے انہیں فوری طور پر ٹاپ ون ہسپتال میں پہنچا دیا گیا تھا لیکن اب مجھے جو معلومات ملی ہیں اس کے تحت میرے شک کو اور زیادہ تقویت ملتی ہے کہ وہ جی پی ایون کے ایجنٹ نہیں..... ریمنڈ نے کہا تو گارج ایک بار بھر جھل پڑا۔

”کیا اطلاع ملی ہے تمہیں اور تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ جی پی ایون کے نہیں تھے اگر وہ جی پی ایون کے ایجنٹ نہیں تھے تو پھر وہ کون تھے اور انہیں جی پی ایون کے کرمل شارم نے سرحدی پٹی سے کیوں اٹھایا تھا.....“ گارج نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

”وہ دونوں ہسپتال سے غائب ہو گئے ہیں باس۔ انہیں ہسپتال

کرنل سارم ہسپتال جا کر خود تحقیقات کر رہا ہے۔ اس نے مجھے چونکہ ہسپتال کے کیمروں سے حاصل کی ہوئی فونج ہیڈ کوارٹر پہنچانے کا حکم دیا تھا اس لئے میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکا تھا۔ لیکن بہر حال جو کچھ بھی ہو گا اس کا مجھے پتہ چل جائے گا۔ مجھ تک جو اطلاعات پہنچی تھیں وہ میں نے آپ کو بتا دی ہیں۔ اس کے بعد جیسے ہی مجھے مزید کچھ اور پتہ چلے گا میں اس سے بھی آپ کو انفارم کر دوں گا.....“ ریمینڈ نے کہا۔

”ہونہہ، ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔ تم ایک کام کرو.....“ گارج نے کہا۔

”نیس باس حکم“..... ریمینڈ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تم ہسپتال سے حاصل کی گئی تمام فونج کی کاپیاں مجھے بھی پہنچا دو تاکہ میں انہیں خود چیک کر سکوں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔“ گارج نے کہا۔

”نیس باس۔ میں نے احتیاط کے طور پر ان فونج کی ڈیٹا کیسٹس بٹائی ہیں۔ میں جلد ہی وہ فونج آپ کو پہنچا دوں گا.....“ ریمینڈ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اس معاملے پر گہری نظر رکھو اور مجھے پل پل کی رپورٹ دو کہ دونوں ایجنٹوں اور ڈاکٹر ہیوگن کی تلاش میں کیا پیش رفت ہوئی ہے اور کرنل سارم ان کی تلاش میں کون کون سے ذرائع استعمال کر رہا ہے.....“ گارج نے کہا۔

نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بڑی عجیب و غریب خبر دے رہے ہوتم۔ جی پی ایون کے دو پیشل ایجنٹ جو خصوصی طور پر فلسطین سے نکل کر اسرائیلی سرحدی پٹی پر آئے تھے اور وہ شدید زخمی تھے اور جی پی ایون کا چیف کرنل سارم انہیں لینے کے لئے خود سرحدی پٹی پر گیا تھا اور پھر انہیں زخمی حالت میں اپنے ہی ہیلی کاپٹر میں ڈال کر ٹاپ ون ہسپتال لے گیا تھا۔ ٹاپ ون ہسپتال میں ان کا علاج ہو رہا تھا کہ وہاں کے ایک سینئر ڈاکٹر نے دونوں ایجنٹوں کو لیا اور وہاں سے نکل گیا۔ اگر وہ دونوں جی پی ایون کے ایجنٹ نہیں تھے تو کون تھے اور جی پی ایون کے چیف کرنل سارم نے انہیں سرحدی پٹی سے کیوں اٹھایا تھا اور وہ کون تھا جس نے ڈاکٹر ہیوگن کو ہلاک کر کے اس کی جگہ سنبھال لی تھی اور جی پی ایون کے دونوں ایجنٹوں کو ہسپتال سے نکال کر لے گیا تھا.....“ گارج نے ریمینڈ کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دہراتے ہوئے کہا۔

”یہی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے باس۔ چونکہ یہ ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے اس لئے کرنل سارم خود اسے ہینڈل کر رہا ہے اور اس نے دونوں ایجنٹوں اور نقلی ڈاکٹر ہیوگن کی تلاش میں ہر طرف اپنی فورس پھیلا دی ہے وہ بھی یہ جاننے کے لئے بے تاب ہے کہ نقلی ڈاکٹر کون تھا اور وہ اس کے دونوں ایجنٹوں کو ہسپتال سے اغوا کر کے کہاں اور کیوں لے گیا ہے۔ میں ابھی تفصیلات اکٹھی کر رہا ہوں۔

”لیس باس۔ میں آپ کو تمام رپورٹ دیتا رہوں گا“..... رینہ نے جواب دیا اور پھر گارج نے اسے مزید ہدایات دیتے ہوئے ریسور کریڈل پر رکھ دیا۔ رینڈ کی باتیں سن کر اس کے چہرے پر انتہائی سوچ و بچار کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے اور وہ مسلسل ان دونوں ایجنٹوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جو فلسطینی پٹی سے دشمنی حالت میں آئے تھے اور جی پی ایلیوں کا چیف کرٹل سٹارم خود انہیں وہاں سے نکال کر لایا تھا۔ اس کے بعد دونوں ایجنٹ دشمنی حالت میں ہی ٹاپ ون ہسپتال سے ایک سیخیر ڈاکٹر کی مدد سے غائب ہو گئے تھے۔ وہ دونوں ہسپتال سے غائب ہوئے تھے یا ڈاکٹر بیونس کے ساتھ فرار ہوئے تھے اس کا پتہ تو سی سی کیمروں کی فوٹیج دیکھ کر ہی لگایا جاسکتا تھا۔

خاک کی رنگ کی ایک جیب نہایت تیز رفتاری سے مشرقی پٹی کی جانب بڑھی چلی جا رہی تھی۔

اس جیب میں بلیک زیرو بطور ایکسٹو اور پرنس چلی موجود تھے۔ پرنس چلی نے ایکسٹو کو مخصوص میک اپ کرنے کا کہا تھا اور اس نے خود بھی میک اپ کر لیا تھا۔ اس نے ایکسٹو کو بتایا تھا کہ وہ اسے خفیہ راستوں سے بھی گزار کر اسرائیل لے جاسکتا ہے لیکن ان خفیہ دستوں کی بجائے وہ اسے ڈسکے کی چوٹ پر اور دھڑلے سے اسرائیل لے جانا چاہتا تھا تاکہ اسرائیل کو بھی پتہ چل جائے کہ اسلام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ان کی ٹائمٹ سیکورٹی ٹیم کے نیچے سے گزر کر اسرائیل داخل ہو گئے ہیں۔

جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر پرنس چلی موجود تھا جبکہ سائیڈ والی سیٹ پر ایکسٹو بیٹھا ہوا تھا۔ پرنس چلی نے اپنے ساتھ ساتھ ایکسٹو

آگے آنے کے لئے کہا جاتا تھا۔ آنے والوں کی وہ باقاعدہ ریز لائن سے چیکنگ کرتے تھے جس سے انہیں اس بات کا علم ہو جاتا تھا کہ اس طرف آنے والا مسلح ہے یا غیر مسلح۔ انہیں کسی کے پاس ایک معمولی خنجر کے ہونے کا بھی علم ہوتا تو وہ اس پر فوراً گولیوں کی بوچھاڑ کر کے اسے وہیں ہلاک کر دیتے تھے۔ اسی طرح ریڈ ریز کی مدد سے انہیں آنے والوں کے لباسوں میں چھپے ہوئے بارودی مواد کا بھی آسانی سے پتہ چل جاتا تھا اور اگر کوئی شخص میک اپ میں ہوتا تو ریڈ ریز سے اس کے میک اپ میں ہونے کی بھی نشاندہی ہو جاتی تھی۔ اس لئے وہ انہیں آگے آنے کا کوئی موقع نہیں دیتے تھے۔

پرنس چلی اور ایکسٹو کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا۔ البتہ پرنس چلی نے سرحدی پٹی پر دکھانے کے لئے اپنی سفید قمیض کے دو بازو بچاڑ کر اور دو شاخیں لے کر ان پر خون سے کراس لگا کر انہیں جھنڈوں جیسا بنا لیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ سرخ رنگ یا خون سے سفید جھنڈوں پر کراس بنا کر بارڈر کی جانب لے جایا جائے تو ان پر فائرنگ نہیں کی جائے گی۔ یہ مخصوص انداز ان ایجنٹوں کے لئے ہوتا تھا جو فلسطین سے اس راستے سے واپس آتے تھے۔ البتہ انہیں بارڈر سے دور رکنے کے لئے ان کے ارد گرد فائرنگ ضرور کی جاتی تھی تاکہ اگر ایجنٹوں کے روپ میں کوئی فلسطینی ہو تو اس کا پتہ لگایا جاسکے۔

کے جسم پر ایک مخصوص کھال سی منڈھ دی تھی جس پر بڑے بڑے اور گہرے زخم لگے ہوئے تھے اور ان زخموں سے باقاعدہ خون بہتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ایکسٹو اور پرنس چلی کے منہ بھی سو جے ہوئے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دونوں آپس میں بھڑ گئے ہوں اور انہوں نے ایک دوسرے پر انتہائی جان لیوا انداز میں حملے کئے ہوں اور تیز دھار آلات سے ایک دوسرے پر وار کئے ہوں۔

ایکسٹو پہلے تو یہ نہیں سمجھ سکا تھا کہ پرنس چلی کی پلاننگ کیا ہے اور وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے لیکن جب پرنس چلی نے اسے اپنی پلاننگ بتائی تو ایکسٹو اس کی ذہانت کی داد دینے بغیر نہ رہ سکا۔ پرنس چلی نے اسرائیل کی ایک ایجنسی کے ذریعے اسرائیل میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔

جب ریتیلہ میدان میں اچھلتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ میدان کے آخر میں پہاڑی ٹیلے تھے جن کی دوسری طرف بارڈر لائن تھی جہاں باڑ لگی ہوئی تھی اور باڑ کے آگے۔ طرف اسرائیلی رینجرز موجود تھے جو بارڈر کی طرف کڑی نظر رکھتے تھے اور غلطی سے بھی کوئی اس طرف آ جاتا تو وہ اس پر شدید فائرنگ کرنا شروع کر دیتے تھے۔ البتہ ان دنوں چونکہ اسرائیل کی کئی خفیہ ایجنسیوں کے فارن ایجنٹس فلسطین میں کام کر رہے تھے اور وہ انہی راستوں سے واپس آتے تھے اس لئے رینجرز انہیں فائرنگ کر کے مخصوص مقام پر روک لیتے تھے اور پھر انہیں خالی ہاتھ

”تمہارا کیا خیال ہے کیا تمہاری یہ ترکیب کام کر جائے گی اور جی پی ایونز کا کرنل شام تمہارے داؤ میں آ جائے گا کہ وہ خود ہمیں یہاں سے لینے کے لئے پہنچ جائے گا“..... ایکسو نے پرنس چلی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”آپ بس میرا کمال دیکھنا جناب۔ میں ایسی چال چلوں گا کہ کرنل شام کو ہمیں لینے کے لئے خود یہاں آنا پڑے گا اور وہ ہمیں لینے کے لئے باقاعدہ ہیلی کاپٹر میں آئے گا“..... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم جی پی ایونز کے فارن ایجنٹ بن رہے ہو۔ اس سلسلے میں اگر کرنل شام نے سوال کئے تو اسے تم کیسے مطمئن کرو گے۔“ ایکسو نے پوچھا۔

”فلسطین میں اس کے دو ایجنٹ میرے ہاتھ لگ گئے تھے۔ میں نے ان سے تمام معلومات اگھوا لی تھیں۔ ایک ایجنٹ کا نام کیمران ہے اور دوسرے کا بروں۔ اس وقت میں کیمران کے بی روپ میں ہوں اور آپ بروں کے میک اپ میں ہیں۔ میں نے ان سے کرنل شام ٹرانسمیئر فریکوئنسی بھی معلوم کر لی تھی۔ اس کے علاوہ بھی میں نے ان سے بہت کچھ معلوم کر لیا تھا۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں سب سنبھال لوں گا“..... پرنس چلی نے کہا۔

”تم تو سنبھال لو گے لیکن اگر ہم دونوں کو الگ الگ کر دیا گیا اور کرنل شام نے مجھ سے الگ بات کرنے کی کوشش کی تو میں

اسے کیا جواب دوں گا“..... ایکسو نے کہا۔

”کرنل شام ہوشمند انسانوں سے بات کرنا پسند کرتا ہے۔ بے ہوش انسان سے بھلا وہ کیا بات کرے گا“..... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو تم یہ چاہتے ہو کہ میں کرنل شام کے سامنے بے ہوش ہو جاؤں تاکہ اسے مجھ سے بات کرنے کا موقع نہ مل سکے“..... ایکسو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”آپ کے زخم زیادہ اور گہرے ہیں۔ اس حالت میں آپ کا زیادہ دیر تک ہوش میں رہنا مشکل ہی ہو گا“..... پرنس چلی نے ہستے ہوئے کہا تو ایکسو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”ٹھیک ہے۔ یہاں تک تو میری سمجھ میں ساری بات آ گئی ہے لیکن یہ بھی تو سوچو کہ کرنل شام ہمیں کہاں لے جائے گا اگر وہ ہمیں اپنے ہیڈ کوارٹر میں لے گیا تو“..... ایکسو نے کہا۔

”ہمارے زخم دیکھ کر وہ ہمیں ہیڈ کوارٹر میں لے جانے کی کوشش نہیں کرے گا وہ ہمیں سیدھا کسی ہسپتال میں پہنچانے کی کوشش کرے گا تاکہ ہمارا علاج کیا جاسکے۔ آخر ہم اس کے ناپ ایجنٹ ہیں اور ہم فلسطین سے السلام کے لیڈر کے بارے میں اس کے لئے خاص انفارمیشن لا رہے ہیں اس لئے وہ ہمیں آسانی سے مرنے بھی نہیں دے گا“..... پرنس چلی نے کہا۔

”میک اپ سے بنے ہوئے ہمارے زخم کرنل شام اور

دوسرے افراد کی نظروں سے تو چھپ جائیں گے لیکن ہسپتال میں جاتے ہی ہمارا بھاڑا پھوٹ جائے گا..... ایکسٹو نے کہا۔

”بھاڑا پھوٹنے سے پہلے ہی ہم وہاں سے رفو چکر ہو جائیں گے جناب۔ میں کنٹرل شام کی رگ رگ سے واقف ہوں وہ ہمیں فوری طور پر ٹاپ ون نامی ہسپتال میں پہنچانے کی کوشش کرے گا جہاں سیکرٹ ایجنٹوں یا پھر فوجی جرنیلوں کا ہی علاج کیا جاتا ہے.....“ پرنس چلی نے جواب دیا۔

”تو کیا وہاں سے ہمارا نکلنا آسان ہو گا۔ جہاں ایجنٹوں اور فوجی جرنیلوں کا علاج کیا جاتا ہے وہاں تو لازماً سخت سیکورٹی کے انتظام ہوں گے.....“ ایکسٹو نے کہا۔

”بالکل ہوں گے۔ میرا ایک آدمی وہاں پہنچ چکا ہے جس نے اب تک ہمیں ٹاپ ون ہسپتال سے نکلانے کی بھی پوری تیاری کر لی ہو گی۔ اب بس ہمارے وہاں پہنچنے کی دیر ہے اس کے بعد ہم اسرائیل میں ہوں گے اور وہ بھی اسرائیل کی آزاد سرزمینوں پر۔“ پرنس چلی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ایکسٹو ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

پرنس چلی نے جیپ ایک نیلے کے پاس لے جا کر روک دی اور اس نے جیپ کا انجن بند کر دیا۔ اس وقت شام کے سائے پھیل رہے تھے۔

”آئیں۔ اب ہمیں سرحدی پٹی کی طرف جانا ہے۔ میں چاہتا

ہوں کہ سرحدی پٹی کے محافظ ہمیں اس روشنی میں اس طرح زخمی حالت میں دیکھ لیں.....“ پرنس چلی نے کہا اور وہ چھلانگ لگا کر جیپ سے اتر گیا۔ اس نے پچھلی سیٹوں پر پڑے ہوئے دونوں سفید جھنڈے اٹھائے اور ان میں سے ایک ایکسٹو کو دے دیا۔ ایکسٹو بھی سفید جھنڈا پکڑے جیپ سے اتر آیا۔

”سرحدی پٹی ان ٹیلوں سے چند فرلانگ دور ہے۔ ہمیں ٹیلوں کے پیچھے سے نکلتے ہی اس انداز میں دوڑنا ہے جیسے ہمارے پیچھے دشمن لگے ہوئے ہوں.....“ پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”چلیں.....“ ایکسٹو نے پوچھا۔

”جی ہاں چلیں.....“ پرنس چلی نے کہا اور پھر وہ دونوں ایک ساتھ نیلے کی طرف بڑھے اور انہوں نے تیزی سے بھاگنا شروع کر دیا۔ بھاگتے بھاگتے وہ نیلے کے پیچھے سے نکلے اور انہوں نے سامنے موجود باز کی طرف اس انداز میں بھاگنا شروع کر دیا جیسے وہ بڑی مشکوں سے گرتے پڑتے دشمنوں سے جان بچاتے ہوئے بھاگے چلے آ رہے ہوں۔ جیسے ہی وہ دونوں ٹیلوں کے پیچھے سے نکلے دوسری طرف موجود سرحدی ریجنرز کی ان پر نظر پڑ گئی۔ اسی لمحے وہاں تیز سازن سازن سازن اٹھا۔

سازن بجاتے ہی باز کی دوسری طرف موجود گشت کرنے والے ریجنرز میں جیسے ہڑبوغی مچ گئی۔ کئی ریجنرز مشین گنیں لئے باز

ہے۔ ہم شدید زخمی ہیں“..... پرنس چلی نے بری طرح سے چیخے ہوئے کہا۔

”وہیں رکے رہو۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنی گردنوں کے پیچھے رکھ لو“..... میگا فون والے نے اسی طرح سے چیخے ہوئے کہا تو پرنس چلی نے فوراً دونوں ہاتھ اپنی گردن کے پیچھے رکھ لئے۔ اس نے ایکسٹو کو اشارہ کیا تو ایکسٹو نے بھی ایسا ہی کیا۔ اسی لمحے لچانک ایک طرف سے ان کے جسموں پر سرخ رنگ کی تیز روشنی کی شعاعیں سی آ کر پڑنے لگیں۔

”تمہیں اسکیں کیا جا رہا ہے۔ خبردار چند لمحوں کے لئے اسی طرح رہو۔ اگر تم میں سے کسی نے حرکت کی تو اسے گولیوں سے بمون دیا جائے گا“..... میگا فون والے نے کہا۔

”کیا اس ریڈ ریز سے یہ ہمارے میک اپ چیک کر سکتے ہیں“..... ایکسٹو نے انتہائی آہستگی سے پوچھا۔

”ہم نے وائٹ کرومینیئم کے میک اپ کئے ہیں۔ یہ تو کیا ان کا دادا جان بھی آ جائے اور وہ بھی جدید سے جدید ٹیکنالوجی لے کر تب بھی یہ ہمارے میک اپ چیک نہیں کر سکتے“..... پرنس چلی نے مخصوص لہجے میں کہا تو ایکسٹو خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں تک ان دونوں کو ریڈ ریز سے چیک کیا جاتا رہا پھر ان پر شعاعیں برسنا بند ہو گئیں۔ شعاعیں بند ہوتے ہی پاؤں سے ایک راستہ کھولا گیا اور راستہ کھلتے ہی وہاں سے دس رینجرز مشین گنیں

کے قریب آ کر زمین پر لیٹ گئے اور کئی رینجرز نے گھنٹوں کے بل بیٹھ کر مشین گنوں کا رخ ان کی طرف کر دیا۔ پھر اچانک کئی مشین گنیں گر جیں اور ان کے ارد گرد تڑا تڑا گولیاں برسے لگیں۔

”ہیلپ۔ ہیلپ“..... پرنس چلی اور ایکسٹو نے گولیوں کی پرواہ کئے بغیر سفید جھنڈے لہراتے ہوئے ان کی طرف دوڑتے ہوئے اور بری طرح سے چیخے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔ پاؤں سے چند میٹر کے فاصلے پر سفید رنگ کی ایک پٹی سی بنی ہوئی تھی جو دونوں اطراف دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ پرنس چلی اور ایکسٹو اس پٹی کے قریب آ کر رک گئے اور فوراً گھنٹوں کے بل بیٹھ گئے۔

اس سے آگے وہ نہیں جاسکتے تھے کیونکہ یہ لمٹ لائن تھی اگر وہ اس سے آگے جاتے تو رینجرز جو ان کے ارد گرد گولیاں برس رہے تھے وہ ان پر ڈائریکٹ فائرنگ کرنا شروع کر دیتے۔ جیسے ہی وہ دونوں سفید پٹی کے پاس رے اسی لمحے بارڈر لائن کی طرف سے ہونے والی فائرنگ بھی رک گئی۔

”کون ہو تم دونوں اور کہاں سے آ رہے ہو“..... اسی لمحے انہیں ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ سامنے ایک رینجر موجود تھا جس کے ہاتھ میں ایک میگا فون تھا۔ یہ میگا فون کافی بڑا تھا جس کی آواز دور دور تک گونج اٹھی تھی۔

”ہیلپ۔ ہیلپ۔ ہماری مدد کرو۔ ہمارا جی پی ایون سے تعلق

لئے تیزی سے ان کی طرف دوڑ کر آتے دکھائی دیئے۔ نزدیک آتے ہی انہوں نے ان دونوں کو گھیر لیا۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ“..... ان میں سے ایک رینجر نے چیخے ہوئے کہا تو وہ دونوں بمشکل اٹھ کر کھڑے ہو گئے لیکن وہ دونوں یوں لہرا رہے تھے جیسے زخموں سے چور ہونے کی وجہ سے ان سے کھڑا رہنا مشکل ہو رہا ہو۔

”کس ایجنسی سے تعلق ہے تمہارا“..... اسی رینجر نے پوچھا۔
”جی پی ایون“..... پرنس چلی نے لڑکھاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”کون ہے جی پی ایون کا چیف“..... رینجر نے کڑخت بچے میں پوچھا۔

”کرنل شام“..... پرنس چلی نے جواب دیا۔

”اپنی شناخت دکھاؤ“..... رینجر نے سخت انداز میں کہا۔

”ہم السلام کے ایجنٹوں سے بڑی مشکلوں سے جان بچا کر آئے ہیں۔ تم ہماری حالت دیکھ لو۔ اس وقت ان زخموں کے نشانوں کے سوا تمہیں دکھانے کے لئے ہمارے پاس اور کوئی شناختی نشان نہیں ہیں۔ اگر ہم وہاں سے نہ بھاگتے تو زندہ نہیں بچ سکتے تھے اس لئے ہم اپنا سامان لائے بغیر یہاں آ گئے ہیں۔ وہ مخصوص نشان ہمارے سامان میں تھے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”تو پھر ہم کیسے یقین کریں کہ تمہارا تعلق جی پی ایون سے

ہے“..... رینجر نے اسی انداز میں کہا۔ وہ شاید ان کا انچارج تھا۔
”کیا تم انچارج ہو“..... پرنس چلی نے پوچھا۔

”ہاں۔ میرا نام میجر فورسن ہے“..... انچارج نے جواب دیا۔
”میرے پاس کرنل شام کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہے۔ تم میری اس سے بات کرا دو۔ وہ تمہیں خود تصدیق کرا دیں گے کہ ہمارا تعلق اس سے ہے یا نہیں“..... اس پرنس چلی نے کہا۔

”ہونہد۔ تم دونوں یہاں تک کیسے آئے ہو اور تمہاری یہ حالت کیسے ہوئی ہے“..... میجر فورسن نے غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔
”یہاں ہم ایک جیپ سے آئے ہیں اور ہمارا السلام کے

ایجنٹوں سے سامنا ہو گیا تھا۔ وہ موت بن کر ہم پر جھپٹ پڑے تھے۔ ہم نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے ہاتھوں زخمی ہو گئے۔ پلیز وقت ضائع نہ کرو۔ ہمارا بہت سا خون ضائع ہو گیا ہے۔ ہم پر نقابت سی طاری ہو رہی ہے۔ ہم زیادہ دیر کھڑے نہیں رہ سکتے ہیں۔ ہمیں طبی امداد دو ورنہ ہمارا بچنا مشکل ہو جائے گا۔ ہمارے پاس السلام کے بارے میں ایک اہم انفارمیشن ہے جو ہمیں ہر حال میں کرنل شام کو پہنچانی ہے“..... پرنس چلی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے ایکسکو کو اشارہ کیا تو ایکسکو فوراً لہرایا اور وہیں گرنا چلا گیا۔

”اوہ اوہ۔ بروں کو کیا ہوا۔ بروں بروں“..... پرنس چلی نے گھبرا کر کہا اور فوراً ایکسکو کی طرف لپکا۔

”اس پر شدید نقاہت طاری ہے۔ فار گاڈ سیک ہماری مدد کرو ورنہ ہم دونوں ہلاک ہو جائیں گے“..... پرنس چلی نے منت بھرے انداز میں کہا۔ میجر فورسن چند لمحے ان کی جانب غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر تیزی سے آگے بڑھا اور ایکسٹو کی نبض چیک کرنے لگا۔

”یہ بے ہوش ہے سر“..... رینجر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اٹھا کر بے چلو انہیں۔ اور تم۔ یہ بتاؤ جس جیب میں آئے ہو۔ کہاں ہے وہ جیب“..... میجر فورسن نے پہلے اپنے ساتھی سے اور پھر پرنس چلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ اس ٹیلے کے پیچھے ہے“..... پرنس چلی نے ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے پیچھے سے نکل کر وہ دونوں اس طرف آئے تھے۔

”ٹھیک ہے۔ تم چاروں جاؤ اور جیب چیک کرو“..... میجر فورسن نے چار افراد سے کہا تو وہ چار افراد فوراً اس ٹیلے کی جانب بھاگتے چلے گئے جس کے پیچھے جیب موجود تھی۔ میجر فورسن کے حکم پر دو افراد نے بے ہوش ایکسٹو کو اٹھایا اور وہ باڑ کی جانب بڑھ گئے۔ باڑ کی دوسری طرف چند بیرکیں بنی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کو ایک بیرک میں لایا گیا۔ بیرک میں ان دونوں کے لئے عارضی بیڈ لگا دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پر ایکسٹو کو لٹا دیا گیا اور دوسرے پر پرنس چلی کو لیٹنے کے لئے کہا گیا۔ پرنس چلی فوراً لیٹ گیا۔ اس

نے چہرے پر ایسے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ شدید کیف میں ہو اور اس کا رنگ تیزی سے بدلتا جا رہا تھا۔

”تم کیپٹن ڈاکٹر جیٹ کو بلا لاؤ۔ جلدی“..... میجر فورسن نے پرنس چلی کی گڑبڑ ہوئی حالت دیکھ کر اپنے ایک ساتھی سے کہا تو وہ فوراً کمر بیک سے نکل گیا۔

”تم نے چونکہ کرنل شارم کا حوالہ دیا ہے اس لئے میں پہلے تم کو ڈاکٹر سے چیک اپ کراؤں گا اور تمہیں ابتدائی طبی امداد دی جائے گی اس کے بعد میں تمہاری کرنل شارم سے بات کراؤں گا۔ اگر کرنل شارم نے تصدیق کر دی تو ٹھیک ہے ورنہ تم دونوں کو ہسپتال اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر کے یہیں ہلاک کر دیا جائے گا“..... میجر فورسن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”جو کرنا ہے جلدی کرو۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔“ پرنس چلی نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ کچھ ہی دیر میں وہاں ایک کیپٹن آگیا جو ڈاکٹر تھا۔ میجر فورسن کے کہنے پر وہ ان دونوں کے زخم چیک کرنے لگا۔ زخم کافی گہرے اور خطرناک تھے جنہیں میک اپ کے ذریعے اس خوبصورتی سے بنایا گیا تھا کہ کیپٹن ریک کا ڈاکٹر بھی ان زخموں کو دیکھ کر ایک بار گھبرا گیا۔

”اوہ۔ ان کے زخم تو بے حد خطرناک ہیں۔ ان سے مسلسل خون آ رہا ہے۔ انہیں جلد سے جلد کسی ہسپتال میں منتقل کرنا ہوگا ورنہ شاید ہی ان دونوں میں سے کوئی بچ سکے“..... کیپٹن ڈاکٹر

جیٹ نے پریشان انداز میں کہا۔

”وقتی طور پر ان کے زخم بند کر کے خون کا اخراج روک دو۔ وہ انہیں کچھ طاقت کے ایسے انجکشن لگا دو کہ یہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے دو تین گھنٹے گزار سکیں“..... میجر فورسن نے کہا۔

”ہاں۔ میں اس حد تک ان کا علاج کر سکتا ہوں کہ یہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے دو چار گھنٹے گزار سکیں“..... کیپٹن ڈاکٹر جیٹ نے کہا اور پھر وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ زخموں کو بند کرنے کے لئے اس نے گم پیسٹ کا استعمال کیا تھا جس سے زخموں کو وقتی طور پر جوڑا جا سکتا تھا تاکہ خون کا اخراج رک سکے۔ پھر کیپٹن ڈاکٹر جیٹ نے ان کی بینڈیج کی اور پھر انہیں طاقت کے انجکشن شروع ہو گیا۔ ایکسٹو بے ہوش ہونے کی مسلسل اداکاری کر رہا تھا جبکہ پرنس چلی ہوش میں تھا۔

”اب یہ دو چار گھنٹوں کے لئے سیف ہیں لیکن اس سے زیادہ وقت ان کے لئے حقیقتاً خطرناک ہو سکتا ہے“..... کیپٹن ڈاکٹر جیٹ نے اپنا کام ختم کرنے کے بعد میجر فورسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک یو کیپٹن۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے“..... میجر فورسن نے کہا تو کیپٹن ڈاکٹر جیٹ اسے سیلوٹ کر کے وہاں سے نکل گیا۔

”کیا تم کچھ دیر اور خود کو سنبھال سکتے ہو۔ میں ٹرانسمیٹر لانا ہوں تاکہ تمہاری کرنل شام سے بات کرائی جا سکے“..... میجر فورسن نے

چلی کے نزدیک آ کر کہا۔

”ہاں ہاں۔ اب میں قدرے بہتر ہوں۔ تم جاؤ۔ میں بھی جلد سے جلد کرنل شام سے بات کرنا چاہتا ہوں“..... پرنس چلی نے کہا تو میجر فورسن اثبات میں سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرک سے نکلتا چلا گیا۔ بیرک میں اب بھی دو مشین گن بردار موجود تھے جو ان کے شدید زخمی ہونے کے باوجود مستعد تھے جیسے اگر ان میں سے کسی نے بھی کوئی حرکت کی تو وہ ان پر فوراً گولیاں برسا سکتے تھے۔

کچھ ہی دیر میں میجر فورسن واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پرنس چلی کے پاس آ گیا۔

”کرنل شام کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتاؤ“..... میجر فورسن نے پوچھا تو پرنس چلی اسے کرنل شام کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتانے لگا۔ میجر فورسن نے اس کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر وہ کرنل شام کو مسلسل کال دینا شروع ہو گیا۔

”نہیں۔ کرنل شام چیف آف جی پی لیون ہیئر۔ کون ہو تم اور تم میرے ٹرانسمیٹر پر کیسے کال کر رہے ہو اور“..... رابطہ طے ہی ایک انتہائی کراخت اور گونجدار آواز سنائی دی جس میں قدرے حیرت کا بھی عنصر شامل تھا۔

”میں سکتھ ریڈ لائن کا انچارج میجر فورسن بول رہا ہوں

پوچھا۔

”بروس بے ہوش ہے البتہ کیران ہوش میں ہے۔ اور“۔ میجر فورسن نے جواب دیا۔

”میری بات کراؤ اس سے۔ اور“..... کرنل شارم نے کہا۔

”یس سر۔ ہوڈلڈ آن پلیز۔ اور“..... میجر فورسن نے کہا۔

”بات کرو کرنل شارم سے“..... میجر فورسن نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر پر نرس چلی کے منہ کے پاس کرتے ہوئے کہا۔

”میں کیران بول رہا ہوں چیف۔ اور“..... پرنس چلی نے آنکھیں کھول کر لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”کوڈ بتاؤ۔ اور“..... دوسری طرف سے کرنل شارم نے غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

”جی جی ہنڈرڈ سکس تھری ٹائن۔ اور“..... پرنس چلی نے رک رک کر کہا۔

”اوکے۔ کیا کنڈیشن ہے تمہاری اور اس حالت میں تم یہاں کیوں آئے ہو۔ اور“..... کرنل شارم نے سخت لہجے میں پوچھا۔ کوڈ سن کر اس کے لہجے سے غراہٹ قدرے کم ہو گئی تھی۔

”میری اور بروس کی حالت کافی خراب ہے چیف۔ میں آپ سے زیادہ بات نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ فوراً ہمیں یہاں سے لے جائیں۔ میرے پاس آپ کے لئے اہم اطلاع ہے۔ اور“۔ پرنس

جناب۔ ہمارے پاس وائٹ لائن سے دو افراد آئے ہیں جو شدید زخمی ہیں۔ ان کے پاس کوئی شناخت نامہ نہیں ہے اور ان کا کہنا ہے کہ وہ جی پی ایون سے متعلق ہیں۔ اور“..... میجر فورسن نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کون ہیں وہ دونوں اور اپنی شناخت بتائے بغیر وہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ان کا تعلق جی پی ایون سے ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے کرنل شارم نے بری طرح سے غراتے ہوئے کہا۔

”ان کا کہنا ہے کہ ان کا وائٹ لائن کی دوسری طرف السلام گروپ سے سامنا ہو گیا تھا جن سے انہوں نے فائٹ کی تھی جس کے نتیجے میں یہ دونوں شدید زخمی ہو گئے تھے اور یہ بہت مشکل سے ان سے جان بچا کر ریڈ لائن کی طرف آئے تھے۔ اور“..... میجر فورسن نے کہا۔

”نام بتاؤ ان دونوں کے اور کیا کنڈیشن ہے ان کی۔ اور“..... کرنل شارم نے اسی انداز میں کہا۔

”ان میں سے ایک کا نام کیران ہے اور دوسرے کا بروس۔ ہم نے آپ کا نام استعمال کرنے پر اور سفید جھنڈے ساتھ لانے کی وجہ سے انہیں تفتی مگر فوری طبی امداد دے دی ہے۔ دو سے چار گھنٹوں تک ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس سے زیادہ کی میں کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا ہوں۔ اور“..... میجر فورسن نے کہا۔

”کیا وہ دونوں ہوش میں ہیں۔ اور“..... کرنل شارم نے

لوہ رکھو۔ میں اپنے سیشل ہیلی کاپٹر میں ایک گھنٹے تک تمہارے
میں پہنچ رہا ہوں۔ میں وہاں آ کر خود انہیں لے جاؤں گا۔
”ہر..... کرنل شام نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”نہیں سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں آپ کا انتظار کروں گا اور میں
لپ کو بتا چکا ہوں میں نے انہیں فوری طبی امداد دے دی ہے۔ یہ
سے چار گھنٹے سیف ہیں۔ اور“..... میجر فورسن نے جواب دیا۔
”گڈ شو۔ گڈ شو۔ میں بس پہنچ رہا ہوں۔ اور اینڈ آل۔“ کرنل
فورسن نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ میجر فورسن نے ٹرانسمیٹر آف کیا
پرنس چلی کی طرف دیکھنے لگا جس نے ایک بار پھر آنکھیں بند
کر لی تھیں۔

”کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی تمہیں السلام کے بارے میں
کچھ معلوم ہوا ہے“..... میجر فورسن نے پوچھا لیکن پرنس چلی نے
اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اسی طرح سے آنکھیں بند کئے
رہا۔

”میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔ جواب دو“..... میجر فورسن نے تیز
مجھے میں کہا لیکن پرنس چلی اسی طرح سے پڑا رہا۔ میجر فورسن چند
مجھے اسے تیز اور غصیلی نظروں سے دیکھتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور
اس نے پرنس چلی کی گردن کے پاس مخصوص رگ پر انگلیاں رکھیں
تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ پرنس چلی بھی بے ہوش ہو
چکا تھا۔

چلی نے اسی انداز میں کہا۔
”کیسی اطلاع۔ اور“..... کرنل شام نے پوچھا۔
”السلام کا پتہ چل گیا ہے۔ اور“..... پرنس چلی نے کہا اور
اس کی بات سن کر میجر فورسن بھی بری طرح سے چوک پڑا۔
”کیا کہا۔ السلام کا پتہ چل گیا ہے۔ کون ہے وہ۔ کہاں ہے
وہ۔ اور“..... کرنل شام کی بری طرح سے چوکتی ہوئی آواز سنائی
دی۔

”یہ میں آپ مل کر بتاؤں گا چیف۔ بس میں آپ کو یہ بتانا
چاہتا تھا کہ میرے پاس السلام کے خلاف اہم اور محسوس ثبوت موجود
ہیں جس سے اس کی شخصیت کا آسانی سے پتہ چلایا جاسکتا ہے۔
اور“..... پرنس چلی نے کہا اس کے لہجے میں انتہائی نقاہت تھی
جیسے وہ بے سوچے سمجھے بول رہا ہو۔

”اوہ اور۔ ٹھیک ہے۔ میری میجر فورسن سے بات کراؤ۔ جلدی۔
نورا۔ اور“..... دوسری طرف سے کرنل شام نے جیسے اس بار
انتہائی جوش بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں سر۔ میں میجر فورسن ہوں۔ اور“..... میجر فورسن نے
پرنس چلی کے پاس سے ٹرانسمیٹر ہٹا کر اپنے منہ کے پاس کرتے
ہوئے کہا۔

”ان دونوں کے پاس اہم اطلاع ہے میجر۔ تم ان دونوں کا
خصوصی طور پر خیال رکھو اور میرے آنے تک انہیں ہر حال میں

”ہونہ۔ یہ بھی بے ہوش ہو گیا ہے..... میجر فورسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ دونوں بے ہوش ہیں لیکن اس کے باوجود تم دونوں ان کی کڑی نگرانی کرو گے جیسے ہی ان میں سے کسی کو ہوش آئے تم فوراً مجھے انقارم کرو گے.....“ میجر فورسن نے وہاں موجود دونوں مسیحہ افراد کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے پس سر کہا اور میجر فورسن جی پی ایلیوں کے دونوں بے ہوش ایلیوں کو دیکھتا ہوا مزہ بیرک سے باہر نکلتا چلا گیا۔

دو مسلح افراد اب بھی ان کے سروں پر مسلط تھے اس لئے پرس چلی اور ایکسٹو ان کی موجودگی میں بات نہیں کر سکتے تھے۔ اس نے وہ خاموشی سے پڑے رہے۔ ایک گھنٹے کے بعد جی پی ایلیوں کا کرنل شام وہاں پہنچ گیا۔ پرس چلی اور ایکسٹو اسی حالت میں پڑے رہے۔ ان کے زخم دیکھ کر کرنل شام نے انہیں ہوش میں لانے کی کوشش نہ کی۔ اس نے سوچا کہ پہلے انہیں ہسپتال لے جائے۔ مناسب طبی امداد بہم پہنچانی ہوگی۔ اس کے بعد ہی وہ ان سے السلام کے بارے میں پوچھ سکتا ہے۔ چنانچہ اس کے کہنے پر ان دونوں کو بے ہوشی کی ہی حالت میں کرنل شام کے خصوصی ہیلپ کاپر میں پہنچایا گیا اور کرنل شام انہیں لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ کرنل شام انہیں پہلے اپنے ہیڈ کوارٹر لایا تھا جہاں کال کر کے اس نے پہلے ہی ایک ایسیوینس منگوا لی تھی۔ ان دونوں کو ٹیلی کاپر

سے نکال کر ایسیوینس میں منتقل کیا گیا اور پھر ایسیوینس انہیں لے کر ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئی۔

ان دونوں کو جس ہسپتال میں پہنچایا گیا تھا وہ ٹاپ ون ہسپتال تھا۔ جہاں ان کا چیک اپ کیا گیا۔ انہیں چونکہ مخصوص طاقتوں کے انجینئر لگائے گئے تھے اس لئے ان کا فوری طور پر آپریشن ممکن نہیں تھا۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ جب تک انہیں خود ہوش نہیں آ جاتا اس وقت تک ان کے آپریشن نہیں کئے جاسکتے اور نہ ہی انہیں خون دیا جاسکتا تھا۔ اس لئے انہیں ہوش آنے تک ایک پرائیویٹ روم میں پہنچا دیا گیا۔

کچھ دیر تک کرنل شام ان کے روم میں رکا رہا اور ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتا رہا پھر وہ سر جھٹکتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ کرنل شام کے باہر جاتے ہی پرس چلی نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے فوراً منہ میں ہاتھ ڈال کر تالو کے نیچے لگا ہوا پلاسٹک کا ایک ٹکڑا الگ کیا اور پھر اسے بیڈ کی چادر سے صاف کرنے لگا۔ اچھی طرح سے صاف کرنے کے بعد اس نے تالو کے ہم رنگ پلاسٹک کے ٹکڑے کو مخصوص انداز میں مروٹا شروع کر دیا جیسے وہ پلاسٹک نہ ہو بلکہ چیونٹ ہو۔ اس کے بعد پرس چلی نے اپنے سر پر ہاتھ بھیر کر بالوں سے ایک باریک تار نکالا اور اسے اس چیونٹ نما پلاسٹک کے سرے سے جوڑ دیا۔ پھر پرس چلی نے اپنی دائیں ٹانگ اٹھا کر اس پر لگی ہوئی پٹی اتاری اور پھر پٹی کے

نیچے موجود نقلی زخم میں دو انگلیاں ڈال کر گھمانے لگا جب اس کی انگلیاں باہر آئیں تو اس کی انگلیوں میں ایک پن تھی جس کا ایک سرا نوکیلا اور دوسرا گول اور موٹا تھا۔ پنس چلی نے پن کی نوک اس پلاسٹک کے ٹکڑے کے اس سرے پر لگا دی جس پر اس نے ایک تار لپیٹا تھا۔ پن کو ٹکڑے پر لگا کر وہ اسے انگلیوں سے آہستہ آہستہ گھمانے لگا۔ اسی لمحے پن کا پھولا ہوا سرا اچانک روشن ہو گیا۔

”ایس ڈی ایس ہینر“..... اسی لمحے کمرے میں ایک ہلکی سی آواز ابھری جو اسی پن کے سرے سے نکل رہی تھی۔ ایکسٹو نے بھی آنکھیں کھول دی تھیں اور وہ غور سے پنس چلی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”پی سی سپیکنگ“..... پنس چلی نے پنس چلی کا مخفف بتاتے ہوئے کہا۔

”ایس پنس“ حکم..... پن سے آواز آئی۔

”کیا پوزیشن ہے“..... پنس چلی نے پوچھا۔

”میں تیار ہو پنس۔ بس آپ کے حکم کی دیر ہے“..... دوسری طرف سے ڈی ایس نے کہا۔

”ہمارے پاس صرف ایک گھنٹہ ہے۔ ایک گھنٹے کے بعد ہمیں یہاں سے او پی میں پہنچا دیا جائے گا اور میں چاہتا ہوں کہ او پی میں جانے سے پہلے تم ہمیں یہاں سے نکال دو“..... پنس چلی نے کہا۔

”اوکے پنس۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کو کس فلور اور کس روم میں رکھا گیا ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ دس منٹوں تک آپ تک پہنچ جاؤں گا اور اگلے آدھے گھنٹے کے بعد ہم یہاں سے نکل جائیں گے“..... ڈی ایس نے جواب دیا۔

”گڈ۔ ہر طرف خیال رکھنا۔ کوئی چوک نہیں ہونی چاہئے۔“ پنس چلی نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں میرا تمام انتظام مکمل ہے یہاں سے نکلنے میں ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا“..... ڈی ایس نے جواب دیا۔

”گڈ۔ ہم بس تمہارا انتظار کر رہے ہیں“..... پنس چلی نے کہا اور پھر اس نے اسے مزید احتیاط کرنے کی ہدایات دیتے ہوئے رابطہ ختم کر دیا۔

”آپ تیار ہیں جناب“..... پنس چلی نے سب چیزیں الگ الگ کر کے انہیں اسی زخم میں ڈالنے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہاں۔ مگر یہ سب کیا ہے۔ تم نے کس سے بات کی تھی اور یہ کون سا آلہ ہے۔ یہ ٹراسمیٹر تو نہیں لگتا“..... ایکسٹو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اسے آپ مٹی والی ٹاکی کہہ سکتے ہیں جناب۔ ایسی والی ٹاکی جس سے بچے عام طور پر کھیلتے ہیں اور میں نے جس سے بات کی ہے وہ میرے بھروسے کا آدمی ہے جو ہمیں یہاں سے نکال کر لے

ایجادات کر سکیں۔ ہمارا مقصد چونکہ اسرائیل کے خلاف ہے اس لئے جب ہمارا گروپ اسرائیل جاتا ہے تو پھر وہ گروپ میرا ہی بنایا ہوا اسلحہ استعمال کرتا ہے“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو اسے سائنسی نظروں سے دیکھنے لگا۔ عمران نے اس کے بارے میں غلط نہیں کہا تھا واقعی پرنس چلی کے ہزاروں روپ تھے اور ابھی تو ایکسٹو کے سامنے اس کے روپ ظاہر ہی نہیں ہوئے تھے۔ ایکسٹو کو یقین ہو گیا تھا کہ پرنس چلی کے روپ آہستہ آہستہ جب اس پر عیاں ہوں گے تب اسے خود ہی پتہ چل جائے گا کہ پرنس چلی کس حد تک جنگ آزادی کی جدوجہد کرنے والا اور کامیاب لیڈر ہے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد اچانک ان کے پیچھے کی دیوار سے ہلکی ہلکی آواز سنائی دینے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی دیوار کے پیچھے ڈرل مشین سے سوراخ کر رہا ہو۔ ایکسٹو نے چونک کر دیکھا تو اسے ساٹ دیوار میں ایک سیاہ لکیر سی جتنی ہوئی دکھائی دی جو نیچے سے اوپر کی طرف اور پھر دائیں سے بائیں طرف جا رہی تھی۔

”گلٹا ہے تمہارا ساتھی یہ دیوار لیزر کٹر سے کاٹ رہا ہے۔“

ایکسٹو نے سیاہ لکیر دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں جناب۔ خاموشی سے کام کرنے کے لئے ہم زیادہ تر لیزر کٹر کا ہی استعمال کرتے ہیں“..... پرنس چلی نے جواب دیا۔

”کمرے کا دروازہ بند ہے لیکن اگر کوئی اچانک دروازہ کھول کر اندر آ گیا اور اس نے دیوار کا کٹاؤ دیکھ لیا تو“..... ایکسٹو نے کہا۔

جانے کے لئے آ رہا ہے“..... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا اس واک ٹاک کی کال کچھ نہیں کی جاسکتی۔ اس کمرے میں اگر کوئی مائیکروفون لگا ہوا ہو تو“..... ایکسٹو نے پوچھا۔ اس نے عبرانی زبان میں بات کی تھی جبکہ پرنس چلی مقامی زبان میں بات کر رہا تھا جیسے اسے کوئی فکر ہی نہ ہو۔

”یہ خالصتاً میری ایجاد ہے جناب۔ اس کی ہاٹ فریکوئنسی کسی بھی طریقے سے چیک نہیں کی جاسکتی اور سب سے اہم ترین بات یہ ہے کہ اگر یہاں کوئی ڈیوائس یا مائیکروفون لگا ہوا ہوتا تو پھر یہ ڈیوائس خود بخود آف ہو جاتی۔ میں نے اسے انتہائی تکنیکی انداز میں بنایا ہے تاکہ اگر کہیں کوئی خفیہ جگ یا سیکورٹی کیمرا بھی لگا ہوا ہو تو اس کی موجودگی میں یہ آلہ کوئی کال ہی نہیں ملاتا“..... پرنس چلی نے کہا۔

”تو کیا تم سائنسدان بھی ہو“..... ایکسٹو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا کیونکہ عمران نے اسے یہ بات نہیں بتائی تھی۔

”جی ہاں جناب۔ میں بھی پرنس آف ڈھمپ کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہوں۔ جس طرح سے انہوں نے آکسفورڈ سے ایم ایس سی ڈی ایس سی کی ڈگری لی ہے میں بھی ایسی ہی ڈگری ہولڈر ہوں اور میں اپنی تنظیم اور فلسطین کی فلاح کے لئے بھی کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہوں۔ ہمارے پاس وسائل کی تو کمی نہیں ہے لیکن ہمیں وہ سامان دستیاب نہیں ہوتا جس کی مدد سے ہم فلسطین کے لئے کوئی یونیک

”اس کے لئے بھی میں تیار ہوں جانب۔ یہ دیکھیں۔ میرے ہاتھ میں ایک کپسول ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں میں ٹاپ لینز لگا رکھے ہیں جن کی مدد سے میں دیوار کے آر پار بھی دیکھ سکتا ہوں۔ میں اس وقت بھی بخوبی دیکھ سکتا ہوں کہ دروازے کے پاس کون موجود ہے۔ باہر دو مسلح افراد کے سوا کوئی نہیں ہے اور وہ دونوں ایک بیچ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی نے اندر آنے کی کوشش کی تو میں یہ کپسول توڑ دوں گا جس سے ارد گرد موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے اور جو بھی دروازے کے باہر راہبروں میں آئے گا وہ بھی اس کپسول کی تیز گیس کی بو سے محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ ہمیں بس ایک لمحے کے لئے سانس روکنا پڑے گا اور کپسول توڑنے سے پہلے میں آپ کو بتا دوں گا تاکہ آپ بھی سانس روک سکیں اور شاید آپ نے کمرے کی ساخت نہیں دیکھی۔ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ یہاں سے کوئی آواز باہر نہیں جاسکتی ہے“..... پرنس چلی نے کہا اور ایکسٹو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ پرنس چلی اس کی توقع سے کہیں زیادہ تیز اور ذہین تھا۔ اس نے یہاں تک آنے اور یہاں سے نکلنے کی مکمل پلاننگ کر رکھی تھی جو اس کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

عقبی دیوار پر بننے والی لکیر دائیں طرف جا کر پھر نیچے کی طرف مڑ گئی تھی اور اب ایک سیدھ میں نیچے جا رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی سیاہ مارکر سے دیوار پر دروازے کا نشان بنا رہا ہو۔ جب

لکیر کا سرا نیچے زمین سے مل گیا تو اچانک بھک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ وہاں دیوار میں ایک خلاء سا بن گیا۔ دیوار کا چوکھٹا راکھ بن کر گر گیا تھا وہاں باقاعدہ ایک دروازے جیسا خلاء دکھائی دے رہا تھا۔

جیسے ہی دروازہ بنا اچانک دوسری طرف سے ایک اڈیٹر عمر شخص اچھل کر اس طرف آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چپٹا ہسٹل تھا۔ اس آدمی نے ڈاکٹروں جیسا مخصوص لباس پہن رکھا تھا اور اس کے منہ پر ماسک بھی دکھائی دے رہا تھا۔ اس شخص کو اندر آتے دیکھ کر پرنس چلی فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”آئیں جناب جلدی کریں۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔“ پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو بھی فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ تینوں واپس اس خلاء کی طرف بڑھ گئے جس سے اڈیٹر عمر ڈاکٹر نکل کر باہر آیا تھا۔ ڈاکٹر نے ان سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ خلاء سے گزر کر وہ دوسری طرف آئے تو وہاں ایک واش روم تھا۔ واش روم کافی بڑا تھا۔ جس کے باہر مزید واش رومز بنے ہوئے تھے۔ جو شاید ڈاکٹر کے استعمال کے لئے بنائے گئے تھے۔ تینوں اسی واش روم میں رک گئے۔ واش روم کا دروازہ بند تھا۔ ڈاکٹر آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ دوسری طرف کوئی نہیں تھا۔ اس نے ان دونوں کو بھی باہر بلا لیا۔ پورے واش روم میں اس وقت ان تینوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔

زیادہ پرکشش نوجوان دکھائی دے رہا تھا۔ پرنس چلی بھی اس کی جانب ستائشی نظروں سے ہی دیکھ رہا تھا۔

”چلیں“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں واش روم کے مین دروازے کی جانب بڑھ گئے۔ مین دروازہ کھول کر وہ باہر نکلے تو ڈی ایس ڈاکٹر کے روپ میں باہر ہی ان کا انتظار کر رہا تھا۔ باہر ایک طویل راہداری تھی۔ جہاں کئی افراد موجود تھے۔

”آپ میرے پیچھے آ جائیں“..... ڈی ایس نے انہیں واش روم سے نکلنے دیکھ کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ایکسٹو اور پرنس چلی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور پھر مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے وہ ہسپتال کے مین دروازے سے باہر نکل آئے۔ راستے میں کئی افراد، نرسوں اور ڈاکٹروں نے ڈی ایس کو ڈاکٹر ہیوگن کے نام سے پکارا تھا جس سے ایکسٹو کو اندازہ ہو رہا تھا کہ ڈی ایس نے اس ہسپتال کے ڈاکٹر ہیوگن کا میک اپ کر رکھا ہے۔

ڈی ایس کو کسی ایمرجنسی کیس کے لئے بھی بلایا جا رہا تھا لیکن ڈی ایس انہیں ابھی واپس آنے کا کہہ کر باہر جا رہا تھا۔ ہسپتال سے باہر آتے ہی اس نے انہیں گیٹ کے پاس رکنے کے لئے کہا اور خود دائیں طرف بڑھ گیا جہاں میزھیاں سی نیچے جا رہی تھیں اور میزھیوں کے اوپر دیوار پر پارکنگ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ کچھ

”آپ اس واش روم میں چلے جائیں اور آپ اس میں۔ آپ دونوں کے لئے میں نے ان واش رومز میں لباس رکھے ہوئے ہیں۔ آپ وہ لباس پہن کر باہر آ جائیں۔ دونوں واش رومز میں میک اپ کٹس بھی موجود ہیں۔ آپ میک اپ کر کے اپنے حلیے بھی تبدیل کر لیں تب تک میں باہر آپ دونوں کا ویٹ کرتا ہوں“..... ڈاکٹر نے انہیں دو واش رومز کی طرف اشارہ کر کے بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر ایکسٹو پہچان گیا یہ ڈی ایس کی آواز تھی جس نے پرنس چلی سے واک ٹاکی جیسے آلے پر بات کی تھی۔

”اوکے۔ ہم آ رہے ہیں“..... پرنس چلی نے کہا اور اس واش روم کی جانب بڑھ گیا جس کی طرف ڈی ایس نے اشارہ کیا تھا اور ایکسٹو دوسرے واش روم میں چلا گیا۔

ایکسٹو جس واش روم میں داخل ہوا وہاں واقعی اس سے ماپ کا ایک لباس موجود تھا۔ واش روم کے ٹینک پر ایک میک اپ کٹ بھی موجود تھی۔ ایکسٹو نے لباس تبدیل کیا اور میک اپ کٹ کھول کر اس سے سامان نکال کر اپنا میک اپ بدلنے لگا۔ اس نے اپنا پرانا لباس وہیں چھوڑا اور پھر وہ واش روم سے باہر آ گیا۔ اس وقت تک پرنس چلی بھی دوسرے واش روم سے نکل آیا تھا۔ اس کا حلیہ بدلا ہوا تھا۔ ایکسٹو نے اس کی جانب ستائشی نظروں سے دیکھا۔ پرنس چلی نے واقعی شاندار روپ بدلا تھا وہ پہلے سے کہیں

زیادہ پرکشش نوجوان دکھائی دے رہا تھا۔ پرنس چلی بھی اس کی جانب ستائشی نظروں سے ہی دیکھ رہا تھا۔

”چلیں“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں واش روم کے مین دروازے کی جانب بڑھ گئے۔ مین دروازہ کھول کر وہ باہر نکلے تو ڈی ایس ڈاکٹر کے روپ میں باہر ہی ان کا انتظار کر رہا تھا۔ باہر ایک طویل راہداری تھی۔ جہاں کئی افراد موجود تھے۔

”آپ میرے پیچھے آ جائیں“..... ڈی ایس نے انہیں واش روم سے نکلے دیکھ کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ایکسو اور پرنس چلی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور پھر مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے وہ ہسپتال کے مین دروازے سے باہر نکل آئے۔ راستے میں کئی افراد، نرسوں اور ڈاکٹروں نے ڈی ایس کو ڈاکٹر ہیوگن کے نام سے پکارا تھا جس سے ایکسو کو اندازہ ہو رہا تھا کہ ڈی ایس نے اس ہسپتال کے ڈاکٹر ہیوگن کا میک اپ کر رکھا ہے۔

ڈی ایس کو کسی ایمرجنسی کیس کے لئے بھی بلایا جا رہا تھا لیکن ڈی ایس انہیں ابھی واپس آنے کا کہہ کر باہر جا رہا تھا۔ ہسپتال سے باہر آتے ہی اس نے انہیں گیٹ کے پاس رکنے کے لئے کہا اور خود دائیں طرف بڑھ گیا جہاں میزھیاں سی نیچے جا رہی تھیں اور میزھیاں کے اوپر دیوار پر پارکنگ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ کچھ

”آپ اس واش روم میں چلے جائیں اور آپ اس میں۔ آپ دونوں کے لئے میں نے ان واش رومز میں لباس رکھے ہوئے ہیں۔ آپ وہ لباس پہن کر باہر آ جائیں۔ دونوں واش رومز میں میک اپ کٹس بھی موجود ہیں۔ آپ میک اپ کر کے اپنے حلیے بھی تبدیل کر لیں تب تک میں باہر آپ دونوں کا ویٹ کرتا ہوں“..... ڈاکٹر نے انہیں دو واش رومز کی طرف اشارہ کر کے بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر ایکسو پہچان گیا یہ ڈی ایس کی آواز تھی جس نے پرنس چلی سے واک ٹاکی جیسے آلے پر بات کی تھی۔

”اوکے۔ ہم آ رہے ہیں“..... پرنس چلی نے کہا اور اس واش روم کی جانب بڑھ گیا جس کی طرف ڈی ایس نے اشارہ کیا تھا اور ایکسو دوسرے واش روم میں چلا گیا۔

ایکسو جس واش روم میں داخل ہوا وہاں واقعی اس سے مپ کا ایک لباس موجود تھا۔ واش روم کے ٹینک پر ایک میک اپ کٹ بھی موجود تھی۔ ایکسو نے لباس تبدیل کیا اور میک اپ کٹ کھول کر اس سے سامان نکال کر اپنا میک اپ بدلنے لگا۔ اس نے اپنا پرانا لباس وہیں چھوڑا اور پھر وہ واش روم سے باہر آ گیا۔ اس وقت تک پرنس چلی بھی دوسرے واش روم سے نکل آیا تھا۔ اس کا حلیہ بدلا ہوا تھا۔ ایکسو نے اس کی جانب ستائشی نظروں سے دیکھا۔ پرنس چلی نے واقعی شاندار روپ بدلا تھا وہ پہلے سے کہیں

ہے۔ تم نے دیکھا نہیں تھا کہ نرسیں اور ڈاکٹرز، ڈاکٹر ہیوگن کو امیرجنسی کے لئے بلا رہے تھے لیکن یہ سب کو ٹال رہا تھا۔“ ایکسٹو نے کہا۔

”تو کیا فرق پڑتا ہے۔ انہیں شک ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ آئی ڈونٹ کیئر۔ ڈی ایس کا روپ بدل جائے گا تو ڈاکٹر ہیوگن کا نام و نشان تک مٹ جائے گا پھر وہ ڈھونڈتے رہیں ہمیں بھی اور ڈاکٹر ہیوگن کو بھی“..... پرنس چلی نے لاپرواہی سے کہا۔

”اور یہ کار۔ یہ بھی تو ڈاکٹر ہیوگن کی ہی ہے“..... ایکسٹو نے کہا۔

”ہسپتال سے نکلنے کے لئے اس گاڑی میں آنا ضروری تھا ورنہ راستے میں جگہ جگہ مجھے اور آپ کو رجسٹر میں اپنے نام درج کرانے کے ساتھ ساتھ دستخط کرنے پڑتے۔ آپ دونوں کے نام چونکہ وزیرز اور مریضوں کی لسٹ میں نہیں ہیں اس لئے اگر میں آپ کے ساتھ نہ ہوتا تو مشکل ہو جاتی۔ میں یہ گاڑی بھی عارضی طور پر اپنے ساتھ لایا ہوں جسے یہاں سے کچھ دور چھوڑ دوں گا۔“ پرنس چلی کی بجائے ڈی ایس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ڈی ایس نے واقعی کار ایک کمرشل پلازہ کے پاس روکی اور وہ سب کار سے نکل آئے۔ ڈی ایس نے ڈاکٹروں والا کوٹ اتار کر پہلے ہی کار میں رکھ دیا تھا۔ اس طرف آتے ہوئے ڈی ایس نے اپنی دگ بھی اتار دی تھی اور کار میں

ہی دیر میں ڈی ایس ایک سیاہ رنگ کی پراڈو گاڑی لے کر گیٹ کے پاس آ گیا۔ اس نے کار ان دونوں کے پاس روکی اور اسے دیکھ کر ایکسٹو اور پرنس چلی کار میں بیٹھ گئے۔ ان دونوں کے بیٹھے ہی ڈی ایس نے کار آگے بڑھا دی۔

”کیا یہ اسی ڈاکٹر کی گاڑی ہے جس کا تم نے میک اپ کر رکھا ہے؟“..... پرنس چلی نے ڈی ایس سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ڈی ایس کے سائڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جبکہ ایکسٹو پچھلی سیٹ پر بیٹھ تھا۔

”یس ہاس۔ میں نے ڈاکٹر ہیوگن کا میک اپ کر رکھا ہے۔ جہاں میری رہائش ہے ڈاکٹر ہیوگن کی بھی رہائش اسی علاقے میں ہے اس لئے میں نے اسی پر ہاتھ ڈالنا مناسب سمجھا تھا۔ چنانچہ میں اس کی رہائش گاہ پہنچا اور پھر میں نے اسے آف کر کے اس کا روپ بدلا اور ہسپتال پہنچ گیا“..... ڈی ایس نے جواب دیا۔

”اور ڈاکٹر ہیوگن۔ اس کی لاش کا کیا کیا تم نے؟“..... پرنس چلی نے پوچھا۔

”میں نے اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے ایک گٹر میں بہا دیئے ہیں ہاس۔ اس کا اب کہیں کچھ پتہ نہیں چلے گا“..... ڈی ایس نے جواب دیا تو پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کچھ بھی ہو جس طرح سے تمہارا ساتھی ہمیں ہسپتال سے لے کر باہر آیا ہے۔ اس سے کرٹل سٹارم کو اس پر شک بھی ہو سکتا

بیٹے بیٹے اپنے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے چہرے کے نقش و نگار بھی بدل لئے تھے۔

کار سے نکل کر وہ پلازہ کی پارکنگ کی طرف گئے اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ ایک نئی سیڈان کار میں پارکنگ سے نکل رہے تھے۔ اگلے ایک گھنٹے میں پرنس چلی اور ایکسو ایک ایسی رہائش گاہ میں تھے جو شہر سے الگ تھلگ اور پرسکون ماحول میں تھی۔ کوٹھی نما اس رہائش گاہ میں داخل ہونے سے پہلے انہوں نے کار کافی فاصلے پر چھوڑ دی تھی اور پیدل چلتے ہوئے اس رہائش گاہ میں آئے تھے۔ ڈی ایس انہیں ایک شاندار روم میں لے آیا۔

”آپ یہاں آرام کریں۔ میں ڈی ایس کے ساتھ جا رہا ہوں۔ مجھے باہر کا ماحول چیک کرنا ہے اور پھر مجھے آپ کے لئے یہ پتہ لگانا ہے کہ گارج کہاں ملے گا اور اس تک پہنچنے کے لئے ہمیں کن مرحلوں سے گزرنا پڑے گا“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر پرنس چلی اپنے ساتھی ڈی ایس کے ساتھ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

حصہ اول ختم شد

44 B

عمران سیریز نمبر

پاور آف ایکسو

حصہ دوم

ظہیر احمد

اسلامان پبلی کیشنز، اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام مقام کروار واقعات اور
پیش کردہ چویشز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا
کلی مطابقت محض اتفاق ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز
مصنف پر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

کرنل شام اپنے آفس میں موجود تھا۔ وہ میز پر کہنیاں نکا کر
دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔ اسے اطلاع مل چکی تھی کہ
وہ ریڈ لائن سے اپنے جن دو ایجنٹوں کو لایا تھا وہ دونوں ہسپتال
سے غائب ہو چکے تھے اور انہیں وہاں سے اسی ہسپتال کا ایک سینئر
ڈاکٹر ہیوگن نکال کر لے گیا تھا۔

کرنل شام نے خود ٹاپ ون ہسپتال میں جا کر وہ روم چیک
کیا تھا جہاں اس کے دونوں ایجنٹوں کو رکھا گیا تھا۔ کمرے کی پچھلی
دو دروازے کو کسی ریزکٹر سے کاٹا گیا تھا اور دیوار کے پیچھے واش روم سے
گزر کر وہ دونوں اپنے بیدروں پر چلتے ہوئے ڈاکٹر ہیوگن کے ساتھ
گئے تھے۔ اس بات کا پتہ کرنل شام کو واش روم کے باہر لگے
ٹھنڈے شارٹ سرکٹ کیمروں کی فونج سے ملا تھا۔ واش روم سے
ڈاکٹر ہیوگن کے ساتھ جو دو سوئڈ بوئڈ افراد نکلے تھے ان کی شکلیں

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی

محمد علی قریشی

ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی

طابع ----- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان



ہوئے گئے تھے ان کی فونج دیکھ کر کرٹل شارم بھی حیران رہ گیا تھا۔ کہاں دونوں ایجنٹ زخموں سے چور تھے اور وہ نقاہت کی وجہ سے ٹھیک طرح سے بات بھی نہیں کر سکتے تھے اور کہاں وہ بالکل فریٹش اور نہایت اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے ڈاکٹر ہیوگن کے ساتھ باہر گئے تھے۔ ان کے جسم پر ایک معمولی خراش کا بھی نشان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہسپتال کے دو واش روموں سے انہیں ایجنٹوں کے اتارے ہوئے ہسپتال کے لباسوں کے ساتھ چند ایسی چیزیں بھی ملی تھیں جنہیں دیکھ کر کرٹل شارم کا دماغ لٹو کی طرح گھوم گیا تھا۔

ان چیزوں میں پلاسٹک کے ایسے ٹکڑے بھی شامل تھے جو جلد کے رنگ کے تھے اور ان میں خون بھرا ہوا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے سانپوں کی طرح ان دو افراد نے بھی وہاں اپنے جسم کی کھال اتار دی ہو۔ پلاسٹک کی ان دونوں کھالوں پر زخموں کے بالکل ایسے ہی نشان موجود تھے جنہیں کرٹل شارم نے ظاہری حالت میں دونوں ایجنٹوں کے جسموں پر زخموں کی شکل میں دیکھے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر کرٹل شارم کا دماغ بھنا اٹھا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے ڈانج دیا گیا ہے اور وہ سرحدی پٹی سے جن دو افراد کو لایا ہے وہ اس کے خاص ایجنٹ نہیں بلکہ کوئی اور تھے۔ لیکن کرٹل شارم کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ وہ دونوں کون تھے اور انہیں کیمران اور بروں کے نام کیسے معلوم ہوئے تھے۔ بروں تو بے ہوش تھا لیکن

مختلف ضرورتیں لیکن ان کے قد کاٹھ کرٹل شارم کے ایجنٹوں جیسے ہی تھے۔ اسی طرح دوسرے کیمروں سے جب پورے ہسپتال اور پارکنگ کی فونج چیک کی گئیں تو وہ دونوں ڈاکٹر ہیوگن کے ساتھ ہی اس کی کار میں گئے تھے۔

ڈاکٹر ہیوگن کو ہر طرف تلاش کیا گیا لیکن اس کا کہیں کچھ پتہ نہیں چلا تھا لیکن اس کی پراڈو کار ایک کمرشل پلازہ سے مل گئی تھی۔ پھر جب ڈاکٹر ہیوگن کی رہائش گاہ کو باریک بینی سے چیک کیا گیا تو رہائش گاہ کے ایک کمرے سے انہیں ایک لاش کے ٹکڑے ملے۔ لاش کے ٹکڑوں کو ایک جگہ جمع کر کے فرانک لیبارٹری بھیج دیا گیا۔ جہاں لاش کے ٹکڑوں کے مختلف ٹیسٹوں کے ساتھ اس کا ڈی این اے چیک کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ لاش ڈاکٹر ہیوگن کی تھی۔ جسے نہایت بے دردی سے قتل کر کے اور اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے کٹر میں پھینک دیئے گئے تھے۔ لاش کے تجربے سے اس بات کا بھی پتہ چل گیا تھا کہ ڈاکٹر ہیوگن چوبیس سے پچیس گھنٹے قبل ہلاک کیا گیا تھا۔ وہ لاش ڈاکٹر ہیوگن کی تھی جس سے اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ ہسپتال میں جو ڈاکٹر ہیوگن موجود تھا وہ کوئی اور تھا۔ جس نے خاص طور پر ڈاکٹر ہیوگن کو قتل کر کے اس کی جگہ لی تھی اور ہسپتال پہنچ گیا تھا تاکہ وہ ان دونوں ایجنٹوں کو وہاں سے نکال سکے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

نقلی ڈاکٹر ہیوگن کے ساتھ جس طرح سے دونوں ایجنٹ چلتے

سے منع کر دیا تھا کہ وہ کسی سے اس بات کا ذکر نہ کریں کہ وہاں کرنل شام نے کسی کو ایڈمٹ کیا تھا اور وہ کس طرح سے ہسپتال سے نکل گئے تھے۔ یہاں تک کہ کرنل شام نے ڈاکٹر ہیوگن کی ہلاکت کی خبر کو بھی چھپا لیا تھا۔ البتہ کرنل شام نے دونوں ایجنٹوں اور ڈاکٹر ہیوگن کی خفیہ طور پر بڑے پیمانے پر تلاش کرنی شروع کر دی تھی۔ وہ ہر حال میں ان تینوں تک پہنچنا چاہتا تھا جن کی وجہ سے اس کی عزت خطرے میں تھی۔

کرنل شام جانتا تھا کہ اگر اس نے جلد سے جلد ان دونوں ایجنٹوں کو تلاش نہ کیا اور ان کی حقیقت سامنے نہ آئی تو اسے نہ صرف اپنے عہدے سے ہاتھ دھونے پڑ سکتے ہیں بلکہ اس کا کورٹ مارشل بھی کیا جاسکتا ہے۔ کورٹ مارشل ہونے کی صورت میں فلسطین کو غیر قانونی طور پر اسرائیل لانے کے جرم میں اسے ڈائریکٹ موت کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

کرنل شام نے نہایت راز دارانہ انداز میں اپنی سروس کے ممبران کو اسرائیل میں پھیلنا رکھا تھا تاکہ وہ ہر ممکن طریقے سے دونوں ایجنٹوں اور ان کے ساتھی کو تلاش کر سکیں جس نے ٹاپ ون ہسپتال سے نکلنے میں ان دونوں کی مدد کی تھی اور ٹاپ ون کے ایک سینئر ڈاکٹر کو بھی اپنے مقصد کے لئے ہلاک کر دیا تھا۔

کرنل شام اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ اگر وہ دونوں ایجنٹ اس کے ہاتھ نہ آئے اور اس نفی ڈاکٹر ہیوگن کا کچھ پتہ نہ چلا تو کیا ہو

کیران نے اس سے باقاعدہ اس کے ٹراسمیز پر بات کی تھی اگر وہ کیران نہیں تھا تو پھر اسے کرنل شام کے ٹراسمیز کی فریکوئنسی کیسے معلوم ہو گئی تھی اور پھر کیران نے کرنل شام کو باقاعدہ کوڈز بھی بتائے تھے جو صرف فلسطین کے مخصوص فارن ایجنٹ ہی جانتے تھے۔

کرنل شام کو جہاں تک سمجھ آیا تھا وہ یہ تھا کہ وہ دونوں ایجنٹ کوئی اور تھے جنہوں نے اس کے دونوں فارن ایجنٹوں کیران اور بروس کو پکڑ لیا تھا اور پھر ان سے تمام معلومات اگلو کر ان کی جگہ لے لی تھی اور پھر وہ ان دونوں ایجنٹوں کا روپ دھار کر سرحدی پٹی تک آگئے تھے تاکہ وہ کرنل شام کو آلہ کار بنا کر اسرائیل میں داخل ہو سکیں۔ کرنل شام کو یہ بات بھی کھائے جا رہی تھی کہ وہ خود فلسطین کے نجانے کن خطرناک ایجنٹوں کو اسرائیل لے آیا ہے جو اب نجانے کہاں غائب ہو گئے ہیں اور وہ اسرائیل میں کس مقصد کے لئے داخل ہوئے ہیں۔ اگر انہوں نے اسرائیل میں شدت پسندانہ کارروائیاں کرنے کا آغاز کر دیا اور اعلیٰ حکام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ یہ کارروائیاں وہی دو افراد کر رہے ہیں جنہیں کرنل شام اپنے فارن ایجنٹ سمجھ کر سرحدی پٹی سے لایا ہے تو اعلیٰ حکام اس کا کیا حشر کریں گے اس خیال سے ہی کرنل شام کی روح کانپ رہی تھی۔ اس لئے اس نے فوری طور پر اس سارے معاملے کو سمیٹ لیا تھا اور ہسپتال کے ایم ایس سمیت ان تمام افراد کو سختی

”پتہ چل گیا ہے۔ اودہ۔ گڈ شو۔ دیری گڈ شو۔ کیسے پتہ چلا ان کا اور کہاں ہیں وہ دونوں۔ اودر“..... کرنل شارم نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں چلاتے ہوئے کہا۔ دونوں ایجنٹوں کے پتہ چلنے کا سن کر اس کا چہرہ یکے ہوئے ٹھٹھکی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

”وہ دونوں اس وقت تل ابیب کے نواحی علاقے حاس کی ایک کالونی میں موجود ہیں چیف۔ اودر“..... ایون تھرنی نے کہا۔

”حاس۔ اودہ۔ وہ حاس کیسے پہنچ گئے اور وہ ان کا تیسرا ساتھی جس نے انہیں ہسپتال سے نکالنے میں ان کی مدد کی تھی۔ کیا وہ بھی ان کے ساتھ ہے۔ اودر“..... کرنل شارم نے پوچھا۔

”لیس چیف۔ وہ بھی اس وقت اسی کوشی میں موجود ہے جس میں نفلی کیران اور بردس موجود ہیں۔ اودر“..... ایون تھرنی نے جواب دیا۔

”کوشی۔ ہونہ۔ کیا تم اس کوشی کے پاس موجود ہو۔ اودر“۔ کرنل شارم نے پوچھا۔

”لیس چیف۔ میں اپنے ساتھ فورس لایا ہوں۔ میں نے اس رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ان کے پاس یہاں سے بچ نکلنے کا کوئی ایک بھی راستہ نہیں ہے۔ اودر“..... ایون تھرنی نے کہا۔

”انہیں بچ کر نکلنا بھی نہیں چاہئے۔ میں ان تینوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے میری راتوں کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔

گا۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی وردی اترتی دکھائی دے رہی تھی اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اسے موت کی سزا سن کر فائرنگ اسکوڈ کے سامنے کھڑا کر دیا گیا ہو جو کسی بھی لمحے اس پر فائرنگ کر سکتا تھا۔ اسی لمحے اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی تیز سیٹی کی آواز سن کر وہ یوں اچھلا جیسے اچانک فائرنگ اسکوڈ نے اس پر بے تحاشہ فائرنگ کرنی شروع کر دی ہو۔ پھر ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجتے دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فوراً ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ ٹرانسمیٹر پر سرخ بلب سپارک کر رہا تھا۔ کرنل شارم نے ایک بٹن پر پس کیا تو سرخ بلب آف ہو گیا اور اس کی جگہ ایک سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

”ہیلو ہیلو۔ ایون تھرنی کاننگ۔ ہیلو۔ اودر“..... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مودبانہ روانہ آواز سنائی دی۔

”لیس۔ چیف انڈنگ یو۔ اودر“..... کرنل شارم نے ٹرانسمیٹر کا مخصوص بٹن پر پس کر کے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

”میں ایون تھرنی بول رہا ہوں چیف۔ اودر“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”بولو۔ کیوں کال کی ہے۔ اودر“..... کرنل شارم نے پوچھا۔

”چیف مجھے ان دونوں ایجنٹوں کا پتہ چل گیا ہے جو ٹاپ دن ہسپتال سے فرار ہوئے تھے۔ اودر“..... ایون تھرنی نے کہا اور اس کی بات سن کر کرنل شارم بے اختیار اچھل پڑا۔

میں ہر حال میں انہیں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں اور ان سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آخر ہیں کون اور انہوں نے اصلی کیرمان اور بروس کے ساتھ کیا کیا تھا۔ اور..... کرنل شارم نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ اور..... الیون تھرٹی نے کہا۔

”تم ان تک کیسے پہنچے اور تمہیں کیسے یقین ہے کہ یہ وہی تین ہیں جن کی ہمیں تلاش ہے۔ اور..... کرنل شارم نے پوچھا۔

”میں اپنی ٹیم کے ساتھ شہر بھر میں ان کو تلاش کر رہا تھا چیف۔ وہ چونکہ ڈاکٹر ہیوگن کی کار میں فرار ہوئے تھے اس لئے میرا فوکس اس کار پر ہی تھا۔ جن جن راستوں سے وہ کار گزرتی تھی میں نے ان تمام علاقوں کے شارٹ سرکٹ کیمروں کے فوٹیج حاصل کر لئے تھے۔ کار مختلف شاہراہوں سے ہوتی ہوئی ایک کمرشل پلازہ تک پہنچی تھی اور انہوں نے وہاں وہ کار چھوڑ دی تھی۔ جس کمرشل پلازہ کے باہر انہوں نے کار چھوڑی تھی وہاں بھی شارٹ سرکٹ کیمرے نصب تھے۔ میں نے ان کی فوٹیج حاصل کی تو ان تینوں کے نئے حلیے میرے سامنے آ گئے۔ ان میں سے ایک شخص کمرشل پلازہ کی پارکنگ میں گیا تھا اور اس نے وہاں سے ایک اور کار نکال لی تھی۔ جس پر میں نے دوسری کار کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنی شروع کر دیں۔ اس کے لئے بھی میں نے سڑکوں پر لگے ہوئے شارٹ سرکٹ کیمروں کے فوٹیج کا ہی سہارا لیا تھا۔ نئی کار میں وہ

تینوں حواس کی طرف گئے تھے اور پھر انہوں نے ایک علاقے میں وہ کار بھی چھوڑ دی تھی۔ جب میں اس علاقے میں پہنچا تو میں نے اس سارے علاقے کو غیر محسوس انداز میں گھیر لیا۔ میں نے سی سی کیمروں سے حاصل کی ہوئی فوٹیج سے ان تینوں کے نئے حلیوں والے پرنٹ بھی نکلا لئے تھے۔ جنہیں دکھا کر ارد گرد کے کینوں سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس کالونی کی کس کوشی میں گئے ہیں۔ چنانچہ میں نے فورس خفیہ انداز میں کوشی کے گرد پھیلا دی۔ میں نے احتیاط کے طور پر اس کوشی میں سڑاک ریز پھیلا دی۔ سڑاک ریز سے میں اندر دیکھ تو نہیں سکتا تھا لیکن ایک رسیور سے میں ان کی باتیں سننے کا موقع مل گیا۔ جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہ رہائش گاہ ہے جس میں میرے تینوں اہداف موجود ہیں۔ اور..... الیون تھرٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا باتیں ہوئی تھیں ان میں۔ کیا سنا جن تم نے۔ اور۔“

کرنل شارم نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”وہ تینوں کافی دیر پہلے ہی اس کوشی میں پہنچ گئے تھے۔ ان میں سے وہ شخص جو برہنہ بنا ہوا تھا وہ اسی کوشی میں آرام کرنے کے لئے رک گیا تھا لیکن دو افراد جن میں ایک کیرمان تھا اور دوسرا نئی ڈاکر ہیوگن وہ کہیں باہر چلے گئے تھے لیکن پھر وہ جلد ہی واپس آ گئے۔ وہ تینوں آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ابھی ان کی تلاش

میں ہر طرف فورسز بھیلی ہوئی ہیں اگر وہ اسی حالت میں باہر گئے تو جی پی ایون یا پھر ڈاگ ایجنسی کو ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ پتہ چل جائے گا۔ اس لئے انہیں کچھ روز یہیں رکنا پڑے گا یہی سوچ کر وہ دونوں واپس آئے تھے۔ اور چیف آپ کو یہ سن کر حیرانی ہو گئی کہ جو شخص بروں بنا ہوا ہے وہ پاکیشیا سے آیا ہے۔ جبکہ کیمران کا جس شخص نے روپ دھارا ہے اس کا تعلق السلام گروپ سے ہے۔ جو خود کو کوڈ میں پرنس چلی کہتا ہے۔ پرنس چلی کے ساتھی کا نام ڈی ایس ہے جس کا اصل نام مجھے معلوم نہیں ہو سکا ہے کیونکہ وہ دونوں اسے ڈی ایس ہی کہہ رہے ہیں۔ پرنس چلی ڈی ایس کو پاکیشیا سے آنے والے شخص کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اور۔۔۔ ایون تھرٹی نے کہا۔

”کیا بتا رہا تھا۔ کون ہے وہ پاکیشیائی ایجنٹ۔ اور۔۔۔۔۔ کرٹل شام نے اسی بے تابی سے پوچھا۔ جیسے وہ بھی پاکیشیا سے آنے والے ایجنٹ کے بارے میں جاننا چاہتا ہو کہ وہ کون ہے اور وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے۔

”وہ ایکسٹو ہے چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پراسرار چیف ایکسٹو۔ اور۔۔۔۔۔ ایون تھرٹی نے کہا۔ پہلے تو جیسے کرٹل شام کو کچھ سمجھ میں نہ آیا لیکن پھر اچانک وہ حقیقت اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اچانک اس کے پیروں میں ہینڈ گرنیڈ آ پھنسا ہو۔

”سک۔ سک۔ کیا کہا تم نے۔ ایکسٹو۔ اور۔۔۔۔۔ کرٹل شام

نے ہکھلاتے ہوئے کہا۔

”لیس چیف۔ پرنس چلی اور اس کا ساتھی بروں اس سے نہایت عزت اور تکریم سے پیش آ رہے تھے اور بروں بننے والے شخص کو چیف ایکسٹو کہہ رہے تھے۔ اور۔۔۔۔۔ ایون تھرٹی نے کہا تو کرٹل شام کی آنکھیں حیرت کی زیادتی اور خوف سے بھیلی چلی گئیں۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اور اسرائیل میں۔ یہ۔ یہ۔ تم یہ کیا کہہ رہے ہو ایون تھرٹی۔ کیا تم نے ٹھیک سے سنا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کو ایکسٹو ہی کہہ رہے تھے۔ اور۔۔۔۔۔ کرٹل شام نے تھر تھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ میں نے ان کی آوازیں شپ بھی کر لی ہیں۔ وہ میں آپ کو سنا سکتا ہوں۔ وہ ایکسٹو ہی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایون تھرٹی نے جواب دیا اور کرٹل شام کو اپنی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے تارے سے ناچتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

”مائی گاڈ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اسرائیل پہنچ چکا ہے وہ ایکسٹو جس کے بارے میں پاکیشیا کا صدر بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور وہ ایکسٹو جس نے خود کو سات پردوں میں چھپا رکھا ہے وہ دو فلسطینیوں کو اپنے بارے میں بتا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پرنس چلی اور اس کا ساتھی بھی عام ایجنٹ نہیں ہیں۔ لیکن وہ اسرائیل کیوں آئے ہیں اور انہوں نے اسرائیل میں داخل ہونے

ہوں۔ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اور السلام کا سرکردہ رکن پُرس چلی ہیں تو پھر میں انہیں اپنے ہاتھوں سے گرفتار کرنا چاہتا ہوں۔ چاہے وہ اب زندہ میرے ہاتھ آئیں یا مردہ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو جس کے بارے میں پوری دنیا نہیں جانتی کہ وہ کون ہے وہ اگر آج میرے ہاتھوں گرفتار یا ہلاک ہو گیا تو پوری دنیا میں میرا اور میری سروس کا نام ہو جائے گا۔ میں ان کے خلاف ہونے والے آپریشن کی خود نگرائی کروں گا تاکہ ان کے دہاں سے بچ نکلنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہے۔

”ہوور“..... کرنل شارم نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔
 ”لیس چیف۔ جیسے آپ کہیں۔ اوور“..... ایون تھرٹی نے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔

”تم اپنا گھیرا تنگ کر دو۔ ان کے لئے دہاں سے نکلنے کے لئے جھپے کے بل جتنا بھی راستہ نہیں ہوتا چاہئے۔ اگر کوئی اور دہاں آئے تو اسے جانے دینا لیکن رہائش گاہ سے نکلنے والے ہر ایک شخص کو پکڑ لینا چاہے وہ اس گھر کا مالی ہی کیوں نہ ہو۔ اوور“۔
 کرنل شارم نے ایون تھرٹی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”لیس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ وہ کسی بھی حالت میں ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکیں گے۔ اوور“..... ایون تھرٹی نے جواب دیا۔

”میں بس آدھے گھنٹے تک تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔“

کے لئے میرے کاندھوں پر بندوق کیوں رکھی تھی“..... کرنل شارم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 ”تم نے ان کے جو فونج حاصل کئے ہیں کیا وہ ان کے اصلی چہروں کے فونج ہیں۔ اوور“..... کرنل شارم نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

”نو چیف۔ وہ میک اپ میں ہیں۔ مجھے چند ایسے سی سی کیمروں کے فونج ملے تھے جو اس بات کو شو کرتے ہیں کہ کون میک اپ میں ہے اور کون نہیں۔ ان کیمروں سے میک اپ والے افراد کے اصلی چہروں کو بھی دیکھا جاسکتا ہے لیکن ان کیمروں نے ان تینوں کے جو فونج حاصل کئے ہیں ان کے مطابق وہ میک اپ میں ہیں لیکن وہ ان کے اصلی چہروں کی تصویریں نہیں بنا سکتے تھے کیونکہ ان تینوں نے سننے اور انتہائی جدید میک اپ کر رکھے ہیں۔ اوور“..... ایون تھرٹی نے کہا۔

”اوہ۔ ایسا کون سا جدید میک اپ ہو سکتا ہے جن کی تصاویر ہمارے جدید ترین کیمرے بھی حاصل نہیں کر سکے ہیں۔ اوور“۔
 کرنل شارم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”معلوم نہیں چیف۔ یہ تو ان کے میک اپ چیک کرنے پر ہی پتہ چلے گا۔ اوور“..... ایون تھرٹی نے جواب دیا۔

”بہر حال اچھا کیا جو تم نے ان کے خلاف ایکشن کرنے سے پہلے مجھے انعام کر دیا۔ تم مجھے لوکیشن بتاؤ میں خود دہاں پہنچ رہا

اور..... کرنل شارم نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

کرنل شارم کا چہرہ فرط مسرت سے کھلا جا رہا تھا کہ اگر ایون تھرٹی کی رپورٹ غلط نہیں ہے اور واقعی ایکسٹو اسرائیل میں موجود ہے تو پھر اس ایکسٹو کا انجام اس کے ہاتھوں ہو گا۔ جس ایکسٹو کے بارے میں جاننے کے لئے دنیا کے نامور اور انتہائی پاورفل ایجنٹ اور ایجنسیاں ناکام رہی ہیں۔ وہ ایکسٹو جب اس کے ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچے گا تو اس کا پوری دنیا میں نام ہو جائے گا اور وہ حقیقت میں اسرائیل کا ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کا ہیرو بن جائے گا۔ ایکسٹو کو زندہ یا مردہ پکڑ کر اس کی اصلیت ظاہر کرنے پر اس کا کارنامہ پوری دنیا میں سراہا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایون تھرٹی نے ایکسٹو، پرنس چلی اور اس کے ساتھی ڈی ایس کی باتوں کی جو ریکارڈنگ کی تھی وہ اس کے بے حد کام آ سکتی تھی اور پھر ایکسٹو زندہ یا مردہ اس کے ہاتھ آ جاتا تو وہ اس کا میک اپ صاف کر کے ساری دنیا کے سامنے اس کا اصلی چہرہ لا سکتا تھا۔

کرنل شارم کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے فوراً انٹر کام پر اپنے پرنس سیکرٹری کے ذریعے اپنے خاص ساتھی رائی کو بلا لیا۔ رائی اس کا نمبر نو تھا۔ کرنل شارم نے اسے ساری تفصیل بتائی تو ایکسٹو کا سن کر اس کا بھی منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

”اسرائیل میں ڈاگ ایجنسی کے خلاف کام کرتے کے لئے خود

ایکسٹو آیا ہے۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے چیف۔ ایکسٹو کو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی..... رائی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”معاذ ڈاگ ایجنسی کا ہے رائی۔ شاید ڈاگ ایجنسی کا کوئی گروپ اسرائیل میں موجود ہے جس کے خلاف پاکیشیا سیکرٹروس کے چیف ایکسٹو نے کسی اور کو یہاں بھیجنے کی بجائے خود یہاں آنا مناسب سمجھا ہو۔ بہر حال تفصیلات کا تو تب ہی پتہ چلے گا جب ایکسٹو زندہ ہمارے ہاتھ لگے گا۔ ہمارے پاس اس وقت ایک بہت بڑا اور اہم موقع ہے جو اگر ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا تو یہ موقع ہمیں زندگی میں پھر کبھی نہیں مل سکے گا۔ ہماری فورس نے اس رہائش گاہ کا گھیراؤ کر رکھا ہے۔ ایکسٹو اور اس کے دو فلسطینی ساتھی جن کا تعلق السلام گروپ سے ہے حماس کے علاقے کی ایک مہاش گاہ میں موجود ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے نکل جائیں ہمیں جلد سے جلد وہاں جانا ہے۔ میں ان تینوں کو اپنی نگرانی میں زندہ یا مردہ، ہر حالت میں پکڑنا چاہتا ہوں۔ اس لئے تم فوراً جاؤ اور پہلی کا پکڑ تیار کرو۔ ہمیں جلد سے جلد وہاں پہنچنا ہے۔“ کرنل عظم نے کہا اور اس نے ایون تھرٹی سے ہونے والی تمام باتوں سے رائی کو آگاہ کر دیا۔ جسے سن کر رائی انگشت بدانداز رہ گیا۔

”اوہ۔ تب تو ہمیں دیر نہیں کوئی چاہئے چیف۔ ہمیں ابھی اس

رہا ہے۔

”یس۔ گارج انڈنگ یو۔ اوور“..... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ڈاگ ابجینی کے گارج کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”ریمینڈ بول رہا ہوں جناب۔ اوور“..... رائی جو اصل میں ڈاگ ابجینی کا جبر تھا، نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے نہایت آہستہ آواز میں کہا۔

”یس ریمینڈ۔ کچھ پتہ چلا ان دو ایجنٹوں اور نقلی ڈاکٹر ہیوگن کا۔ اوور“..... گارج نے ریمینڈ کی آواز پہچان کر پوچھا تو ریمینڈ نے اسے جلدی جلدی کرل شارم کی بتائی ہوئی باتوں سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔

رہائش گاہ پر ریڈ کر دینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ ایکسٹو اور السلام کے ساتھی وہاں سے نکل جائیں“..... رائی نے کہا۔

”اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم فوراً ہیلی کاپٹر تیار کراؤ۔ تیز رفتار ہیلی کاپٹر میں جا کر ہم اوپر سے اس رہائش گاہ کی نگرانی کریں گے اور اگر ایکسٹو اور السلام کے ساتھیوں نے ہمارے آدمیوں کو ڈانچ دے کر وہاں سے نکلنے کی کوشش کی تو ہم ہیلی کاپٹر سے ہی انہیں اپنے نشانے پر لے سکتے ہیں“..... کرل شارم نے کہا۔

”یس چیف۔ میں ابھی ہیلی کاپٹر تیار کرتا ہوں“..... رائی نے کہا تو کرل شارم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ رائی نے کرل شارم کو سیلوٹ کیا اور مڑ کر تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ باہر نکلتے ہی اس نے جب سے اپنا سیل فون نکال لیا اور اسے آن کر کے اس نے نمبرنگ کوڈنگ کرنا شروع کر دی۔ دوسرے ہی لمحے اس کا سیل فون ایک جدید ساخت کا اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر میں تبدیل ہو چکا تھا۔ رائی نے ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور سیل فون کان سے لگا کر دوسری طرف مسلسل کال دینے لگا۔

”ہیلو ہیلو۔ ایس اے زبرد فائیو کالنگ۔ ہیلو ہیلو“..... رائی نے سیل فون کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے نہایت آہستہ آواز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس نے سیل فون یوں کان سے لگا رکھا تھا کہ دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ وہ کسی سے سیل فون پر بات کر

آواز سنائی دی۔

”یس گارج بولو۔ کیوں فون کیا ہے؟“..... بلیک ڈاگ نے گارج کی آواز پہچان کر اسی انداز میں کہا۔ ہیڈ کوارٹر میں ایک کمپیوٹرائزڈ مشینی سسٹم لگا ہوا تھا۔ جس میں ڈاگ ایجنسی کے تمام ایجنٹوں کی وائس فیڈ تھی۔ بلیک ڈاگ کو آنے والے تمام فون اس کمپیوٹرائزڈ مشین سے گزر کر موصول ہوتے تھے اور وہ کمپیوٹرائزڈ مشین اس وقت تک بلیک ڈاگ کو کال ٹرانسفر نہیں کرتی تھی جب تک کمپیوٹر ڈیٹا میں موجود کسی بھی ایجنٹ کی آواز میچ نہ ہو جائے۔

”چیف ایک حیرت انگیز اطلاع ہے؟“..... دوسری طرف سے گارج نے انتہائی جوش بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا اطلاع ہے؟“..... بلیک ڈاگ نے پوچھا۔

”ہم یہاں عمران کے آنے کی توقع کر رہے تھے لیکن آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ عمران اسرائیل نہیں آیا ہے بلکہ اس کی جگہ اس بار ڈاگ ایجنسی کا مقابلہ کرنے کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو آ گیا ہے؟“..... گارج نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک ڈاگ بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے اس بری طرح سے پھیل گئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔

”ایکسٹو؟“..... بلیک ڈاگ نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”یس چیف؟“..... گارج نے کہا اور پھر اس نے بلیک ڈاگ کو

بلیک ڈاگ اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سامنے میز پر پڑے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے ایک فون سیٹ کی کھنٹی بج اٹھی۔

بلیک ڈاگ جو خاموش اور گہرے خیالوں میں کھویا بیٹھا تھا فون کی کھنٹی کی آواز سن کر وہ چونک پڑا اس نے میز پر پڑے ہوئے فون سیٹوں کی طرف دیکھا تو نیلے رنگ کے ایک فون کا سرخ بلب جل بجھ رہا تھا۔ کھنٹی اسی فون کی بج رہی تھی۔ یہ فون سیٹ ڈاگ ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹوں کے لئے مخصوص تھا جو اس سے براہ راست بات کر سکتے تھے۔ بلیک ڈاگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”یس؟“..... بلیک ڈاگ نے انتہائی غراہٹ بھری آواز میں کہا۔

”گارج بول رہا ہوں چیف؟“..... دوسری طرف سے گارج کی

ریمنڈ کی دی ہوئی تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ تفصیلات سنتے ہوئے بلیک ڈاگ کا چہرہ حیرت و استعجاب سے گجڑا چلا جا رہا تھا۔

”اوہ گاڈ۔ تو اس بار ایکسو خود آیا ہے۔ یہ واقعی میری زندگی کی سب سے بڑی اور انوکھی ترین خبر ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے آیا ہے اور وہ فلسطینی دہشت گرد تنظیم السلام کے ساتھ اسرائیل میں داخل ہونے میں بھی کامیاب ہو گیا ہے۔ اس بیڈ نیوز۔ اس ریگی ویری ویری بیڈ نیوز“..... بلیک ڈاگ نے غصے اور پریشانی سے سر جھکتے ہوئے کہا۔

”لیس چیف۔ ایکسو کا یہاں ہونا ہمارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ یہاں جب عمران اور اس کے ساتھی آتے ہیں تو ہر طرف قیامت ڈھانا شروع کر دیتے ہیں کہ اسرائیل کی کسی ایجنسی کو سنبھالنے کا موقع ہی نہیں ملتا اور وہ آندھی اور طوفان بن کر اپنے مخصوص اہداف تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور پھر یہاں سے صاف بچ کر بھی نکل جاتے ہیں۔ اس بار تو ان کا چیف بذات خود ایجنٹ بن کر آیا ہے۔ نجانے ہم تک پہنچنے کے لئے دو کس کس کی لاشوں کی سیڑھی بنائے گا اور اسرائیل میں کیا طوفان لائے گا اس لئے ہمیں جلد سے جلد اس کا انتظام کرنا پڑے گا۔ اس وقت ایکسو اور اس کا دست راست السلام گروپ کا کوئی خاص آدمی پرنس چلی ہماری نظروں کے سامنے ہیں جنہیں ہم آسانی سے ٹارگٹ کر سکتے ہیں۔ پاکیشیا کا چیف ایجنٹ ہمارے ہاتھوں اپنے

انجام تک پہنچ جائے گا اس سے بڑی کامیابی دنیا میں شاید ہی کسی ایجنسی کے حصے میں آئی ہو“..... گارج نے کہا۔

”نو گارج۔ ایسا مت سوچو۔ ہم نے یہاں عمران کو بلانے کے لئے جال پھیلایا تھا لیکن عمران کی جگہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف آ گیا ہے۔ وہ چیف ایجنٹ جو عمران جیسے انسان پر بھی بے حد بھاری ہے اور دنیا میں اگر عمران کسی سے ڈرتا ہے تو وہ صرف ایکسو کی ہی ذات ہے۔ ایکسو کے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کی طرح عمران کی بھی جان نکل جاتی ہے۔ عمران جیسا انسان جس ایکسو سے ڈرتا ہو۔ سوچو وہ ایکسو، عمران سے کس قدر طاقتور، ذہین اور خطرناک انسان ہو گا۔ مجھے اپنی ایجنسی میں ذہین، تیز رفتار اور طاقتور ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ عمران نہ کسی تو اس کی جگہ ایکسو سہی۔ اگر ہم اپنی ایجنسی میں ایکسو جیسے چیف ایجنٹ کو شامل کر لیتے ہیں تو ہماری ایجنسی دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے طاقتور ایجنسی بن جائے گی اور پاکیشیا کے پراسرار ایکسو کا جس طرح پوری دنیا پر خوف طاری ہے اس سے ہم بے حد فوائد حاصل کر سکتے ہیں“..... بلیک ڈاگ نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ آپ عمران کی طرح ایکسو کو بھی زندہ پکڑنا چاہتے ہیں“..... دوسری طرف سے گارج نے بری طرح سے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”یس چیف“..... گارج نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
 ”تم کہہ رہے ہو کہ ایکسو کے ہمراہ فلسطین کے ڈیپٹر لیڈر
 السلام کا کوئی ساتھی موجود ہے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔
 ”یس چیف۔ اس کا نام پرنس چلی ہے اور اس کا ایک ساتھی
 بھی ہے جس کا اصل نام تو معلوم نہیں ہو سکا لیکن اسے پرنس چلی
 اور ایکسو ڈی ایس کہتے ہیں“..... گارج نے جواب دیا۔

”عمران اور اس کے ساتھی اکثر و بیشتر اسرائیل میں داخل
 ہونے اور کارروائیاں کرنے کے لئے فلسطینی رہنماؤں کا ہی سہارا
 لیتے ہیں۔ اب تک انہوں نے یہاں جتنی بھی کارروائیاں کی ہیں
 ان کارروائیوں میں فلسطینی تحریک آزادی کے ممبران کم اور ان کے
 لیڈر زیادہ آگے آئے ہیں۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھی نہیں
 بلکہ خود ایکسو یہاں موجود ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ فلسطین کی
 تحریک آزادی کا اتنا بڑا لیڈر ایکسو کے ساتھ کسی اور کو منسلک کر
 دے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایکسو کے ہمراہ السلام
 عظیم کا آدمی نہیں بلکہ خود السلام ہے“..... گارج نے بری طرح
 سے چوکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں ہنڈرڈ ون پرسنٹ شوُر ہوں کہ پرنس چلی ہی
 السلام ہے جو ایکسو کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کام کرنے کے
 لئے آیا ہے“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”ہاں۔ عمران کی ذہانت تو ایکسو کے سامنے عشر عشر بھی نہیں
 ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہی ہے کہ عمران کی جگہ خود ایکسو یہاں
 آیا ہے اور ہمیں اس سے بڑا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا کہ ہم ایکسو
 کو حاصل کر لیں“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔
 ”لہلہ۔ لیکن چیف۔ کیا ایکسو کو پکڑنا ہمارے لئے اس قدر
 آسان ثابت ہو گا“..... دوسری طرف سے گارج نے بری طرح
 سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا تمہیں اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ نہیں رہا ہے۔“
 بلیک ڈاگ نے غرا کر کہا۔

”اوہ نو چیف۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے کہنے کا مطلب
 تھا کہ ایکسو اگر زندہ رہا تو آنے والے وقتوں میں وہ نہ صرف
 ڈاگ ابجنی بلکہ پورے اسرائیل کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ وہ
 کسی بھی صورت میں اس بات پر آمادہ نہیں ہو گا کہ وہ اسرائیل
 کے لئے کام کرے“..... گارج نے کہا۔

”تم اسے ایک بار پکڑ کر میرے سامنے لے آؤ۔ پھر دیکھو میں
 اس کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ وہ نہ صرف اسرائیل کا بلکہ میرا بھی
 وفادار بن جائے گا“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف۔ جیسا آپ کا حکم“..... دوسری طرف سے گارج
 نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
 ”ایک بات اور“..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

کرو گے اور ایکسو اور السلام کو تم زندہ پکڑنے کے لئے اپنی پوری طاقت لگا دو گے۔ ایکسو اور السلام کو پکڑ کر تم میرے پاس لے آئے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں اپنا نمبر نو بنا لوں گا اور دنیا میں تمہارے جتنے بھی اکاؤنٹس ہیں انہیں ڈالروں سے بھر دوں گا۔ بس تم نے ہر حال میں اور ہر صورت میں ان دونوں کو زندہ پکڑ کر میرے پاس لانا ہے۔..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”اوہ۔ یس چیف۔ آپ کا نمبر نو بننے کا اعزاز تو میرے لئے کسی قارون کے خزانے سے کم نہیں ہو گا۔ یہ اعزاز تو ایسا ہو گا جیسے میں اسرائیل کا نائب پریذیڈنٹ بن رہا ہوں۔..... گارج نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بس تو پھر دونوں چیف ایجنٹس کو پکڑنے کے لئے اپنی جان لڑاؤ۔..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف۔ اب میں یہ کام ضرور کروں گا۔ بہت جلد ایکسو اور السلام آپ کے قدموں میں ہوں گے۔ یہ میرا، گارج کا آپ سے وعدہ ہے۔..... گارج نے مسرت سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”گڈ شو۔ میں تمہاری کامیابی کا منتظر رہوں گا۔..... بلیک ڈاگ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ آپ جی پی ایون کے چیف کرنل سٹارم کو کال کر دیں اور اسے ایکسو اور پرنس چلی کے خلاف کارروائی کرنے سے

”اوہ۔ اوہ۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں ایک ساتھ دو خطرناک ترین چیف ایجنٹس کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔..... گارج نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”تو کرو۔ ایکسو کے ساتھ ساتھ اگر السلام بھی ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہم اس کی کاپی پلٹ کر اسے فلسطین کے خلاف کام کرنے پر مجبور کر دیں گے۔ اس نے اب تک جس قدر اسرائیل کو نقصان پہنچایا ہے اس سے کہیں زیادہ وہ ہمارے ساتھ مل کر فلسطین کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لئے ایکسو کے ساتھ ساتھ اس کا بھی زندہ ہاتھ آنا ہمارے لئے بے حد ضروری ہے۔..... بلیک ڈاگ نے کہا۔

”یس چیف۔ میں کوشش کروں گا کہ ان دونوں کو زندہ پکڑ سکوں۔..... گارج نے کہا۔

”گارج۔ تم جانتے ہو کہ مجھے کوشش کرنے کا کہنے والوں سے سخت نفرت ہے۔..... بلیک ڈاگ نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس۔ یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ہر حال میں ان دونوں چیف ایجنٹس کو زندہ پکڑ کر آپ کے قدموں میں لا پھینکوں گا۔..... گارج نے بلیک ڈاگ کی غراہٹ سن کر سببے ہوئے لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں

چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی ایک بٹن پریس کر دیا۔

”نہیں..... انٹرکام سے ایک مشینی آواز سنائی دی۔ بلیک ڈاگ کے پرسنل سیکرٹری کے طور پر ماسٹر کمپیوٹر ہی کام کرتا تھا۔

”میری وزارت داخلہ کے سیکرٹری سے بات کراؤ۔ جلدی۔“ بلیک ڈاگ نے کہا۔

”نہیں چیف..... ماسٹر کمپیوٹر نے جواب دیا اور بلیک ڈاگ نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بلا کا سکون تھا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ساتھ ہی اس فون کا بلب جلنا بجھنا شروع ہو گیا۔ بلیک ڈاگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

”وزارت داخلہ کے سیکرٹری آن لائن ہیں چیف..... رسیور سے ماسٹر کمپیوٹر کی آواز سنائی دی۔ پھر دوسری طرف سے وزارت داخلہ کے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور بلیک ڈاگ نے انہیں جی پی ایون کے چیف کرنل سارم کو ایکسٹو اور پرنس چلی کے خلاف کارروائی کرنے سے روکنے کے لئے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

روک دیں۔ باقی میں سب سنبھال لوں گا..... گارج نے کہا۔
”اوکے۔ میں وزارت داخلہ کے سیکرٹری سے بات کرتا ہوں اور کرنل سارم کو اس معاملے سے دور رہنے کا کہہ دیتا ہوں۔“ بلیک ڈاگ نے کہا۔

”نہیں چیف۔ ان سے یہ بھی کہہ دیں کہ جب تک ڈی فورس وہاں نہ پہنچ جائے اس وقت تک وہ اس رہائش گاہ کا گھیراؤ ختم نہ کریں۔ ہم وہاں پہنچتے ہی ٹیک اوور کر لیں گے..... گارج نے کہا۔

”اوکے۔ میں کہہ دیتا ہوں..... بلیک ڈاگ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ گارج کو اس نے ایکسٹو اور پرنس چلی کو زندہ پکڑنے کا ٹاسک دے دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ فلسطین سے آنے والا پرنس چلی تحریک السلام کا کوئی خاص آدمی نہیں ہے بلکہ وہ خود ہی السلام ہے جو ایکسٹو کے ساتھ اسرائیل میں داخل ہوا ہے۔ دو طاقتور ترین چیف ایجنٹس اسرائیل میں پہنچ چکے تھے اور وہ دونوں ڈی فورس کی نظروں کے سامنے تھے جنہیں وہ آسانی سے پکڑ سکتے تھے۔ اس لئے اب وہ انتہائی مسرور اور مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ گارج، ایکسٹو اور فلسطینی تحریک آزادی کے ڈیجیٹل لیڈر السلام کو زندہ پکڑنے کے لئے واقعی اپنی جان لڑا دے گا اور بہت جلد دونوں چیف ایجنٹس اس کے قدموں میں ہوں گے۔

”بہت جلدی پہنچ گیا ہے یہ سامان“..... ایکسٹو نے اپنا تھیلا سنبھالتے ہوئے کہا۔

”پرنس چلی اپنا ہر کام انتہائی ذمہ داری اور تیز رفتاری سے کرنے کا قائل ہے چیف۔ یہ سامان آپ تک جلد سے جلد اور حفاظت سے پہنچانا میرا فرض تھا اور میری کوشش ہوتی ہے کہ میں جس قدر جلد ہو سکے اپنا فرض پورا کر دوں۔ سو میں نے کر دیا۔“ پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن تم اتنی جلدی واپس کیسے آ گئے۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم گارج اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلوم کرنے جا رہے ہو“..... ایکسٹو نے پوچھا۔

”نہیں۔ جس طرح سے ہم ہسپتال سے نکلے ہیں اس سے اسرائیل میں بھونچال سا آ گیا ہے۔ جی بی ایون کا کنٹرل شارم اور اس کے ساتھی پاگل کتوں کی طرح ہر طرف ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے ہر طرف ناکہ بندی کر رکھی ہے اور ہر خاص و عام کی انتہائی سخت چیکنگ کی جا رہی ہے۔ اس لئے ہم نے رسک لینا مناسب نہیں سمجھا اور مخصوص راستوں سے گزر کر اس جگہ پہنچ گئے جہاں آپ کا سامان آنا تھا۔ اس لئے ہم آپ کا اور اپنا سامان لے کر واپس آ گئے ہیں“..... پرنس چلی نے سنجیدگی سے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پرنس چلی اور ڈی ایس جلد ہی واپس آ گئے تھے۔ اس وقت تک ایکسٹو ایک کمرے میں بیڈ پر آرام کر چکا تھا۔

پرنس چلی اور ڈی ایس اپنے ساتھ دو بیگوں میں بہت سا سامان لائے تھے۔ پرنس چلی نے ایک بیک ایکسٹو کو دے دیا تھا اور کہا تھا کہ اس میں وہ سارا سامان موجود ہے جو وہ پاکیشیا سے اپنے ساتھ لایا تھا۔

ایکسٹو پاکیشیا سے عمران کا دیا ہوا مخصوص سامان اپنے ساتھ لایا تھا، لیکن وہ پرنس چلی کے ساتھ جس طریقے سے اسرائیل داخل ہوا تھا اس کی وجہ سے وہ پرنس چلی کے ہوٹل سے اپنا سامان ساتھ نہیں لاسکا تھا اور پرنس چلی نے اس سے کہا تھا کہ بہت جلد اس کا سارا سامان اس تک پہنچ جائے گا اس لئے ایکسٹو مطمئن تھا اور اب اس کا سارا سامان اس تک پہنچ گیا تھا۔

”جب تو یہ تمہاری اصلیت بھی جانتا ہو گا“..... ایکسو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ دنیا میں صرف تین افراد ہیں جو میری حقیقت جانتے ہیں۔ صرف تین“..... پرنس چلی نے کہا۔

”ایک تو یہ ڈی ایس ہے۔ دوسرا اور تیسرا کون ہے“..... ایکسو نے پوچھا۔

”عمران صاحب دوسرے انسان ہیں اور تیسرے انسان آپ ہیں“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ ہنستے بھی ہیں“..... پرنس چلی نے حیرت سے کہا جیسے ایکسو کے اس طرح ہنسنے پر اسے واقعی حیرت ہو رہی ہو۔

”کیوں۔ کیا میں انسان نہیں ہوں۔ یا مجھے ہنسا اور رونا نہیں آتا“..... ایکسو نے کہا۔

”نن۔ نہیں چیف۔ اصل میں آپ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ انتہائی سپاٹ اور کرخت انداز میں بات کرتے ہیں۔ آپ لمبے سامنے کسی کو بھی بولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ آج تک کسی نے آپ کی مسکراہٹ بھری آواز بھی نہیں سنی۔ اس لئے آپ کو ہنستا دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی تھی“..... پرنس چلی نے کہا۔

”اس طرح تو آج تک میرا کسی نے چہرہ بھی نہیں دیکھا۔ میں اچھا جانتا تھا کہ ہمارے سامنے ہوں“..... ایکسو نے مسکرا کر کہا۔

”یس چیف۔ آپ جیتے جاگتے ہمارے سامنے ہیں لہٰذا

”کیا یہ تمہارے بھروسے کا آدمی ہے“..... ایکسو نے پرنس چلی سے ڈی ایس کے بارے میں اس بار لاطینی زبان میں پوچھا۔

”اوہ یس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ جتنا آپ کو خود پر اور مجھے اپنی ذات پر بھروسہ ہے اس سے کہیں زیادہ میں اس پر بھروسہ کرتا ہوں۔ یہ میرے ان وفاداروں میں سے ایک ہے جو گردن تو کٹا سکتا ہے لیکن زبان نہیں کھول سکتا۔ آپ بے فکر رہیں اس کے سامنے جو بھی بات کی جائے گی وہ بات ہمیشہ کے لئے اس کے سینے میں دفن ہو جائے گی“..... پرنس چلی نے کہا۔

”تو کیا اسے معلوم ہے کہ تم کون ہو اور تم نے اسے میرے بارے میں کیا بتایا ہے“..... ایکسو نے پوچھا۔

”میں نے کہا ہے نا چیف کہ ڈی ایس اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نہ اس سے میری کوئی بات چھپی ہوئی ہے اور نہ اس کی کوئی بات مجھ سے چھپی ہوئی ہے۔ اس نے چونکہ ہمارے ساتھ رہتا ہے اس لئے میں نے اسے بتا دیا ہے کہ اس بار ہمیں آپ کے ساتھ ڈاگ انجنی کے خلاف کام کرنا ہے جو اسرائیل کی انتہائی ناپ سیکرٹ انجنی ہے۔ اسے چونکہ مجھے فل ایکٹیو رکھنا ہے اس لئے میں نے اسے بتا دیا ہے کہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور عمران صاحب نہیں آئے ہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہمارے ساتھ ہے۔ چیف ایکسو“..... پرنس چلی نے کہا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

لی جائے۔

”نہیں میں دوستوں کے لئے خون آشام نہیں ہوں۔ میں صرف ملک دشمن عناصر اور پاکیشا کے مجرموں کو خون پینا پسند کرتا ہوں“..... ایکسٹو نے سنجیدگی سے کہا۔

”خون تو خون ہوتا ہے چاہے وہ دوستوں کا ہو یا دشمنوں کا۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ خون آشام نہیں ہیں“..... پرنس چلی نے اسی انداز میں کہا۔ اس دوران ڈی ایس خاموش کھڑا رہا تھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ گونگا اور بہرہ ہو اور ان دونوں کی باتیں سن ہی نہ رہا ہو۔

”اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ تم دونوں باہر جاؤ۔ مجھے اپنا سامان چیک کرنا ہے اور کچھ کام کرنا ہے۔ جب ضرورت ہوگی تو میں تمہیں بلا لوں گا“..... ایکسٹو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ییس چیف“..... پرنس چلی نے اسکول کے کسی تابعدار شاگرد کے انداز میں کہا۔ اس نے ڈی ایس کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلنے چلے گئے۔

”عمران صاحب کے کہنے پر ہی میں پرنس چلی پر اس قدر مہروسہ کر رہا ہوں ورنہ مجھے اس سے اس انداز میں بات کرتے ہوئے خود بھی حیرت ہو رہی ہے کہ میں یہ سب کیوں کر رہا ہوں۔

عمران صاحب نے کہا تھا کہ مجھے ہر حال میں السلام پر مہروسہ کرنا

ہو گا اور اس سے دوستوں کے سے انداز میں رہنا ہو گا ورنہ یہ میرا

لیکن“..... پرنس چلی کہتے کہتے رک گیا۔

”لیکن کیا“..... ایکسٹو نے پوچھا۔

”لیکن یہ کہ دنیا کی طرح ہم بھی یہ حسرت اپنے دل میں ہی لے کر مر جائیں گے کہ ہم بھی کبھی آپ کا اصلی چہرہ دیکھ سکیں“..... پرنس چلی نے کہا۔ اس کے کہنے کا مطلب تھا کہ ایکسٹو تو ضرور ان کے سامنے ہے مگر وہ اصلی روپ میں نہیں بلکہ میک اپ میں ہے۔ ایسے میک اپ میں جس کے پیچھے چھپا ہوا وہ ایکسٹو کا اصلی چہرہ کسی بھی طرح سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

”اپنا اصلی چہرہ دیکھو ہوئے تو شاید مجھے بھی صدیاں ہو گئیں ہیں“..... ایکسٹو نے خوش گوار لہجے میں کہا۔

”صدیاں۔ ت۔ ت۔ ت۔ تو کیا آپ صدیوں سے زندہ ہیں۔ ارے باپ رے اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب اور باقی سب سچ کہتے ہیں کہ آپ انسان نہیں بلکہ انسان کے روپ میں کوئی جنتی مخلوق ہیں“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو ایک بار پھر پرنس پڑا۔

”ایسا ہی سمجھ لو“..... ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے باپ رے۔ اب تو مجھے آپ سے اور زیادہ سنبھل کر اور ڈر کر رہنا ہو گا۔ اگر آپ خون آشام جن ہوئے تو“..... پرنس چلی نے بے اختیار اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جیسے اسے ذہن ہو کہ کہیں ایکسٹو اس کی گردن میں دانت مار کر اس کا خون ہی نہ

ساتھ چھوڑنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگائے گا اور اس کی مدد کے بغیر میں شاید ہی اسرائیل میں کچھ کر سکوں..... ایکسٹو نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے بیک اٹھایا اور اسے لاکر ایک میز پر رکھ دیا۔

بیک کھول کر اس نے مختلف سامان نکالنا شروع کر دیا۔ بیک میں اس کی ضرورت کے سامان کے ساتھ سائنسی اسلحہ بھی تھا جو ضرورت پر اس کے کام آ سکتا تھا اس کے علاوہ اس کے پاس چند ڈیوائسز اور چند مخصوص پورٹبل منی کمپیوٹرائزڈ مشینیں بھی تھیں جن کے پارٹس جوڑ کر وہ ان سے ضرورت کے مختلف کام لے سکتا تھا۔ اس نے ایک مشین جوڑ کر اسے ایک ڈیوائس کے ساتھ لنک کر کے آن کیا ہی تھا کہ اچانک مشین سے تیز بیپ کی آواز سنائی دی۔ ایکسٹو بیپ کی آواز سن کر چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے مشین کے چند بٹن پریس کئے اور ڈیوائس پر نلکے چھوٹے چھوٹے ڈائل گھمانے لگا جیسے جیسے وہ ڈائل گھما رہا تھا بیپ کی آواز کم ہو رہی تھی۔ ڈیوائس پر ایک چھوٹی سی سکرین لگی ہوئی تھی۔ سکرین پر تیزی سے انگریزی کے حروف پھیلنے جا رہے تھے۔ ایکسٹو نے سکرین کی تحریر پڑی تو بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جلدی جلدی سے تمام سامان سمیٹا اور واپس بیک میں رکھنا شروع کر دیا۔ تمام چیزیں سمیٹ کر اس نے وہ مشین اور ڈیوائس اٹھائی جس سے بیپ نہ آواز سنائی دی تھی پھر وہ مشین لے کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے

نکلنا چلا گیا۔ مختلف راستوں سے گزرتا ہوا وہ ایک کمرے میں آیا جہاں پرنس چلی اور ڈی ایس بیٹھے ہوئے تھے۔ اسے اندر آتے دیکھ کر وہ دونوں نہ صرف چونک پڑے بلکہ اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”آپ یہاں۔ اگر کوئی ضرورت تھی تو ہمیں آواز دے دیجئے“..... پرنس چلی نے کہا۔ اس کی نظریں ایکسٹو کے ہاتھ میں موجود مشین اور ڈیوائس پر جم گئی تھیں۔ ایکسٹو نے فوراً منہ پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس نے آگے بڑھ کر مشین اور ڈیوائس پرنس چلی کی طرف بڑھا دی۔

پرنس چلی ڈیوائس پر لگی سکرین پر موجود تحریر پڑھنے لگا۔ تحریر پڑھ کر اس کی فراخ پیشانی پر یکپروں کا جال سا پھیل گیا۔ تحریر پڑھ کر پرنس چلی نے سکرین کا رخ ڈی ایس کی جانب کر دیا تاکہ وہ بھی تحریر پڑھ سکے۔ ڈی ایس تحریر پڑھ کر بری طرح سے چونک پڑا۔

”میں ابھی آتا ہوں“..... ڈی ایس نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

”یہاں سڑاک ریز پچیلی ہوئی ہے۔ مطلب کوئی ہماری باتیں سن رہا ہے“..... ڈی ایس کے جانے کے بعد پرنس چلی نے ایکسٹو کی طرف دیکھتے ہوئے آئی کوڈ میں کہا۔

”ہاں۔ میں یہی تو جتھیں دکھانے آیا تھا“..... ایکسٹو نے اسی عذاب میں کہا۔ اسی لمحے ڈی ایس جس طرح سے بھاگتا ہوا گیا تھا

اسی طرح سے بھاگتا ہوا واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ایک چھوٹی سی مشین تھی جو آن تھی اور اس پر لگے کئی بٹن جل بجھ رہے تھے۔

”یہ وائس کلوزر مشین ہے۔ میں نے اسے آن کر دیا ہے۔ اب آپ اطمینان سے باتیں کر سکتے ہیں۔ اس مشین کی موجودگی میں سڑاک ریز ہونے کے باوجود کوئی ہماری باتیں نہیں سن سکے گا“..... ڈی ایس نے کہا اور اس نے مشین سامنے پڑی ہوئی مشین پر رکھ دی۔

”لیکن ہماری باتیں سن کون رہا ہے۔ کسے معلوم ہے کہ ہم یہاں موجود ہیں“..... پرنس چلی نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ابھی معلوم ہو جائے گا“..... ڈی ایس نے کہا اور تیزی سے کمرے کی شمالی دیوار کی جانب بڑھ گیا۔ دیوار بالکل سادہ سی تھی۔ ڈی ایس نے دیوار کے پاس جا کر ایک ابھری ہوئی جگہ پر پس کی تو اچانک سر کی آواز کے ساتھ دیوار کا درمیانی حصہ سرکتا چلا گیا۔ دیوار کے پیچھے ایک ایل سی ڈی سکرین تھی جو ابھر کر باہر آ گئی تھی۔ ڈی ایس نے دیوار کی جڑ میں ٹھوک ماری تو دیوار کے نچلے حصے میں بھی ایک خلاء پیدا ہو گیا اور وہاں سے ایک کمپیوٹرائزڈ مشین سرکتی ہوئی باہر آ گئی۔ جیسے ہی کمپیوٹرائزڈ مشین باہر آئی۔ ڈی ایس نے کمرے سے ایک کرسی اٹھائی اور اسے مشین کے پاس رکھ کر تیزی

سے مشین آن کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں سکرین آن ہو گئی اور اس پر لہریں سی چلنا شروع ہو گئیں۔

پرنس چلی آگے بڑھا اور ڈی ایس کی کرسی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ایکسو بھی اس کے نزدیک آ گیا۔ پرنس چلی کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

ڈی ایس کے ہاتھ تیزی سے کمپیوٹر کے کی پیڈ پر چل رہے تھے۔ وہ مسلسل ٹائپ کرتا ہوا مشین کے مختلف بٹن پر پس کرتا جا رہا تھا۔ پھر اچانک سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور سکرین پر ایک سڑک کا منظر ابھر آیا۔ یہ منظر اس کٹھنی کے باہر کی سڑک کا تھا جس میں وہ موجود تھے۔ جیسے ہی سکرین پر منظر ابھرا نہ صرف ڈی ایس بلکہ پرنس چلی اور ایکسو بھی اچھل پڑے۔ سڑک پر نیلے رنگ کی کئی گاڑیاں کھڑی تھیں جن سے مسخ افراد نکل نکل کر باہر آ رہے تھے۔ ان سب نے نیلے رنگ کے ایک جیسے مخصوص لباس پہن رکھے تھے اور وہ دیکھنے میں انتہائی ماہر اور لڑاکا قسم کی فورس کے افراد دکھائی دے رہے تھے۔

گاڑیوں سے نکلے ہی وہ اسلحہ لئے تیزی سے کٹھنی کے ارد گرد پھیلے جا رہے تھے جبکہ سادہ لباس والوں میں کئی افراد دوسری گاڑیوں میں واپس جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی گاڑیوں پر جی پی ایلیون کا مخصوص کوڈ لکھا ہوا تھا۔

”یہ کون ہیں“..... ایکسو نے پوچھا۔

”ریڈیم میزائلوں کو چھوڑو۔ دوسرے حلوں سے تو ہم محفوظ رہ سکتے ہیں نا“..... پرنس چلی نے کہا۔

”نیس باس۔ ریڈیم میزائلوں کے علاوہ یہ ہم پر کسی بھی تباہ کن اسلحہ کا استعمال کر لیں اس سے ہماری رہائش گاہ پر کچھ اثر نہیں ہو گا۔ رہائش گاہ میں داخل ہوتے ہی ان کا سارا اسلحہ جام ہو جائے گا اور اگر انہوں نے بمباری کی تو اس سے بھی ہماری رہائش گاہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہاں تک کہ اگر یہاں گیس بم بھی پھینکے گئے تو رہائش گاہ میں موجود اینٹی گیس ریز سے بے ہوش کرنے والی گیس کا اثر ایک لمحے میں ختم ہو جائے گا“..... ڈی ایس نے کہا۔

”گڈ شو۔ پھر تو ہمارے لئے یہاں سے نکلنا کچھ مشکل ثابت نہیں ہو گا“..... پرنس چلی نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ تو معلوم کر دو کہ یہ لوگ ہیں کون اور یہ ہم تک پہنچنے کیسے ہیں“..... ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

”آپ فکر نہ کریں چیف۔ جلد ہی ان کا پتہ چل جائے گا۔“ پرنس چلی نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی، انہوں نے اچانک دور سے چارنگن شپ ہیلی کاپٹروں کو اس طرف آتے دیکھا۔

”اوہ۔ یہ تو پوری طرح سے تیار ہو کر آ رہے ہیں“..... پرنس چلی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہماری باتیں سن کر انہیں پتہ چل گیا ہے کہ اس بار اسرائیل

”گلتا ہے پہلے ہمیں جی پی ایون نے گھیر رکھا تھا اب ان کی جگہ دوسری کوئی فورس ٹیک اور کر رہی ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن انہیں ہمارے بارے میں علم کیسے ہوا ہے اور یہ دوسری فورس کس ایجنسی کی ہے“..... ایکسٹو نے چوتکتے ہوئے کہا۔

”پتہ نہیں۔ ان کی گاڑیوں پر کوئی مخصوص نشان نہیں ہے اور نہ ہی ان کے لباسوں پر کوئی سائن دکھائی دے رہا ہے جس سے اس بات کا پتہ چل سکتا ہو کہ ان کا کس ایجنسی یا کس گروپ سے تعلق ہو سکتا ہے“..... پرنس چلی نے ہونٹ بھیچتے ہوئے کہا۔

”اب کیا کرنا ہے باس۔ انہوں نے تو ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اگر انہوں نے اچانک ہم پر حملہ کر دیا تو“۔ ڈی ایس نے پرنس چلی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”تم نے رہائش گاہ کا سیکورٹی سسٹم آن کر رکھا ہے“..... پرنس چلی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

”نیس باس۔ تمام سسٹم آن ہیں۔ لیکن ان کے پاس انتہائی جدید اسلحہ ہے۔ یہ اپنے ساتھ ریڈیم میزائل بھی لائے ہیں۔ اگر انہوں نے رہائش گاہ پر ریڈیم میزائل فائر کر دیئے تو ہمارا حفاظتی سسٹم ان میزائلوں کو تباہی سے نہیں روک سکے گا“..... ڈی ایس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کہ یہ فورس ڈاگ ابجنی سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ یہ چونکہ ٹاپ سیکرٹ ابجنی ہے اس لئے ان کا کوئی مخصوص نشان نہیں ہے“..... ایکسو نے کہا۔ اسی لمحے چاروں مگن شپ ہیلی کاپٹر رہائش گاہ کے قریب آ گئے اور انہوں نے رہائش گاہ کو گھیرنے کے لئے چاروں اطراف پوزیشنیں لے لیں۔ مسلح افراد بھی رہائش گاہ کے ارد گرد پھیل گئے تھے اور انہوں نے بھی ہر ممکن خطرے سے نمٹنے کے لئے پوزیشنیں سنبھال لی تھیں۔

اسی لمحے انہوں نے ایک ہیلی کاپٹر کے میگا فون سے تیز اور چیخنی ہوئی آواز سنی۔

”مسٹر ایکسو، مسٹر السلام اور مسٹر ڈی ایس۔ میری بات غور سے سنو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم تینوں اس وقت رہائش گاہ میں موجود ہو۔ ہمارا تعلق پیش فوریس سے ہے اور تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ یہاں سے بچ نکلنے کا تمہارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔ تم تینوں کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم تینوں کے پاس اگر کوئی اسلحہ ہے تو اپنا سارا اسلحہ پھینک کر باہر آ جاؤ اور خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم مسلح ہیں۔ تمہیں صرف پانچ منٹ کا وقت دیا جائے گا۔ اگر پانچ منٹوں میں تم اسلحہ پھینک کر اور دونوں ہاتھ مردوں پر رکھ کر باہر نہیں آئے تو تم تینوں کو اس رہائش گاہ سمیت ختم کر دیا جائے گا۔ ہم اگلے پانچ منٹوں میں تمہاری رہائش گاہ پر

میں ایکسو موجود ہے۔ ایکسو کے ساتھ شاید انہیں تمہارے بارے میں بھی علم ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کا اس طرح تیار ہو کر آنا کوئی انوکھی بات نہیں ہے“..... ایکسو نے کہا۔

”ہمارا حفاظتی سسٹم بے حد سترنگ ہے۔ لیکن سٹراک ریز ان کی چونکہ نئی ایجاد ہے اس لئے ہم نے ابھی تک اس ریز کا اپنی تیار نہیں کیا تھا ورنہ ہم اس کا بھی کوئی نہ کوئی بندوبست کر لیتے“..... ڈی ایس نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ انہیں آج نہیں تو کل ہمارے بارے میں پتہ چلنا ہی تھا۔ ہم نے جو باتیں کی تھیں وہ سب باتیں ڈاگ ابجنی کے خلاف کی تھیں۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے نیلے لباس والی فورس کا تعلق بھی ڈاگ ابجنی سے ہے۔ جس طرح سے جی پی ایون کی فورس یہاں سے نکل کر گئی ہے اس سے صاف محسوس ہو رہا ہے کہ ڈاگ ابجنی کی فورس نے ہی انہیں واپس جانے پر مجبور کیا ہے۔

میں کرٹل سٹارم کے بارے میں بخوبی جانتا ہوں وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتا جب تک کہ وہ اپنے دشمنوں کے تمام ٹھکانے اپنی آنکھوں کے سامنے تباہ ہوتے نہیں دیکھ لیتا۔ کرٹل سٹارم اپنے اصولوں کا پکا ہے۔ وہ سوائے پرائم منسٹر یا پریذیڈنٹ کے کسی کی نہیں سنتا۔ اس کے علاوہ خفیہ طور پر یہاں ڈاگ ابجنی کا ہی ہولڈ ہے جس کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا“..... پرنس چیل

ہوں اور میزائلوں سے حملہ کر دیں گے۔ تمہارے پاس سوچنے کے لئے صرف چار منٹ ہیں اس کے بعد اگلے ایک منٹ میں تمہیں ہر حال میں رہائش گاہ سے باہر نکل کر خود کو سرسبز کرانا ہوگا۔ یاد رہے تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں اور تمہارا ٹائم شروع ہوتا ہے۔ اب..... میگا فون سے ایک جتنی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یہ آواز تو گارج کی ہے“..... ڈی ایس نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف پرنس چلی بلکہ ایکسو بھی چونک پڑا۔

”گارج“..... پرنس چلی کے منہ سے نکلا۔
 ”ایس باس۔ میں اس آواز کو پہچانتا ہوں۔ اسرائیل کے ایک مشن میں میری گارج سے مدد بھیڑ ہو چکی ہے۔ یہ بھوت بن کر میرے پیچھے لگ گیا تھا لیکن میں اسے چکمہ دے کر نکل گیا تھا۔ اس کی آواز میں لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں“..... ڈی ایس نے کہا۔

”گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے خلاف ڈاگ ایجنسی کی حرکت میں آئی ہے“..... ایکسو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ اگر یہ واقعی گارج ہے تو پھر ہمیں ان کے یہاں ہونے پر کوئی حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ ڈاگ ایجنسی انتہائی فعال اور نہایت تیز رفتار ایجنسی ہے۔ یہ درعدوں کی طرح اپنے شکار کی ہونٹھتے ہوئے اس کے ٹھکانے تک پہنچ جاتی ہے“..... پرنس چلی

نے کہا۔

”تمہارے پاس چار منٹ باقی ہیں“..... میگا فون سے گارج کی جتنی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہمارے پاس اچھا موقع ہے۔ اگر گارج ہمارے ہاتھ آ جائے تو ہمارا سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا“..... ایکسو نے کہا۔
 ”تب پھر ہمیں گارج اور اس کی فورس کے خلاف فوری ایکشن میں آنا ہوگا“..... پرنس چلی نے سنجیدگی سے کہا۔

”تو کیا فرق پڑتا ہے۔ میرا مقصد ڈاگ ایجنسی کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر ان کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا ہے۔ میں یہاں بلیک ڈاگ اور اس کی ایجنسی کو تہس نہس کرنے اور انہیں پاور آف ایکسو کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے آیا ہوں تاکہ انہیں اور دنیا کی دوسری ایجنسیوں کو پتہ چل سکے کہ ایکسو محض ہیڈ کوارٹر میں روپوش رہنے والا انسان نہیں ہے۔ وہ جب اپنے ٹھکانے سے نکلتا ہے تو اس کے نکلنے ہی ملک دشمن عناصر کے خلاف ایک خوفناک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے جو اپنے ساتھ تمام دشمنوں کو اڑا لے جاتا ہے اور جب ایکسو خود کسی مشن پر نکلتا ہے تو دشمنوں کے لئے خود ان کی سر زمین بھی چھیننے کے لئے تنگ اور ناکافی ہو جاتی ہے۔“
 ایکسو نے ساٹ لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ میں سمجھ گیا۔ آپ جو چاہتے ہیں وہی ہوگا۔ ڈی ایس“..... پرنس چلی نے پہلے ایکسو سے پھر ڈی ایس سے کہا۔

میں گھسی جا رہی تھیں۔ چند ہی لمحوں میں دیوار سپاٹ ہو گئی۔
 ”اب باقی دو منٹ بچے ہیں تمہارے پاس“..... گارج کی ایک
 بار پھر جیجیتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”آئیں“..... ڈی ایس نے کہا اور وہ دونوں اس کے ساتھ
 چل پڑے۔ ڈی ایس انہیں لے کر ایک تہہ خانے میں آ گیا۔ تہہ
 خانہ خالی تھا۔ ڈی ایس نے آگے بڑھ کر تہہ خانے کی ایک دیوار
 کے مخصوص حصے میں ٹھوکر ماری تو اچانک سر کی آواز کے ساتھ
 دیوار درمیان سے پھٹ کر دو حصوں میں سمٹی چلی گئی۔ دوسری
 طرف ایک اور بڑا تہہ خانہ تھا جو ایک ورکشاپ کا منظر پیش کر رہا
 تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس ورکشاپ میں کاریں مرمت کی جاتی
 ہوں۔ وہاں چند کاریں بھی کھڑی تھیں۔ جن کے پارٹس کھلے ہوئے
 تھے۔ سائیز کی دیوار کے پاس ایک اور کار کھڑی تھی جس پر سیاہ
 رنگ کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی اس ورکشاپ نما تہہ خانے میں
 داخل ہوئے ان کے پیچھے دیوار تیزی سے بند ہو گئی۔

تہہ خانے میں کوئی نہیں تھا۔ ڈی ایس تیز تیز چلتا ہوا اس کار کی
 جانب بڑھتا چلا گیا جس پر کپڑا پڑا ہوا تھا۔ اب وہ چونکہ تہہ خانے
 میں تھے اس لئے انہیں گارج کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی
 تھی۔

ڈی ایس نے کار سے کپڑا اتارا تو ایکسو کو ایک سرخ رنگ کی
 کار دکھائی دی۔ یہ کار نئی اور چمکدار تھی اور سپورٹس کار جیسی دکھائی

”یس باس“..... ڈی ایس نے مستعد لہجے میں کہا۔
 ”ہارڈ بلٹ تیار ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔
 ”یس باس۔ میں نے ہارڈ بلٹ ریڈی کر دی ہے“..... ڈی

ایس نے کہا۔
 ”ہارڈ بلٹ یہ ہارڈ بلٹ کیا ہے“..... ایکسو نے حیران ہوتے

ہوئے پوچھا۔
 ”آئیں آپ کو دکھاتے ہیں“..... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا۔
 ”میں اپنا سامان لے لوں“..... ایکسو نے کہا۔

”ہارڈ بلٹ کے ہوتے ہوئے آپ کو اپنے ساتھ مزید سامان
 لے جانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن پھر بھی آپ لے آئیں اپنا
 سامان“..... پرنس چلی نے کہا۔ ایکسو حیرت سے پرنس چلی اور
 ڈی ایس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ دونوں کے ہونٹوں پر خفیف سی
 مسکراہٹ تھی۔ ایکسو نے کاندھے اچکائے اور واپس اسی کمرے کی
 طرف بڑھ گیا جہاں اس نے اپنا بیگ رکھا ہوا تھا۔

”تمہارے پاس صرف تین منٹ باقی ہیں“..... باہر سے گارج
 کی پھر جیجیتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ایکسو نے اس آواز پر کوئی توجہ
 نہ دی۔ کمرے میں آ کر اس نے مشین اور ڈیوائس الگ الگ کر
 کے بیگ میں رکھیں اور پھر وہ بیگ بند کر کے کمرے سے نکل کر
 واپس پرنس چلی اور ڈی ایس کے پاس آ گیا۔ ڈی ایس نے
 سکرین آف کر دی تھی۔ مشین اور سکرین سرکتی ہوئی واپس دیواروں

دے رہی تھی جس کا ٹاپ بھی تھا۔ یہ فورسٹر کا رہتی۔

”آئیں پاس“..... ڈی ایس نے کہا تو پرنس چلی سر ہلا کر اس کار کی طرف بڑھ گیا۔ ایکسٹو بھی اس کے ساتھ کار کے پاس آ گیا۔

”بڑی شاندار کار ہے“..... ایکسٹو نے کار کا ماڈل اور اس کی جدت دیکھ کر کہا۔

”لیس چیف۔ اسی لئے ہم اسے ہارڈ بلٹ کہتے ہیں اور یہ کار صرف کار نہیں ہے بلکہ کار کے روپ میں چلتا پھرتا اسلحہ خانہ ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”اسلحہ خانہ۔ کیا مطلب“..... ایکسٹو نے چونک کر پوچھا۔
 ”آپ کار میں بیٹھیں میں آپ کو سمجھاتا ہوں“..... پرنس چلی نے کہا۔

”کیا کار تم ڈرائیو کرو گے“..... ایکسٹو نے پوچھا۔

”نہیں چیف۔ یہ کار آپ ڈرائیو کریں۔ میں اور ڈی ایس آپ کے ساتھ بیٹھیں گے۔ ڈاک انجنی کے خلاف آپ نے ایکشن کرنا ہے۔ ہم صرف آپ کا ساتھ دیں گے“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایکسٹو کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ پرنس چلی سائڈ والی اور ڈی ایس عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈی ایس نے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہی اس کا ایک ہٹن پش کیا تو سیٹ کا عقبی حصہ کھل گیا۔ سیٹ

کے اس حصے میں بیٹھوں کے ساتھ بے شمار اور انتہائی جدید قسم کا اسلحہ خشک نظر آ رہا تھا۔ ڈی ایس نے ایک مشین گن اور ایک چینی نال والا بھاری پسل اٹھا لیا جو ایک مشین پسل جیسا تھا مگر اس پسل کا میگزین عام مشین پسل سے کہیں زیادہ چوڑا اور بڑا تھا۔ پرنس چلی نے سامنے ڈیش بورڈ پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تو ڈیش بورڈ سے ایک ٹرے سا نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔

ٹرے پر کنٹرول بورڈ تھا جس پر کئی بٹن، سوئچ اور ڈائلوں کے ساتھ رنگ رنگے بلب بھی لگے ہوئے تھے۔ پرنس چلی نے ایک بٹن پر پش کیا تو ٹرے نما اس کنٹرول پینل پر جیسے رنگ سا بکھرتا چلا گیا۔ رنگین بلب جلنے بجھنے لگے اور بٹنوں اور سوئیچوں کے پیچھے لگے ہوئے بلب بھی جل اٹھے تھے۔

”یہ کیا ہے“..... ایکسٹو نے حیرت سے پرنس چلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ ہارڈ بلٹ کا مخصوص کنٹرول پینل ہے جس کی مدد سے ہم اس کار میں فنی اور حیرت انگیز تبدیلیاں لا سکتے ہیں۔ ضرورت کے وقت ہم اس کنٹرول پینل اور کار میں لگے ہوئے دوسرے سسٹمز کو استعمال کر کے اس کار کو سڑک پر دوڑنے والا تیز ترین جیٹ بھی بنا سکتے ہیں اور یہ کار ایک جدید اور انتہائی طاقتور ترین ٹینک کا بھی ہپ دھار سکتی ہے۔

کار میں خود کار حفاظتی سسٹم کے ساتھ تمام جنگی اسلحہ نصب ہے۔

کنٹرول پینل سے کار کے آگے پیچھے نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ دشمنوں کو منہ توڑ جواب دے سکتا تھا۔

حقیقی معنوں میں یہ کار کسی جدید گن شپ ہیلی کاپٹر یا فائٹر طیارے سے کم نہیں تھی۔ اس کار میں اور بھی بہت سی خصوصیات تھیں جنہیں ضرورت کے وقت استعمال میں لایا جاسکتا تھا۔ کار کا سپرینٹنڈنٹ اس قدر آرام دہ تھا کہ انتہائی تیز رفتاری سے بھاگنے کے باوجود کار کے اندر اس کا کوئی ارتعاش محسوس نہیں ہوتا تھا چاہے کار کسی ناچختہ سڑک پر ہی کیوں نہ دوڑ رہی ہو۔

پرنس چلی، ڈی ایس اور اس کے ساتھیوں نے کار کی ڈیزائننگ میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھی تھی۔ کار ہر قسم کے راستے پر انتہائی آسانی سے اور تیز رفتاری سے بھاگ سکتی تھی۔ یہاں تک کہ اگر کار کسی ریگستان میں بھی داخل ہو جاتی تو اس کے ٹائروں پر ٹینک کی طرح مضبوط پٹیاں سی ایڈجسٹ ہو جاتی تھیں جس کی وجہ سے کار ریت پر بھی تیزی سے دوڑائی جاسکتی تھی اور اس کار کے ٹائرسٹ کر کار کے نچلے حصوں میں چھپ جاتے تھے۔

کار کو ایئر ٹائٹ بنا کر کسی آبدوز کی طرح سمندر یا دریا میں بھی اتارا جاسکتا تھا۔ کار جدید دور کی بننے والی مشہور زمانہ فلمی ہیرو زبرد زبرد سیون کے زیر استعمال رہنے والی کاروں سے ہم آہنگ تھی۔ شاید یہ کار پرنس چلی اور اس کے ساتھیوں نے اسی کار سے متاثر ہو کر تیار کی تھی۔

جن میں منی ریڈ میزائل بلاسٹرز، مشین گنیں اور دوسرا بہت سا اسلحہ بھی ہے جن کی مدد سے ہم اس کار کے اندر بیٹھ کر باہر موجود بڑی سے بڑی فورس کا بھی آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ جدید اور پاورفل کار آٹو کنٹرول بھی ہے اور اس کی ساخت اس قدر مضبوط ہے کہ اس پر ریڈ بلاسٹرز جیسے طاقتور میزائل بھی برسائے جائیں تو کار پر ایک خراش تک نہیں آتی۔ اسی طرح کار کی وڈ سکریٹس فائبر آپٹیکل گلاسز کی بنی ہوئی ہیں جسے کسی بھی طریقے سے توڑ نہیں جاسکتا چاہے اس پر ہیوی مشین گنوں سے فائرنگ کی جائے یا پھر میزائل اور بم برسائے جائیں..... پرنس چلی نے کہا اور پھر وہ کار کی مختلف خوبیوں اور ان کے فنکشنز کے بارے میں ایکٹو کو بتانا شروع ہو گیا۔ جس کے بارے میں سن کر ایکٹو واقعی حیران رہ گیا تھا۔

پرنس چلی، ڈی ایس اور اس کے قابل ساتھی سائنس دانوں اور انجینئرز نے مل کر اس کار کو واقعی ایک چلتا پھرتا اسلحہ خانہ بنا دیا تھا جس کے سامنے آنے والی طاقتور فوج چند لمحوں میں تباہ ہو سکتی تھی۔ کار کے فنکشنز آسان تھے جنہیں سمجھنے میں ایکٹو کو صرف چند منٹ لگے تھے۔ اس کے سامنے اسٹیرنگ وہیل پر بھی کئی بٹن لگے ہوئے تھے جن سے ایکٹو کار میں چھپے ہوئے اسلحے کو کار سے باہر نکال کر ان سے دشمنوں پر حملے کر سکتا تھا اور کار کو ہر ممکن خطرے سے محفوظ بھی رکھ سکتا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا پرنس چلی بھی ٹرے نہ

”ہاں۔ لیکن وہ کچھ بھی کر لیں وہ اس تہہ خانے تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ چاہے وہ پوری رہائش گاہ بموں اور میزائلوں سے ہی کیوں نہ اڑا دیں“..... پرنس چلی نے کہا۔ اس نے ایک مہن پریس کیا تو اچانک دائیں طرف دیوار میں ایک راستہ سا بننا چلا گیا جس کی دوسری طرف ایک سرنگ تھی۔ اسی لمحے اچانک انہوں نے کار سے باہر ہر طرف نیلا نیلا دھواں سا پھیلنے دیکھا۔ دھویں کے ریشے جیسے سپاٹ دیواروں سے نکلنے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ”اوہ۔ شاید انہوں نے ہمیں بے ہوش کرنے کے لئے بلیو بم پھینکے ہیں تاکہ ہم اس کے اثر سے جہاں کہیں بھی ہوں بے ہوش ہو جائیں۔ بلیو بموں کی ٹرود اثر گیس دھویں کی شکل میں تیزی سے ہر طرف پھیل جاتی ہے اور یہ بند دیواروں سے بھی گزر کر سکتی ہے چاہے تہہ در تہہ، تہہ خانے ہی کیوں نہ بنے ہوئے ہوں۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہارڈ بلٹ کے اندر آ گئے ہیں ورنہ اس گیس کے اثر سے ہم کسی بھی طرح سے نہیں بچ سکتے تھے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”اوہ۔ مگر تم نے تو کہا تھا کہ تم نے رہائش گاہ کا فول پروف حفاظتی انتظام کر رکھا ہے۔ یہاں بموں اور میزائلوں کے ساتھ کسی بھی زہریلی گیس کے پھیلنے کا احتمال نہیں ہو سکتا ہے“..... ایکسو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آج کل اسرائیلی ایجنسیاں نئی اور جدید ترین ٹیکنالوجی استعمال

”تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔ واقعی اس کار کے ہوتے ہوئے مجھے اسلحہ ساتھ لانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تم نے اور تمہارے ساتھوں نے اس کار کو ہر قسم کے سائنسی اور روایتی اسلحے سے ہم آہنگ کر رکھا ہے۔ دیل ڈن“..... ایکسو نے پرنس چلی کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو پرنس چلی بے اختیار مسکرا دیا۔

”ہم نے یہ کار بنانے میں کئی سال صرف کئے ہیں اور اس کار کا کریڈٹ مشہور زمانہ ایکشن ہیرو زیدو زیدو سیون کو جاتا ہے جس نے ہمیں یہ کار بنانے کا آئیڈیا دیا تھا“..... پرنس چلی نے مسکرا کر جواب دیا تو ایکسو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈیش بورڈ پر ایک سکرین بھی لگی ہوئی تھی جس پر اسرائیل کے تمام شہروں کے راستوں کا نقشہ فیڈ تھا۔ کار کو آٹو کنٹرول کے ذریعے بغیر کسی ڈرائیور کے ذریعے بھی ان راستوں پر لے جایا جا سکتا تھا۔ ایکسو نے سنٹرنگ کے نچلے حصے پر لگا ہوا ایک مہن پریس کیا تو کار سٹارٹ ہو گئی۔ ساتھ ہی ڈیش بورڈ پر راستہ بتانے والی سکرین بھی روشن ہو گئی جس پر متعدد رنگ رنگی لکیروں کا جال سا پھیل گیا تھا۔ سکرین کے نچلے حصے پر کی پیڈ تھا جس پر جگہ اور علاقے کا نام لکھ دیا جاتا تو سکرین پر اس علاقے اور مخصوص جگہ کی طرف جانے والے راستوں کی تفصیل آ جاتی۔

”میرا خیال ہے۔ اب تک ڈاگ ایجنسی نے رہائش گاہ میں کچھ ایسی کرنی شروع کر دی ہوگی“..... ایکسو نے کہا۔

جیسے ہر طرف نیلے دھوئیں کی دبیز چادر سی پھیلا دی گئی ہو۔ دیوار
شتر کی طرح کھلتے دیکھ کر ایکسٹو نے کار کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی
اور پھر جیسے ہی کار کھلے ہوئے راستے کی طرف گئی اچانک کار جیسے
کسی تیز رفتار اور فائز طیارے کی طرح فضا میں بلند ہوتی چلی گئی۔

کر رہی ہیں چیف۔ جس کے بارے میں ہمارے پاس مکمل
انفارمیشن نہیں ہے۔ ہمیں جو انفارمیشن ملتی ہے ہم اسی کے تحت اپنے
بچاؤ کا انتظام کرتے ہیں۔ بلیو میزائل اور ان کی کارکردگی کی
رپورٹ ہمیں موصول ہو گئی تھی لیکن چونکہ ہم نے اسے ابھی تک
دیکھا نہیں تھا اس لئے ہم اس سے بچنے کا کوئی انجینی ایجاد نہیں کر
سکتے تھے..... پرنس چلی کی جگہ ڈی ایس نے جواب دیتے ہوئے
کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ ہی دیر میں تہہ خانہ
جیسے تیز نیلے دھوئیں سے بھر گیا۔ دھواں ہونے کے باوجود اسے
سکرین پر تہہ خانہ اور سرنگ کا راستہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔
ہمیں اس سرنگ سے باہر جانا ہے..... پرنس چلی نے کہا تو
ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا کر کار اس سرنگ نما راستے کی طرف
بڑھا دی۔ سرنگ نما راستہ اوپر کی جانب جاتا ہوا دکھائی دے رہا
تھا۔ راستہ زیادہ لمبا نہیں تھا۔ سامنے ایک دیوار تھی۔

”آپ کا رفل سپیڈ سے اوپر لے جائیں۔ جیسے ہی ہم بند دیوار
کے پاس پہنچیں گے میں فوراً راستہ کھول دوں گا“..... پرنس چلی
نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا کر کار رفل سپیڈ سے سرنگ
میں دوڑانی شروع کر دی۔ کار بجلی کی سی تیزی سے بلندی پر موجود
بند دیوار کی طرف بڑھی تو پرنس چلی نے فوراً کنٹرول پینل کا ایک
بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن دبایا اسی لمحے دیوار کسی شتر
کی طرح تیزی سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔ باہر ہر طرف نیلا دھواں تھا

جی پی ایون کی فورس نے پہلے ہی اس علاقے کے کینوں کو اپنی کارروائی سے مطلع کر دیا تھا اور اس طرف آنے والے تمام راستے بلاک کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں مقیم افراد کو بھی اس بات کا پابند کر دیا تھا کہ وہ اپنی رہائش گاہوں سے باہر نہ آئیں۔

گارج ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کی سائینڈ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر ہیڈ فون چڑھا ہوا تھا جس سے وہ ڈی فورس کے کمانڈر سے ٹرانسمیٹر پر مسلسل رابطے میں تھا۔

گارج کے حکم پر تین ہیلی کاپٹر رہائش گاہ کے دائیں بائیں اور ایک عقب میں چلا گیا جبکہ گارج نے ہیلی کاپٹر سے رہائش گاہ کا نوپر سے جائزہ لیا اور پھر وہ اپنا ہیلی کاپٹر فرنٹ کی سائینڈ پر لے آیا۔ رہائش گاہ کے پورچ میں اسے دو گاڑیاں کھڑی دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ وہ گاڑیاں نہیں تھیں جن سے ایکسو اور السلام ٹاپ وین ہسپتال سے نقلی ڈاکٹر بیوگن کی مدد سے فرار ہوئے تھے لیکن ان دونوں گاڑیوں کے وہاں ہونے کا مقصد تھا کہ ایکسو اور السلام ابھی رہائش گاہ کے اندر ہی ہیں اور انہیں اس بات کا خبر نہیں ہے کہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔

”کیا پوزیشن ہے گیرن۔ اور.....“ گارج نے پائلٹ سے ہیلی کاپٹر رہائش گاہ کی فرنٹ کی طرف معلق کرنے کا کہہ کر ٹرانسمیٹر پر افسر کے کمانڈر سے مخاطب ہو کر کہا جو پہلے سے ہی آن لائن تھا۔ ”سرا بھی تک رہائش گاہ میں مکمل سکوت طاری ہے۔ اندر سے

گارج ایک تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس رہائش گاہ تک پہنچا تھا جہاں اسے ایکسو اور السلام کے موجود ہونے کا اطلاع ملی تھی۔ گارج نے تیز رفتار گاڑیوں پر ڈی فورس پہلے ہی وہاں بھیج دی تھی جو جی پی ایون سے ٹیک اور کر رہی تھی۔

گارج اپنے ساتھ تین مزید گن شپ ہیلی کاپٹر بھی لایا تھا تاکہ وہ رہائش گاہ کے چاروں طرف نگاہ رکھ سکے اور ایکسو اور السلام وہاں سے کسی بھی راستے سے فرار نہ ہو سکیں۔

گارج جب ہیلی کاپٹروں کے اسکوڈ کے ساتھ حواس کی رہائش گاہ کے نزدیک پہنچا تو اس وقت تک ڈی فورس، جی پی ایون نہ جگہ لے چکی تھی اور فورس نے رہائش گاہ کو نہایت خاموشی سے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔

”میں پہلے ان سے بات کروں گا۔ اگر وہ سٹڈر کرنے کے لئے تیار ہو گئے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ تم رہائش گاہ میں بلیو ایک کر دینا۔

”یس سر۔ اوور“..... گیرن نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ویٹ کرو۔ میں میگا فون پر ان سے بات کر کے تم سے بات کرتا ہوں۔ تم ٹرانسمیٹر آن رکھنا میں تم سے دوبارہ لنک کر لوں گا اوور“..... گارج نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کیا اور ہیڈ فون کا ایک ٹیبلٹ پر پس کر کے اسے ٹرانسمیٹر سے ہٹا کر بلی کا پٹر کے میگا فون سے کنکٹ کر دیا۔

”مسٹر ایکسٹو، مسٹر السلام اور مسٹر ڈی ایس۔ میری بات غور سے سنو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم تینوں اس وقت رہائش گاہ میں موجود ہو۔ ہمارا تعلق پینشن فورس سے ہے اور تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ یہاں سے بچ نکلنے کا تمہارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔ تم تینوں کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم تینوں کے پاس اگر کوئی اسلحہ ہے تو اپنا سارا اسلحہ پیچیک کر باہر آ جاؤ اور خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم مسلح ہیں۔ تمہیں صرف پانچ منٹ کا وقت دیا جائے گا۔ اگر پانچ منٹوں میں تم اسلحہ پیچیک کر اور دونوں ہاتھ سروں پر رکھ کر باہر نہ آئے تو تم تینوں کو اس رہائش گاہ سمیت ختم کر دیا جائے گا۔ ہم اگلے پانچ منٹوں میں تمہاری رہائش گاہ پر بموں اور میزائلوں سے حملہ کر دیں گے۔ تمہارے پاس سوچنے کے

اب کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے وہ آرام کرنے کے لئے ان ڈور ہو گئے ہوں۔ اوور“..... دوسری طرف سے گیرن نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ کنفرم ہے کہ ابھی تک اس رہائش گاہ سے کوئی باہر نہیں نکلا ہے اور نہ کوئی رہائش گاہ کے اندر گیا ہے۔ اوور“..... گارج نے پوچھا۔

”یس سر۔ یہ کنفرم ہے۔ ابھی تک نہ تو کوئی رہائش گاہ سے باہر آیا ہے اور نہ کوئی اندر گیا ہے۔ اوور“..... گیرن نے اعتماد بھرتے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ تم تیار رہو۔ کسی بھی لمحے میں تمہیں ریڈ ایکشن کا کہہ سکتا ہوں۔ اوور“..... گارج نے کہا۔

”ہم تیار ہیں سر۔ بس آپ کے حکم کی دیر ہے۔ جیسے ہی آپ حکم دیں گے ہم ایک لمحے میں اس رہائش گاہ کو بلے کا ڈھیر بنا دیں گے۔ اوور“..... گیرن نے کہا۔

”رہائش گاہ کو بلے کا ڈھیر نہیں بنانا احق۔ یہاں تو دنیا کے خطرناک ترین چیف ایجنٹس چھپے ہوئے ہیں۔ ہمیں ہر حال میں انہیں زندہ گرفتار کرنا ہے۔ اوور“..... گارج نے غرا کر کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ جیسے آپ کا حکم۔ اوور“..... گارج کی غرابے سن کر گیرن نے فوراً اور قدرے سبے ہوئے لہجے میں کہا۔

نے غصیلی آواز میں چیخ کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے میگافون آف کر کے ہینڈفون کو دوبارہ فونز کے کمانڈر گیرن کے ٹرانسمیٹر سے لنکڈ کر لیا جو بدستور اس سے لنکڈ تھا۔

”گیرن کیا تم آن لائن ہو۔ اور“..... گارج نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”ایس سر۔ میں آن لائن ہوں۔ اور“..... گیرن کی آواز سنائی دی۔

”اگلا منٹ پورا ہوتے ہی تم رہائش گاہ پر بلیو ایک کر دو۔ مجھے نہیں لگ رہا کہ وہ آسانی سے خود کو سرنڈر کرائیں گے۔ بلیو ایک سے وہ رہائش گاہ کے تہہ خانوں میں بھی جا کر چھپ جائیں تب بھی وہ اس گیس کے اثر سے نہیں بچ سکیں گے۔ ذہریلی گیس انہیں ایک لمحے میں بے ہوش کر دے گی۔ اور“..... گارج نے کہا۔

”اوکے سر۔ میں بلیو ایک کے لئے تیار ہوں۔ اور“..... گیرن نے جواب دیا۔ گارج ایک بار پھر ریست وائچ کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی سیکنڈ بتانے والی سوئی ٹک ٹک کرتی ہوئی بارہ کے ہندسے کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔

”اوکے۔ کرو ایک۔ اور“..... گارج نے چیخے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک اس نے رہائش گاہ کے چار اطراف سے راڈ نما بم پھیل اچھل کر رہائش گاہ کے اندر گرتے دیکھے۔ گیرن نے رہائش گاہ کے چاروں اطراف سے بم پھکوائے تھے تاکہ اس سے نکلنے

لئے صرف چار منٹ ہیں اس کے بعد اگلے ایک منٹ میں تمہیں ہر حال میں رہائش گاہ سے باہر نکل کر خود کو سرنڈر کرانا ہو گا۔ یاد رہے تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں اور تمہارا ٹائم شروع ہوتا ہے۔ اب“..... گارج نے میگافون پر چیخے ہوئے کہا اور اس نے ساتھ ہی ریست وائچ دیکھنی شروع کر دی۔

”تمہارے پاس چار منٹ باقی ہیں“..... ایک منٹ گزرتے ہی گارج نے چیخے ہوئے کہا لیکن کبھی میں اسے کوئی ہچکل ہوتی ہوئی دکھائی نہ دی۔ گارج کی نظریں کبھی کے رہائشی حصے کے دروازے پر جمی ہوئی تھی۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔

”تمہارے پاس صرف تین منٹ باقی ہیں“..... گارج نے ایک منٹ اور گزرتے دیکھ کر کہا۔ لیکن اب بھی رہائش گاہ میں خاموشی اور ویرانی کے سوا اسے کچھ دکھائی نہ دیا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔

”اب باقی دو منٹ بچے ہیں تمہارے پاس“..... ایک منٹ اور گزرتے ہی گارج نے پہلے سے زیادہ جینتی ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن اگلا ایک منٹ بھی گزر گیا اور رہائش گاہ میں خاموشی چھائی رہی تو گارج کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں ہونے شروع ہو گئے۔

”اب آخری ایک منٹ بچا ہے۔ اگلے ایک منٹ میں تم رہائش گاہ سے باہر نہ آئے تو ہم رہائش گاہ پر حملہ کر دیں گے“..... گارج

”یہ کیا۔ یہ گیٹ کیوں تباہ نہیں ہوا ہے“..... گارج نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ فورس گیٹ اُڑانے کے لئے مسلسل بم پھینک رہی تھی۔ بموں کے زور دار دھماکوں سے علاقہ گونج رہا تھا لیکن ان کے پھینکے ہوئے طاقتور بم گیٹ کا ایک پرزہ تک نہیں اُڑا سکے تھے۔ گارج اور اس کے ساتھی نہیں جانتے تھے کہ ایکسٹو اور پرنس چلی نے رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے کون کون سے سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں۔

”گیرن۔ ان سے کہو کہ گیٹ کو اُڑانے کی بجائے دیواریں پھاند کر اندر جائیں۔ ہری اپ“..... گارج نے حلق کے بل چیخنے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ اوور“..... گیرن نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں کے بعد گارج نے فورس کو میزھیاں لگا کر دیواروں پر چڑھتے اور دوسری طرف پھلانگتے دیکھا۔ وہ شاید اسی مقصد کے لئے فولڈر میزھیاں اپنے ساتھ لائے تھے۔ چند ہی لمحوں میں فورس رہائش گاہ میں داخل ہو چکی تھی۔

فورس نے اندرونی رہائش گاہ والے دروازے کو بھی بم مار کر تباہ کرنا چاہا لیکن طاقتور بموں میں نجانے کیا خامی تھی کہ کھڑکی کا بنا ہوا وہ دروازہ بھی ان سے تباہ نہیں ہو رہا تھا۔

”ہونہ۔ لگتا ہے۔ انہوں نے رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے یہاں کوئی پروفیکشن ریز پھیلا رکھی ہے۔ اسی لئے بموں سے ان کی

والی گیس زیادہ تیزی سے پھیل کر اپنا اثر دکھا سکے۔ جیسے ہی بم رہائش گاہ میں گرے اسی لمحے وہاں یکے بعد دیگرے دھماکے ہوئے اور گارج نے رہائش گاہ میں نیلے رنگ کا دھواں بھرتے ہوئے دیکھا۔ ایسے حملے کرتے وقت گیرن اور اس کی فورس پہلے سے ہی تیار رہتی تھی۔ ان سب نے بلیو ایک اور اس جیسی زہریلی گیسوں سے بچنے کے لئے اٹنی لیا ہوتا تھا تاکہ حملے کے دوران کسی بھی زہریلی گیس کا ان پر اثر نہ ہو سکے۔

دھواں چند ہی لمحوں میں ہر طرف پھیل گیا تھا۔ نیلے دھوئیں سے جیسے رہائش گاہ چھپ سی گئی تھی۔ دھواں وہاں جیسے رک سا گیا تھا جھٹنے اور ہوا میں تحلیل ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

”گیرن۔ اوور“..... گارج نے چند لمحے توقف کے بعد گیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر۔ اوور“..... گیرن نے جواب دیا۔ چند لمحوں کے بعد گارج نے فورس کو تیزی سے رہائش گاہ کی طرف بڑھتے دیکھا۔ فورس نے گیٹ کے پاس جا کر گیٹ کو بم مارنے کی کوشش کی۔ دھماکا ہوا مگر گیٹ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

جب اس عمارت کا چکر لگایا تھا تو اسے وہاں ایسی کھلی ہوئی کوئی دیوار دکھائی نہیں دی تھی۔

”رکو ایک منٹ۔ یہیں رکو۔ نیلی کا پٹر نیچے لے جاؤ جلدی“..... گارج نے چیخ کر کہا تو پائلٹ نے ایک بار پھر نیلی کا پٹر معلق کر لیا۔ ابھی گارج اس کھلی ہوئی دیوار کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اچانک دیوار کے گرد پھیلا ہوا نیلا دھواں تیزی سے چہنچہن اور گارج نے دیوار سے ایک سرخ رنگ کی نئی کار نکل کر ہوا میں بلند ہوتے دیکھی۔ کار زمانے دار آواز کے ساتھ نہایت تیزی سے باہر آئی تھی اور عمودی انداز میں جیسے ہوا میں بلند ہوتی چلی گئی تھی۔ اس طرف ایک کھلی سڑک تھی۔ دیوار کے کچھ فاصلے پر ہی ڈی فورس کی دو گاڑیاں کھڑی تھیں جن پر بیوی مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔

پائلٹ گارج کے کہنے پر نیلی کا پٹر چونکہ کافی نیچے لے آیا تھا اس لئے کھلی ہوئی دیوار سے نکل کر عمودی انداز میں اوپر اٹھنے والی کار جیسے نیلی کا پٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ایک لمبے کے لئے گارج کو یوں محسوس ہوا جیسے کار سیدھی نیلی کا پٹر سے آنکرائے گی۔ اس کے چہرے پر موت کی سی زدوری پھیل گئی تھی لیکن پائلٹ نے دھواں چھٹے اور کھلی ہوئی دیوار سے کار نکلتے دیکھ لی تھی اس لئے اس نے کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیلی کا پٹر اوپر اٹھانے کی بجائے مزید نیچے کر لیا تھا۔ دوسرے لمبے سرخ رنگ کی سپورٹس کار جیسی ایک کار نیلی کا پٹر کے بڑے بڑے اور برق

رہائش گاہ کو کوئی نقصان نہیں ہو رہا ہے“..... گارج نے غصے اور پریشانی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”سر۔ اس رہائش گاہ میں پرنٹکشن ریز پھیلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہمارا اسلحہ یہاں کام نہیں کر رہا ہے۔ اوور“..... اچانک فرانسسیر سے گیرن کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ اوور“..... گارج نے کہا۔

”رہائش گاہ میں موجود پرنٹکشن ریز کی وجہ سے ہمارا سارا اسلحہ جام ہو گیا ہے۔ اوور“..... گیرن نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ دروازہ توڑ کر اندر چلے جائیں۔ مجرم اندر بے ہوش پڑے ہوں گے۔ وہ مزاحمت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔ اوور“..... گارج نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ اوور“..... گیرن کی جوابی آواز سنائی دی۔ کچھ ہی دیر میں فورس نے مشین گنوں کے بٹ مار کر رہائش گاہ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ گارج چند لمبے رہائش گاہ کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے پائلٹ سے کہا کہ وہ رہائش گاہ کے ارد گرد چکر لگائے۔ پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا کر نیلی کا پٹر کو آہستہ آہستہ رہائش گاہ کے ارد گرد گھمانا شروع کر دیا۔ ابھی نیلی کا پٹر گھومتا ہوا رہائش گاہ کے عقب میں آیا ہی تھا کہ اچانک گارج کی نظر رہائش گاہ کی ایک کھلی ہوئی دیوار پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے پہلے

”ہیلو ہیلو۔ گیرن کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اوور۔“ گارج نے ٹرانسمیٹر پر گیرن سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

”لیس سر۔ میں سن رہا ہوں۔ اوور۔“..... گیرن کی آواز سنائی دی۔

”مجرم رہائش گاہ کے عقب سے سرخ رنگ کی سپورٹس جیسی ایک کار میں نکل گئے ہیں۔ میں ان کے پیچھے جا رہا ہوں۔ جلدی کرو۔ تم سب بھی ان کے پیچھے آ جاؤ۔ اوور۔“..... گارج نے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

”مجرم عقب سے نکل گئے ہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔ ہم نے تو ہر طرف سے رہائش گاہ کو گھیر رکھا ہے پھر وہ پیچھے راستے سے کیسے نکل سکتے ہیں۔ اوور۔“..... گیرن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ فرنٹ کی طرف تھا اس لئے اسے سرخ کار کے ٹھکنے کا علم نہیں ہوا تھا۔

”شٹ اپ یو نانسنس۔ میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ وہ نکل گئے ہیں۔ فوراً ہمارے پیچھے آؤ۔ اوور۔“..... گارج نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ لیس سر۔ ہم آ رہے ہیں۔ اوور۔“..... گارج کا غصیلا جھین کر گیرن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وہ دائیں طرف گئے ہیں جناب۔“..... پائلٹ نے ہیلن کا پٹرکھن روڈ کی طرف لاتے ہوئے دائیں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

رفتاری سے گھومتے ہوئے پروں کے عین اوپر سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ سرخ سپورٹس کار جیسی کار نہ صرف ہیلی کاپٹر کے اوپر سے گزر گئی تھی بلکہ سڑک پر موجود گاڑیوں کے اوپر سے بھی ہوتی ہوئی دوسری طرف سڑک کی طرف جھک گئی تھی اور پھر کار جیسے ہی پیروں کے بل سڑک پر آئی۔ ایک لمحے کے لئے کار کے ٹائر زور سے چرچرائے۔ کار سڑک پر دائیں بائیں ہوئی۔ مگر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا ڈرائیور انتہائی مشاق تھا اس نے کمال کی پھرتی سے کار کو دائیں بائیں مڑنے اور پلٹنے سے بچا لیا اور اس نے کار کے بریکیں لگاتے ہوئے کار روک کر کار ایک لمحے کے لئے بیننس کی۔ اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر میں موجود گارج اور نیچے موجود مسلح افراد کچھ سمجھتے اچانک کار بجلی کی سی تیزی سڑک پر آگے بڑھتی چلی گئی۔

”وہ اس کار میں نکل گئے ہیں۔ اوہ گاڈ۔ جلدی کرو۔ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھاؤ اور ان کا پیچھا کرو نہیں تو وہ یہاں سے بھاگ جائیں گے۔“..... اچانک گارج کو جیسے ہوش آ گیا۔ اس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو پائلٹ نے فوراً ہیلی کاپٹر اوپر اٹھایا اور اسے تیزی سے موڑتے ہوئے اس طرف بڑھالے گیا جس طرف کار جا رہی تھی۔ یہ سڑک آگے جا کر دائیں بائیں مڑ گئی تھی۔ ہیلی کاپٹر کا رخ چونکہ دوسری طرف تھا اس لئے گارج اور پائلٹ یہ نہیں دیکھ سکے تھے کہ سرخ کار کس طرف مڑی ہے۔

”نہیں سر۔ اور“..... گیرن کی آواز سنائی دی۔

”اپنے چند افراد رہائش گاہ میں چھوڑ دو۔ وہ رہائش گاہ کا ایک حصہ چیک کریں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک آدھ مجرم ہمیں چمکے دینے کے لئے ریڈ کار میں فرار ہوا ہو باقی ابھی رہائش گاہ میں ہی موجود ہوں۔ اس لئے رہائش گاہ کی مکمل چیکنگ کراؤ چاہیے اس کے لئے تمہیں رہائش گاہ کی ایک ایک دیوار ہی کیوں نہ گرائی پڑے۔ اور“..... گارج نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ سرخ کار کو اچانک کھلی ہوئی دیوار سے ٹکرتے اور ہوا میں بلند ہوتے دیکھ کر جس طرح سے گارج کا ذہن ماؤف ہو گیا تھا اب تیزی سے کھلنا شروع ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے تیزی سے سوچنا شروع کر دیا تھا۔

”نہیں سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں مجرموں کو ڈھونڈنے کے لئے ساری رہائش گاہ ادھیر ڈالوں گا۔ اور“..... گیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے سرخ کار کے پیچھے جا رہا تھا جو برق رفتاری سے دائیں بائیں سڑکیں مڑتی جا رہی تھی۔

”وہ مین روڈ کی طرف جا رہے ہیں۔ اپنے آدمیوں سے کہو کہ مین روڈ کی طرف جانے والا راستہ سیلڈ کر دیں۔ ہری اپ۔ اور“..... گارج نے گیرن سے مخاطب ہو کر پینچنے ہوئے کہا۔

”نہیں سر۔ اور“..... گیرن نے جواب دیا اور چند لمحوں کے لئے ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔

اسے دور سرخ رنگ کی سپورٹس کار جیسی ایک کار نہایت تیز رفتاری سے بھاگتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ جی بی ایون نے چونکہ ارد گرد کا ایریا کلیئر کر رکھا تھا اس لئے سڑک بالکل صاف تھی جس نے وہ سرخ کار نہایت تیزی سے سڑک پر بھاگی جا رہی تھی۔

”چلو چلو۔ اس کے پیچھے چلو۔ جلدی“..... گارج نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر، سرخ کار کے پیچھے اڑنا شروع کر دیا۔

”بلیک اسکوڈا تم سب میرے پیچھے آؤ۔ جلدی۔ ہمیں امین لائن کی طرف جانے والی ایک سرخ کار کو کور کرنا ہے۔ ہری اپ۔ اور“..... گارج نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر کے اپنے ساتھ آئے ہوئے باقی تین ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس سے مخاطب ہو کر تھامنا نہ لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔ ہم آ رہے ہیں۔ اور“..... تینوں ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس نے ایک ساتھ جواب دیا۔ گارج نے سرگھما کر دیکھ کر اسے تینوں ہیلی کاپٹر اپنے پیچھے آتے دکھائی دیے۔ رہائش گاہ کے عقب میں جو گن شپ گاڑیاں کھڑی تھیں وہ بھی تیزی سے مڑ کر اسی سڑک کی طرف آتی دکھائی دے رہی تھیں جس طرف سرخ رنگ کی کار گئی تھی۔

”گیرن۔ اور“..... گارج نے ایک بار پھر گیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا کر بیلی کا پٹر تیزی سے آگے بڑھایا اور پھر سرخ کار کے عین اوپر آتے ہی اس نے بیلی کا پٹر نیچے کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ابھی بیلی کا پٹر قدرے نیچے ہوا ہی تھا کہ اچانک سرخ کار کے فرنٹ کے نچلے حصے سے انہوں نے آگ کا ایک شعلہ اور دھواں نکلنے دیکھا۔ دوسرے لمحے شعلہ بجلی کی سی تیزی سے سامنے موجود فورس اور ان گاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا جن سے انہوں نے سڑک ہلاک کر رکھی تھی۔

”میزائل۔“ وہ گاڑ۔ انہوں نے میزائل فائر کیا ہے۔ بچو اس میزائل سے۔ خود کو بچاؤ۔“..... گارج نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے اور بری طرح سے چیختے ہوئے کہا جیسے سڑک ہلاک کرنے والے مسلح افراد اس کی آواز بیلی کا پٹر سے سن ہی لیں گے۔

گاڑیوں کے سامنے موجود مسلح افراد نے بھی سرخ کار کے نچلے حصے سے میزائل نکلنے دیکھ لیا تھا وہ بوکھلا گئے اور انہوں نے میزائل سے بچنے کے لئے دائیں بائیں چھلانگیں لگا دیں۔ لیکن ابھی انہوں نے چھلانگیں لگائی ہی تھیں کہ میزائل سڑک کے درمیان میں موجود ایک گاڑی سے ٹکرا گیا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکا ہوا اور آگ کا ایک طوفان سا اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ ایک دھماکے کے ساتھ دوسرا پھر تیسرا اور پھر متعدد دھماکوں سے ماحول بری طرح سے گونبنا شروع ہو گیا۔ ایک میزائل نے وہاں موجود جیسے تمام گاڑیوں کے ہول ٹینک کو دھماکے سے تباہ کر دیا تھا۔ باقی ہونے والے دھماکے

”ان کے پاس اسلحہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے مناسب فاصلہ رکھ کر ان کے پیچھے رہو۔ اگر انہیں یہیں پر ہی گھیر لیا جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر ہم نہیں باہر کسی خالی مقام کی طرف لے جا کر روکیں گے۔“..... گارج نے پائلٹ سے کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سرخ کار ایک سڑک مڑ کر اب تیزی سے مین روڈ کی طرف جا رہی تھی۔ مین روڈ سے ملنے والی سڑک کے کنارے پر چار بڑی گاڑیاں آڑی در تہی کھڑی تھیں جس سے سڑک تقریباً ہلاک ہو چکی تھی۔ ان گاڑیوں کے پیچھے نیلے لباس والی فورس کھڑی تھی۔ جو مستعد تھی اور ان کی نظریں سامنے سے آنے والی سرخ سپورٹس پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”ہونہ۔ اب دیکھتا ہوں یہ یہاں سے کیسے نکل کر بھاگتے ہیں۔“..... گارج نے غراتے ہوئے کہا۔ سرخ کار کے پیچھے بھی گمن شب گاڑیاں تھیں اور ان کے لئے آگے سے بھی راستہ ہلاک کر دیا گیا تھا۔ دائیں بائیں کوئی گلی یا سڑک نہیں تھی جہاں سرخ کار مڑا سکتی ہو۔ اس لئے وہ بری طرح سے ڈی فورس کے گھیرے میں آ گئی تھی۔ سامنے بڑھتے ہوئے سرخ کار کی رفتار پہلے سے قدرے کم ہو گئی تھی جیسے سرخ کار میں موجود افراد کو واقعی آگے جانے کا کوئی سیف راستہ دکھائی نہ دے رہا ہو۔

”بیلی کا پٹر ان کے اوپر لے جاؤ۔ جلدی۔“..... گارج نے کہا تو

دوسری گاڑیوں کے فیول ٹینک پھنسنے سے ہوئے تھے۔ جس سے سڑک پر موجود تمام گاڑیوں کے کٹلوے اڑتے چلے گئے۔ گاڑیوں کے پرچے آگ کے طوفان کے ساتھ ہوا میں اڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ پائلٹ جس کا ہیلی کاپٹر کافی نیچے تھا اس نے آگ اور گاڑیوں کے کٹلوے فضا میں اڑتے دیکھ کر ایک بار پھر مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے ہیلی کاپٹر نہ صرف اوپر اٹھا لیا بلکہ اسے تیزی سے دائیں طرف موڑتا چلا گیا۔ گارج جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میزائل سے تباہ ہونے والی گاڑیاں دیکھ رہا تھا اس نے ایک اور حیرت انگیز منظر دیکھا۔ سرخ کار جس کی رفتار قدرے کم ہو گئی تھی اس نے ایک بار پھر سپنڈ پکڑ لی تھی اور نہایت تیزی سے سڑک پر لگی ہوئی آگ کی جانب بھاگی جا رہی تھی اور پھر سرخ کار جیسے آگ کے ان شعلوں میں داخل ہو گئی۔ چند ہی لمحوں میں گارج نے دائیں کھڑکی سے سرخ کار کو اچھل کر آگ کی دوسری طرف سڑک کی طرف نکلنے دیکھا۔ سرخ کار پر آگ لگی ہوئی تھی اور وہ آگ کا شعلہ بنی تیزی سے دائیں طرف جاتی ہوئی سڑک کی طرف مڑتی چلی جا رہی تھی۔

”وہ ہائی وے کی طرف مڑ گئے ہیں۔ جلدی کرو۔ اس طرف چلو۔ جلدی“..... گارج نے چیختے ہوئے کہا تو پائلٹ نے سر ہلا کر تیزی سے ہیلی کاپٹر موڑنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں ہیلی کاپٹر مین سڑک کے اوپر اڑ رہا تھا۔ ہائی وے پر کافی رش تھا۔ سرخ کار

جس سڑک کی طرف مڑی تھی وہ دن وے تھا۔ وہاں ڈبل سڑک تھی جو ایک پل کے اوپر تھی اور دوسری سڑک پل سے تقریباً بیس فٹ نیچے تھی۔ دونوں سڑکیں دن وے تھیں۔ سرخ کار سامنے سے آنے والی گاڑیوں والی سڑک پر مڑی تھی جو پل پر تھی۔

اس سڑک پر تیز رفتاری سے گاڑیاں آتی تھیں۔ سرخ کار پر بدستور آگ لگی ہوئی تھی۔ جلتی ہوئی کار سامنے سے آنے والی تیز رفتار کاروں سے بچتی ہوئی اور دائیں بائیں لہرائی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ جس کی وجہ سے سامنے سے آنے والی گاڑیوں کے ڈرائیور گھبرا گئے تھے اور انہیں نے بھی اپنی گاڑیاں جلتی ہوئی سرخ کار سے بچنے کے لئے دائیں بائیں لہرائی شروع کر دی تھیں۔ پل کے دونوں اطراف باڈر لائن بنی ہوئی تھی جو بڑی بڑی اور اونچی سلیمیں لگا کر بنائی گئی تھی۔ جن کی وجہ سے سرخ کار دوسری سڑک پر نہیں جا سکتی تھی۔ اس لئے اس طرف مڑنے کی وجہ سے انہیں دور تک اسی طرح دن وے پر ہی جانا تھا۔

”کیرن۔ وہ ہائی وے پر ہیں۔ اس سڑک پر چھ کلو میٹر کے فاصلے پر دوسرے علاقوں کی طرف جانے والی کئی سڑکیں نکلتی ہیں۔ جن میں سے ایک سڑک کروئج کی طرف جاتی ہے۔ ابھی انہیں آگے جانے دو اور تم کوشش کرو کہ کروئج کی طرف جانے والی سڑکوں کے سوا تمام سڑکیں بلاک ہو جائیں اور یہ کسی طرح سے کروئج کی طرف مڑ جائیں۔ کروئج کی سڑک نئی تعمیر شدہ ہے اور

پہنچ جائے گی اور کار یہیں تباہ ہو جائے گی لیکن..... گارج نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”کار پر شاید برائٹ ربڑ پیٹ کرایا گیا ہے باس۔ جو کچھ دیر کے لئے آگ تو پکڑتا ہے لیکن اس سے رنگ اور اس کی چمک کو کوئی نقصان نہیں ہوتا“..... پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ آگ کا اثر ٹائروں اور فیول ٹینک پر بھی تو ہو سکتا تھا۔ پھر ایسا کیوں نہیں ہوا کیا ٹائروں پر بھی برائٹ ربڑ پیٹ کرایا گیا ہے“..... گارج نے سر جھٹک کر کہا۔

”فیول ٹینک کا تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن کار کے ٹائر خاصے بڑے اور مضبوط ہیں۔ ایسی کاروں میں عموماً ٹین ٹائر لگائے جاتے ہیں تاکہ تیز رفتاری کے باعث کار الٹ نہ سکے اور بریکس لگانے کی وجہ سے ٹائر جلدی گھس نہ سکیں۔ اس کے علاوہ ایسے ٹائر پیچر اور بلاسٹ بھی نہیں ہوتے ہیں“..... پائلٹ نے کہا۔

”ہونہہ..... پائلٹ کی بات سن کر گارج ہنکارہ بھر کر رہ گیا۔ ایکسو اور اس کے ساتھ موجود السلام نے واقعی انتہائی چالاک اور تیز رفتاری کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ نہ صرف بلیو انک سے بچ نکلے تھے بلکہ وہ ایک تیز رفتار سپورٹس جیسی ایک کار میں وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔ ان کے پاس اسلحہ بھی تھا جس کی مدد سے انہوں نے سڑک پر کھڑی ہونے والی رکاوٹ دور کی تھی اور وہاں سے نکل کر ہائی وے پر آ گئے تھے۔ کار کا ڈرائیور جان بوجھ کر کار ون وے کی

اسے ابھی عام ٹریفک کے لئے نہیں کھولا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اس سڑک پر آئیں تو ہم انہیں وہاں آسانی سے گھیر لیں گے۔ اور..... گارج نے ٹرانسمیٹر پر گیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیس سر۔ کروچ کی طرف جانے والی سڑک کی طرف جاتا ہمارے لئے بھی خاصا آسان ہو گا۔ ہم شارٹ کٹس سے ہوتے ہوئے ان سے پہلے اس نئی سڑک پر پہنچ سکتے ہیں۔ اس سڑک پر اگر ہمیں ان کا مقابلہ بھی کرنا پڑے گا تو اس سے عام شہری متاثر نہیں ہوں گے۔ اور..... گیرن نے کہا۔

”تو جلدی کرو۔ فوراً اس طرف مڑ جاؤ۔ میں ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہوں۔ یہ میری نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور..... گارج نے کہا۔

”لیس سر۔ ہم بس پہنچ رہے ہیں۔ اور..... گیرن نے جواب دیا تو گارج نے اس سے رابطہ منقطع کر دیا۔ سرخ کار پر لگی ہوئی آگ بجھتی جا رہی تھی اور یہ دیکھ دیکھ کر گارج کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھی کہ آگ لگنے کے باوجود کار کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ آگ نے نہ کار کا رنگ جلایا تھا اور نہ ہی کار کی چمک معدوم ہوئی تھی۔

”یہ کیسی کار ہے۔ جس طرح سے اس پر آگ لگی ہوئی تھی اس سے تو کار کو اچھا خاصا نقصان ہونا چاہئے تھا۔ کار کے ٹائر بھی جل رہے تھے۔ مجھے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے آگ فیول ٹینک تک بھی

طرف لے گیا تھا جہاں اچھا خاصا رش تھا۔ شاید وہ جانتا تھا کہ اس سڑک پر فورس ان پر حملہ نہیں کر سکے گی اس لئے سڑک پر سامنے سے آنے والی گاڑیوں کو کراس کرتا ہوا تیزی سے کار بھگائے لے جا رہا تھا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ سرخ کار کے اس طرح تیز رفتاری اور دن دے پر آنے کی وجہ سے دوسری گاڑیوں کو ابھی کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔ گاڑیاں سرخ کار سے بچنے کے لئے لہرا ضرور رہی تھیں لیکن اس سڑک پر ان ڈرائیورز کو ہی آنے کی اجازت ہوتی تھی جو اپنے فن میں مشاق ہوں اور خطرناک صورتحال میں بھی خود کو سنبھال سکتے ہوں۔ اسی لئے ابھی تک اس سڑک پر کوئی کار آپس میں نہیں ٹکرائی تھی۔

کچھ دیر کے بعد سامنے سے آنے والی گاڑیوں کا سلسلہ کم ہوتا شروع ہو گیا جس کی وجہ سے سرخ کار اور زیادہ تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑنا شروع ہو گئی تھی۔ شاید گیرن نے احکامات دے کر دوسری سڑکوں پر گاڑیاں رکوالی تھیں اور کسی گاڑی کو اس طرف نہیں آنے دیا جا رہا تھا۔

”گڈ۔ گلتا ہے گیرن نے دوسری سڑکیں بلاک کرا دی ہیں۔ اب یہ لوگ کروڈج کی طرف جانے والے روڈ کے سوا کسی طرف نہیں جاسکیں گے“..... گارج نے گاڑیوں کی تعداد کم ہوتے دیکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر ہلکی سی پیپ کی آواز سنائی دی تو گارج چونک پڑا۔

”پس گیرن۔ بولو۔ اوور“..... گارج نے ٹرانسمیٹر کا ایک ہٹن پریس کر کے کہا۔

”میں نے آگے جانے والے تمام روڈز بلاک کرا دیئے ہیں سر اور کروڈج کی طرف جانے والی سڑک کھلوادی ہے۔ سرخ کار اب صرف اسی سڑک کی طرف جائے گی۔ اوور“..... گیرن نے کہا۔

”گڈ۔ گڈ۔ ریٹی گڈ۔ شو۔ یہ بتاؤ۔ دوسری سڑکوں پر کیا رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آگے جانے کے لئے ان سڑکوں پر بھی کوئی میزائل داغ کر اپنے لئے راستہ بنا لیں۔ اوور“..... گارج نے کہا۔

”ان سڑکوں پر ہمارے آدمی پہلے سے ہی تعینات تھے سر۔ میں نے انہیں فوری طور پر دوسری طرف سے آنے والی گاڑیوں کو روکنے کے احکامات دیئے ہیں۔ اس طرف چار سڑکیں ہیں پانچویں سڑک کروڈج کی طرف جاتی ہے جو خالی ہے۔ جن چار سڑکوں کو بلاک کیا گیا ہے وہاں اس وقت سینکڑوں کی تعداد میں پرائیویٹ گاڑیاں موجود ہیں جنہیں میزائلوں سے تباہ کر کے بھی یہ لوگ اپنے لئے راستہ نہیں بنا سکیں گے اس لئے انہیں ہر حال میں کروڈج کی طرف جانے والی سڑک کی طرف ہی مڑنا ہو گا۔ اوور“..... گیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ واقعی سینکڑوں کی تعداد میں موجود پرائیویٹ گاڑیوں کو وہ تباہ کر کے بھی راستہ نہیں بنا سکیں گے۔ انہیں

اور..... گارج نے کہا۔

”یس سر۔ لیکن سر۔ اگر یہ لوگ اتنے ہی خطرناک ہیں تو انہیں زندہ گرفتار کرنے کا رسک کیوں لیا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس فاسفورس میزائل موجود ہیں۔ ان کے علاوہ ہمارے پاس ریڈ میزائلوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ یہ افراد جس کار میں سوار ہیں اس کار کو تباہ کرنے کے لئے ہمارا ایک میزائل ہی کافی ہو گا۔ اور..... گیرن نے کہا۔

”چیف نے انہیں زندہ پکڑنے کے احکامات دیئے ہیں گیرن۔ تم نہیں جانتے کہ یہ لوگ کون ہیں۔ اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم کن دو افراد کے خلاف کارروائی کر رہے ہو تو تمہارے ہوش ہی اُڑ جائیں گے۔ اور..... گارج نے سخت لہجے میں کہا۔

”مم۔ میں کچھ سمجھا نہیں سر۔ اور..... گیرن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ٹائنس۔ سرخ کار میں فلسطین کا سب سے بڑا اور خطرناک ترین لیڈر السلام موجود ہے اور وہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا وہ چیف ایکسٹو موجود ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ دنیا کا انتہائی خفیہ انسان ہے اور جس کے بارے میں خود پاکیشیا کا صدر اور پرائم منسٹر بھی ناواقف ہیں۔ ان دونوں کی ایک جھلک تک دیکھنے کے لئے دنیا ترس رہی ہے۔ یہ دونوں دنیا کے دو بڑے عفریت ہیں۔ اتنے بڑے عفریت جو اگر

اب کروئج کی طرف جانے والی سڑک پر ہی مڑنا ہو گا۔ اور..... گارج نے کہا۔

”یس سر۔ ہماری فورس کا ایک گروپ کروئج میں بھی موجود ہے۔ میں نے اسے کال کر کے فوری طور پر اس طرف بلا لیا ہے۔ اس سے پہلے کہ سرخ کار والے کروئج کی طرف جانے والی سڑک کی طرف مڑیں۔ ہمارا گروپ اس سڑک کو سنٹر سے ہٹا کر دے گا اور سرخ کار والوں کو وہاں سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں دیا جائے گا۔ اور..... گیرن نے کہا۔

”سرخ کار والے مسلح ہیں گیرن۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ سڑک پر پھیل جائیں تاکہ اگر یہ رکاوٹیں توڑنے کے لئے دوبارہ میزائل برسا سکیں تو ہمارے ساتھی ان میزائلوں سے بچ سکیں۔ اور..... گارج نے کہا۔

”یس سر۔ میں نے احکامات دے دیئے ہیں۔ رکاوٹوں کے آگے کوئی کھڑا نہیں ہو گا۔ میں نے اپنے آدمیوں کو پیٹریاٹ میزائل لانے کے بھی احکامات دیئے ہیں تاکہ اگر سرخ کار والوں کی طرف سے کوئی میزائل فائر کیا جائے تو اسے راستے میں ہی پیٹریاٹ میزائل سے تباہ کر دیا جائے۔ اور..... گیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح سے ہمارے ساتھیوں کا جانی نقصان نہیں ہو گا اور ان کے تمام میزائل بھی بے کار ہو جائیں گے۔

”اور..... گارج نے کہا۔

”لیس سر۔ ایسا ہی ہو گا سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ان دونوں کو زندہ پکڑنے کے لئے اپنی جان لڑا دوں گا۔ اور..... گیرن نے اس بار قدرے مضبوط لہجے میں کہا۔

ہیلی کا پڑ کچھ ہی دیر میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں پانچ سڑکیں مختلف علاقوں کی طرف مڑتی تھیں۔ سامنے اور بائیں جانب چار سڑکیں ہلاک دکھائی دے رہی تھیں جہاں ہر طرف مختلف اقسام کی گاڑیوں کی لمبی اور دور دور تک قطاریں دکھائی دے رہی تھیں۔ وہاں اس قدر رش تھا جیسے سارا اسرائیل ہی اپنی گاڑیاں لے کر ان سڑکوں پر آ گیا ہو۔ دائیں طرف ایک اور سڑک تھی جو بالکل خالی تھی۔ جس طرف سے سرخ کار جا رہی تھی وہ دائیں طرف بنی نشتی تھی۔ اس کار کے لئے دوسری سڑکوں کی طرف جانا ناممکن تھا۔ اس لئے سرخ کار آہستہ آہستہ اس خالی اور بنی سڑک کی طرف مڑنے لگا۔ یہی تھی۔ سرخ کار کو روکنے کی طرف جانے والی سڑک کی طرف رُستے دیکھ کر گارج کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ پھر جب سرخ کار کرونچ کی طرف جانے والی بنی سڑک کی طرف مڑی تو گارج کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے اس نے سانس روک رکھا ہو اور اب اچانک اس نے تیزی سے سانس چھوڑ دیا ہو۔ سرخ کار کو کرونچ کی طرف جانے والی سڑک کی طرف بڑھتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے پناہ

ہماری گرفت میں آجائیں تو سمجھ لینا کہ ہم نے آدھی دنیا فتح کر لی ہے۔ اور..... گارج نے کہا۔

”اوہ۔ مائی گاڈ۔ تو اس رہائش گاہ میں السلام اور ایکسٹو چھپے ہوئے تھے۔ اور..... گیرن نے انتہائی حیرت زدہ انداز میں اور ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہم ان دونوں کو یہاں آسانی سے ہلاک کر سکتے ہیں لیکن چیف انہیں زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہے تاکہ ہم پوری دنیا پر اپنی طاقت کا سکہ جما سکیں اور پوری دنیا ڈاگ ایجنسی کی صلاحیتوں کی معترف ہو جائے کہ ڈاگ ایجنسی ہی وہ طاقت ہے جس نے نہ صرف ایکسٹو اور السلام کا پردہ فاش کیا ہے بلکہ انہیں گرفتار بھی کیا ہے اور وہ بھی زندہ۔ اور..... گارج نے کہا۔

”لیس سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ آپ نے اچھا کیا ہے جو مجھے ان دو خطرناک ترین مجرموں کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے۔ اب میں پوری فورس کے ساتھ انہیں زندہ ہی پکڑوں گا۔ چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اور..... گیرن نے کہا۔ مگر اس کا لہجہ لرز رہا تھا۔

”ویل ڈن۔ اگر یہ دونوں زندہ ہمارے ہاتھ آجائیں تو ڈاگ ایجنسی میں تمہارا اور میرا مرتبہ ہی نہیں بلکہ ان سب کے مرتبے بھی بڑھ جائیں گے جنہوں نے اس آپریشن میں حصہ لیا ہوگا۔ اس لئے ان دونوں بڑے مجرموں کو پکڑنے کے لئے اپنی جان لڑا دو۔

گارج نے کہا۔

”یس سر۔ یہ مناسب رہے گا تب تک میں بھی اپنی فورس لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اور“..... گیرن نے جواب دیا۔
 ”اوکے۔ تم سڑک کے درمیانی حصوں پر ہم گرا کر سڑک تباہ کر دو۔ گیرن خود ہی ٹوٹی پھوٹی سڑکوں سے ہوتا ہوا آگے آ جائے گا“..... گارج نے کہا۔

”مم مم۔ میں یہ سڑک تباہ کر دوں۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ اگر میں نے نئی سڑک تباہ کر دی تو میرا کورٹ مارشل کر دیا جائے گا اور“..... پائلٹ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”شٹ اپ یو نائٹس۔ میں جو کہہ رہا ہوں وہی کرو۔ اتنے بڑے اور اہم مجرموں کو پکڑنے کے لئے مجھے جو کچھ بھی کرنا پڑے گا میں ضرور کروں گا۔ تم صرف میرے احکامات پر عمل کرو۔ کس کو کیا جواب دینا ہے یہ مجھ پر چھوڑ دو۔ سمجھتے تم“..... گارج نے غرا کر کہا تو پائلٹ نے سبے ہوئے انداز میں سر ہلا دیا۔

چمک آگئی تھی۔

”وہ کروئج کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ گئے ہیں۔ اور“..... گارج نے گیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”دیش گڈ نیوز سر۔ دیش ویری گڈ نیوز۔ اور“..... گیرن کی بھی مسرت سے لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

سرخ کاربنی سڑک پر مڑتے ہی برق رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی جہاں دور دور تک کسی دوسری گاڑی کا نشان تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

”انہیں تھوڑی دور اور جا لینے دو۔ جیسے ہی یہ آگے جائیں تم پیچھے سڑک پر میزائل مار دینا تاکہ ان کے پیچھے سڑک تباہ ہو جائے اور ان کے پاس واپس مڑنے کا کوئی آپشن نہ رہے“..... گارج نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”گیرن۔ تم بھی اپنی فورس لے کر کروئج کی طرف آ جاؤ۔ تم اپنی فورس عقب سے لے کر آؤ گے تو انہیں یہاں سے واپس مڑ کر جانے کا بھی کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ اور“..... گارج نے ٹرانسمیٹر پر گیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس چیف۔ میں آ رہا ہوں۔ اور“..... گیرن نے جواب

دیا۔

”تمہارے آنے تک میں سڑک کے کچھ حصے تباہ کروا دیتا ہوں تاکہ وہ پل پر فورس دیکھ کر اپنی کار واپس نہ موڑ لیں۔ اور“.....

چاہتے تھے کہ ہم کسی ایسی سڑک پر جائیں جہاں ہمارے اور ان کے سوا کوئی نہ ہو پھر ہم ان سے اور وہ ہم سے نیرو آزما ہوں۔“ ایکسٹو نے کہا۔

”مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ بہر حال۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ ہماری کار کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ آپ نے دیکھ ہی لیا ہے کہ کار سے ہم نے کس طرح سے میزائل فائر کر کے سڑک کی رکاوٹیں ختم کی تھیں اور ہم کس طرح سے آگ کے طوفان سے کار نکال لائے تھے۔ کار پر برائنٹ ریڈ پینٹ ہے جو آگ پکڑتا تو ضرور ہے لیکن اس پینٹ کی وجہ سے کار پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں چاہتا تو کار پر لگی ہوئی آگ فوراً بجھا سکتا تھا لیکن میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تھا تاکہ دن وے کی طرف ہماری جلتی ہوئی کار آتے دیکھ کر سامنے والی گاڑیاں خود ہی ہمیں آگے بڑھنے کا راستہ دیتی رہیں“..... پرنس چلی نہ کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ تم مجھے اس کار کی تمام خصوصیات بتا چکے ہو“..... ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”ہمارے پیچھے کوئی گاڑی نہیں ہے۔ جو گن شپ دو گاڑیاں ہمارے پیچھے آ رہی تھیں۔ وہ شاید روک لی گئی ہیں۔ البتہ ہمارے تعاقب میں چار گن شپ ہیلی کاپٹر ہیں“..... ڈی ایس نے کہا۔ اسی لمحہ وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ ایک ہیلی کاپٹر نے اچانک ان کے پیچھے سڑک پر میزائل برسانے شروع کر دیے۔ میزائل ان

”یہ سڑک کروئج کی طرف جاتی ہے اور یہ سڑک ابھی حال ہی میں تیار ہوئی ہے اس لئے ابھی اسے عام استعمال کے لئے نہیں کھولا گیا ہے“..... کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈی ایس نے ایکسٹو کو نئی سڑک پر کار موڑتے دیکھ کر کہا۔

”دوسری سڑکوں کو ہمارے لئے بلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ لوگ یہی چاہتے ہیں کہ ہم اسی سڑک کی طرف جائیں۔ اسی لئے انہوں نے اس راستے پر کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کی ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”اس خالی سڑک پر یہ ہمیں گھیرنے یا پھر ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ جن راستوں سے ہم آئے ہیں وہاں اچھا خاصا رش تھا اس لئے انہیں ہم پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ یہ

کی کار سے کافی پیچھے سڑک پر گرے اور ماحول زور دار دھماکوں سے گونجنے لگا۔

”یہ کیا۔ ہم پر میزائل برسانے کی بجائے یہ سڑک تباہ کر رہے ہیں“..... ڈی ایس نے حیران ہو کر کہا۔

”یہ شاید ہمیں زندہ پکڑنے کا پروگرام بنا رہے ہیں“..... ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”زندہ پکڑنے کا پروگرام۔ میں کچھ سمجھا نہیں“..... پرنس چلی نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”انہیں معلوم ہے کہ وہ اس وقت دنیا کے ٹاپ چیف ایجنٹس کے پیچھے آ رہے ہیں جنہیں ہلاک کرنے کی بجائے اگر وہ انہیں زندہ گرفتار کر لیں تو پوری دنیا میں ان کے ایجنسی کے نام کا ڈنکا بج جائے گا۔ پوری دنیا یہ جاننے کے لئے بے تاب ہے کہ پاکیشیا کا پراسرار چیف ایکسٹو کون ہے اور اسرائیل کے لئے جس طرح سے السلام درد سر بنا ہوا ہے اور اس کے بارے میں آج تک انہیں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کون ہے اس لئے ایکسٹو کی طرح السلام بھی یہودیوں کے لئے انتہائی مطلوب اور اہم ترین چیف ایجنٹ ہے جو اگر ان کی گرفت میں آجائے تو فلسطین کی آزادی کی تمام تحریکیں نہ صرف کمزور بلکہ مکمل طور پر ختم ہو سکتی ہیں اور ایک بار ایسا ہو جائے تو پھر شاید ہی فلسطین کے کسی لیڈر میں اتنی ہمت پیدا ہو کہ وہ اسرائیل کی اس جارحیت کے خلاف اپنی آواز بلند کر سکے۔

ڈاگ ایجنسی کے لئے دونوں چیف ایجنٹس کی زندگیاں زیادہ اہم ہیں۔ اگر ہمیں ہلاک کر دیا گیا تو یہ کبھی ثابت نہیں کر سکیں گے کہ ہم کون ہیں“..... ایکسٹو نے کہا۔

”اودہ اب سمجھا۔ اسی لئے انہوں نے ہماری رہائش گاہ پر بلیو ایکٹ کے اور کوئی حملہ نہیں کیا تھا ورنہ یہ چاہتے تو رہائش گاہ پر ہموں اور میزائلوں کی بارش کر سکتے تھے“..... ڈی ایس نے کہا۔

”ہاں۔ چیف کا خیال بالکل ٹھیک ہے۔ ہم دو چیف ایجنٹس کی مثال ایسی نہیں ہے کہ زندہ ہاتھی لاکھ کا اور مردہ ہاتھی سوا لاکھ کا۔ ہم زندہ ہی ان کے لئے لاکھوں کی قیمت کے ہو سکتے ہیں۔ مردہ ہو گئے تو ان کو ہم جیسے ہاتھیوں کی کوئی ایک دمڑی بھی نہیں دے گا“..... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تب پھر یہ پیچھے سڑک اسی لئے تباہ کر رہے ہیں کہ ہم پلٹ کر واپس نہ جا سکیں اور یہ ہمیں آگے سے گھیر کر زندہ پکڑ سکیں“..... ڈی ایس نے کہا۔

”ہاں۔ جس تیزی سے انہوں نے باقی سڑکیں ہلاک کی ہیں اور یہ سڑک خالی کرائی ہے اس سے مجھے صاف اندازہ ہو رہا ہے کہ انہوں نے آگے ضرور ایسی رکاوٹیں کھڑی کر دی ہوں گی کہ ہم کسی بھی طرح سے ان کے ہاتھوں سے بچ کر نہ نکل سکیں۔“ ایکسٹو نے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے ہیلی کاپٹر کو خاصا نیچے آتے دیکھا۔ سڑک کافی چوڑی تھی۔ ہیلی کاپٹر ایک دوسرے سے مناسب

پر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ وہاں سینکڑوں مسلح افراد بھی دکھائی دے رہے تھے جو پل پر چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ گاڑیوں کی تعداد خاصی تھی ایکسٹو کار کو ہچ لگا کر بھی ان کے اوپر سے نہیں نکال سکتا تھا۔

ایکسٹو کار روکے بغیر آگے لیتا چلا گیا۔ اس نے ڈیش بورڈ کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک ڈیش بورڈ پر لگی سکرین پر اس کار کا فرنٹ دکھائی دینے لگا۔ ایکسٹو نے ایک اور بٹن پریس کیا تو اسے کار کی فرنٹ ہیڈ لائٹس اپنی جگہ سے ہٹتی نظر آئیں اور اچانک ہیڈ لائٹس کے پیچھے چھپے ہوئے چارمنی میزائل لانچر نکل کر باہر آ گئے۔ ان میزائل لانچروں میں سرخ رنگ کے دو دو منی میزائل لگے ہوئے تھے۔ میزائل لانچر ہیڈ لائٹوں کے سوراخوں سے میزائلوں سمیت آدھ آدھ فٹ باہر نکل آئے تھے۔ ایکسٹو نے ایک اور بٹن پریس کیا تو سکرین پر سڑک کے سامنے کا منظر ابھر آیا۔ اب سکرین پر بھی انہیں پل اور پل پر موجود فورس ہی فورس نظر آ رہی تھی۔

جس دریا پر پل بنا ہوا تھا اس کے دوسری طرف ایک پہاڑی علاقہ تھا۔ سامنے پہاڑیاں تھیں جہاں سے اس سڑک تک دریا کے اوپر پل بنایا گیا تھا۔ کروڑوں کی طرف جانے والا راستہ پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ ہو کر گزرتا تھا۔ اس طرف کوئی آبادی نہیں تھی۔ ایکسٹو آسانی سے پل پر موجود فورس کو میزائلوں کا نشانہ بنا سکتا تھا۔
 ”آپ نے ان پر اگر ریڈ میزائل فائر کئے تو ان کے ساتھ

فاصلہ رکھ کر تیزی سے ان کی جانب بڑھے آ رہے تھے۔ وہ چاہتے تو آگے جا کر سڑک پر انہیں گھیر سکتے تھے لیکن شاید وہ ابھی ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے وہ انہیں اس طرح گھیر کر مزید آگے لے جانا چاہتے تھے۔

”کیا خیال ہے چیف۔ ان ٹیلی کاپٹروں کو یہیں تباہ کر دیا جائے“..... پرنس چلی نے پوچھا۔

”نہیں۔ ان میں گارج موجود ہے۔ جس طرح سے ڈاگ ابجی نہیں زندہ پکڑنے کا سوچ رہی ہے اسی طرح مجھے بھی گارج زندہ چاہئے۔ گارج کے بغیر شاید ہی ہم بلیک ڈاگ تک پہنچ سکیں اس لئے ہمیں بھی ہر حال میں گارج کو زندہ پکڑنا ہے“..... ایکسٹو نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔ وہ اب اپنے فارم میں آتا جا رہا تھا۔

”لیس چیف۔ جیسا آپ کا حکم“..... پرنس چلی نے مؤدب لہجے میں کہا۔ ایکسٹو کارفل سپیڈ سے بھاگ رہا تھا۔ سڑک پہلے تو متوازی جا رہی تھی۔ کچھ آگے جا کر اسے سڑک دائیں طرف مڑنی ہوئی دکھائی دی۔ ایکسٹو نے جیسے ہی کار موڑی تو اسے دور سڑک کے درمیان ایک بہت بڑا پل دکھائی دیا۔ پل ایک بڑے دریا پر بنایا گیا تھا۔ جہاں نیچے ایک تیز رفتار دریا بہتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ پل ایک شہر کو دوسرے شہر سے جوڑنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ پل کے درمیان میں بے شمار گاڑیاں کھڑی تھیں۔ جن سے پل مکمل طور

شعلہ برق رفتاری سے آگے بڑھا اور ریڈ میزائل سے ٹکرا گیا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور سڑک کے کافی اوپر جیسے آگ کا طوفان سا اٹھتا دکھائی دیا۔

”گڈ ش۔ تو یہ اپنے ساتھ اپنی میزائل بھی لائے ہیں۔“ ایکسٹو نے اپنا فائر کیا ہوا ریڈ میزائل راستے میں ہی بلاسٹ ہوتے دیکھ کر زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیس چیف انہوں نے ہمارے میزائل کو پیٹریاٹ میزائل سے نشانہ بنایا ہے۔“..... پرنس چلی نے کہا۔

”تم نے کہا تھا کہ کار میں ہارڈ میزائل بھی موجود ہیں۔“ ایکسٹو نے پوچھا۔

”لیس چیف۔ کار کے نچلے حصے میں ڈبل لائچر لگے ہوئے ہیں جن میں ہارڈ میزائل موجود ہیں۔“..... پرنس چلی نے جواب دیا۔

”ہارڈ میزائلوں کو کسی بھی پیٹریاٹ یا اپنی میزائلوں سے نہیں روکا جاسکتا ہے۔ ان سے ایک بار جسے نشانہ بنا لیا جائے وہ ٹھیک اپنے نشانے پر ہی لگتے ہیں۔“..... ایکسٹو نے کہا۔

”لیس چیف۔“..... پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

ایکسٹو کچھ دور تک کار دوڑاتا رہا پھر جب پل کا فاصلہ تقریباً ایک ہزار گز کا رہ گیا تو ایکسٹو نے اچانک کار کو بریکیں لگا دیں۔ کار کے ٹائر زور سے چرچرائے اور سڑک پر لمبی لکیریں سی بناتے چلے گئے اور پھر کار اچانک ایک جھٹکے سے رک گئی۔

ساتھ پل بھی تباہ ہو جائے گا۔ پل ٹوٹ گیا تو ہم آگے نہیں جا سکیں گے۔“..... پرنس چلی نے سکرین پر ریڈ میزائلوں کو کار سے باہر نکلنے دیکھ کر کہا۔

”فی الحال میں انہیں ڈرانے کے لئے اس طرف میزائل برساؤں گا۔ ہو سکتا ہے ریڈ میزائل دیکھ کر یہ ہمیں خود ہی آگے جانے کا راستہ دے دیں۔“..... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی نے سمجھ جانے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ سکرین پر گول دائرے میں ایک کر اس کا نشان بھی دکھائی دے رہا تھا جو سکرین کے سنٹر میں تھا۔ ایکسٹو نے سٹیئرنگ کے ساتھ لگے ہوئے ایک لیور کو گھمایا تو کر اس کا نشان اوپر اٹھتا چلا گیا۔ ایکسٹو اس کر اس کے نشان سے پل کے پیچھے موجود ایک پہاڑی کو نشانہ بنا رہا تھا۔ جب اس کا ٹارگٹ فٹ ہو گیا تو اس نے لیور چھوڑ دیا اور سٹیئرنگ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا دائیں ہیڈ لائٹ کے ایک سوارخ کے ایک لائچر سے ایک ریڈ میزائل فائر ہوا اور آگ اگلا ہوا بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایکسٹو نے جان بوجھ کر میزائل اس انداز میں فائر کیا تھا کہ میزائل فورس اور ان کی گاڑیوں کے عین اوپر سے ہوتا ہوا پہاڑی کی طرف جائے۔ میزائل ابھی پل تک پہنچا ہی تھا کہ اچانک پل کی طرف سے انہیں ایک شعلہ اس طرف آتا دکھائی دیا۔ اس سے پہلے کہ ریڈ میزائل آگے جاتا۔ پل کی طرف سے آنے والا

”کیا ہوا چیف۔ آپ نے کارکیوں روک لی ہے؟“..... پرنس چلی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ہمیں اس فورس سے کوئی سروکار نہیں ہے اور جس طرح سے ابھی تک ہم پر حملہ نہیں کیا گیا اس سے میرے اندازے کو اور زیادہ تقویت ملتی ہے کہ یہ ہمیں ہر حال میں صرف زندہ پکڑنا چاہتے ہیں“..... ایکسٹو نے کہا۔

”لیس چیف؟“..... پرنس چلی نے اس کی تائید میں سر ہلا کر کہا۔
”تو پھر کیوں نہ ہم اس معاملے میں ان کی مدد کریں؟“ ایکسٹو نے کہا۔

”مدد کیا مطلب؟“..... پرنس چلی نے چونک کر کہا۔ ڈی ایس بھی حیرت سے ایکسٹو کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کی بات سمجھ نہ سکا ہو۔

”گارج ہی ایک ایسا انسان ہے جو ہمیں بلیک ڈاگ یا اس کے ہیڈ کوارٹر تک لے جا سکتا ہے۔ یہ اتفاق ہی ہے کہ وہ خود ہی ہمارے سامنے آ گیا ہے۔ وہ ہمیں زندہ بھی پکڑنا چاہتا ہے تو میں سوچ رہا ہوں کہ اس طرح بھاگ دوڑ کرنے کی بجائے کیوں نہ میں خود کو اس کے حوالے کر دوں۔ مجھے زندہ گرفتار کر کے یہ اپنے ساتھ لے جائے گا اور ظاہر ہے مجھ جیسی اہم شخصیت کو یہ کسی ایسی جگہ نہیں لے جائے گا جہاں سے مجھے آسانی سے فرار ہونے کا موقع مل سکے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مجھے بلیک ڈاگ کے ہیڈ کوارٹر میں

ہی لے جائے اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تو مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ مجھ سے ملنے کے لئے ایک بار بلیک ڈاگ ضرور میرے سامنے آئے گا۔ بس ایک بار وہ میرے سامنے آ گیا تو پھر میں اس سے خود ہی نپٹ لوں گا اور اس سے وہ فارمولا ضرور حاصل کر لوں گا جسے گارج نے حاصل کیا ہے؟“..... ایکسٹو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں چیف۔ آپ جان بوجھ کر سرنڈر ہونا چاہتے ہیں تاکہ گارج آپ کو ایسی جگہ لے جائے جہاں سے آپ کے لئے بلیک ڈاگ تک پہنچنا آسان ہو جائے لیکن چیف ایسا کرنے میں بے حد رسک ہو سکتا ہے۔ گارج کو میں بخوبی جانتا ہوں۔ یہ اپنے سامنے سے بھی بدکنے والا انسان ہے۔ یہ آپ کو گرفتار کر کے ایسے ہی نہیں لے جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کو بے ہوش کر دے۔ آپ کی بے ہوشی طویل بھی تو ہو سکتی ہے۔ آپ کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا کر انہوں نے اگر جدید طریقے سے آپ کا مائنڈ سکین کر لیا تو“..... پرنس چلی نے کہا۔

”ان کے لئے ایکسٹو کا مائنڈ سکین کرنا اتنا آسان نہیں ہو گا اور میں بھی جانتا ہوں کہ گارج مجھے آسانی سے نہیں لے جائے گا۔ جب تک اسے یقین نہیں ہو جائے گا کہ میں کسی قسم کی مزاحمت نہیں کروں گا وہ میرے نزدیک بھی نہیں پھسکے گا“..... ایکسٹو نے کہا۔

”گلد۔“ تو پھر تم مجھے فوراً وہ انجکشن لگا دو۔ میرے پاس کئی سائنسی ہتھیار موجود ہیں۔ میں انہیں اپنے ساتھ چھپا کر لے جا سکتا ہوں اور ضرورت کے وقت انہیں استعمال بھی کر سکتا ہوں البتہ تمہارے پاس کوئی ایسی منی ڈیوائس جسے میں آسانی سے چھپا بھی سکوں اور تم سے رابطہ بھی رکھ سکوں تو وہ مجھے دے دو۔ اس کے علاوہ اگر مجھے ٹریکر قسم کا کوئی آلہ مل جائے تو اس سے ہم بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ گارج مجھے کہیں بھی لے جائے گا تو تمہیں اس بات کا پتہ چل جائے گا کہ میں کہاں ہوں۔ ضرورت کے وقت میں اس ڈیوائس کے ذریعے بات کر کے تمہیں اپنی مدد کے لئے بلا بھی سکتا ہوں“..... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی سوچ میں پڑ گیا۔ سامنے فورس اسی طرح سے خاموش کھڑی تھی۔ پیچھے ہیلی کاپٹر بھی رک گئے تھے۔ انہیں شاید اس بات کا انتظار تھا کہ ہر طرف سے گھرنے کے بعد اب ان کا کیا لائحہ عمل ہوتا ہے۔ یہ سب کار سے باہر نکلتے ہیں یا پھر کچھ اور کرتے ہیں۔

”آپ نے کہا تھا کہ آپ ہر حال میں بلیک ڈاگ کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا چاہتے ہیں“..... پرنس چلی نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

”ہاں۔“ کیونکہ میری اطلاع کے مطابق جو فارمولا گارج نے حاصل کیا ہے وہ بلیک ڈاگ کے پاس اور اس کے ہیڈ کوارٹر میں ہے..... ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”تب پھر آپ کیا چاہتے ہیں“..... پرنس چلی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”تم اتنے بڑے سائنس دان ہو اور اس معاملے میں تمہارا ساتھی بھی بے حد تیز ہے۔ اگر تم دونوں اس قدر جدید ہارڈ بلٹ جیسی کار بنا سکتے ہو تو کیا تم مجھے کوئی ایسا انجکشن نہیں لگا سکتے جس سے نہ میں کسی انجکشن سے اور نہ ہی کسی گیس سے بے ہوش ہو سکوں۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں ان کے سامنے بے ہوش ہونے کی اداکاری کروں گا اور پھر موقع ملے ہی میں وہ سب کرگزاروں کا جو میں چاہتا ہوں“..... ایکسٹو نے کہا۔

”ادہ۔ میں سمجھ گیا۔ میرے پاس ایکس ایکس تھری نامی ایک انجکشن ہے۔ اگر یہ انجکشن آپ کو لگا دیا جائے تو آپ پرسوائے بلیو ایک کے اور کوئی گیس یا ریز اثر نہیں کرے گی۔ چاہے وہ ریز آپ کو بے ہوش کرنے کے لئے پھیلائی گئی ہو یا آپ کے اعصاب منجمد کر دینے کے لئے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”اگر انہوں نے مجھ پر بلیو ایک کیا تو“..... ایکسٹو نے کہا۔

”بلیو ایک سے بچنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے۔ بلیو ایک جب بھی فائر کیا جاتا ہے تو ہر طرف نیلا دھواں سا پھیلنا شروع ہو جاتا ہے۔ نیلا دھواں دیکھ کر اگر کچھ دیر کے لئے سانس روک کر رہے ہو تو اس سے بلیو ایک کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا“..... پرنس چلی نے کہا۔

”تو چیف۔ اس کے لئے آپ خود کیوں زحمت کر رہے ہیں۔
یہ کام تو ڈی ایس بھی کر سکتا ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔
”کون سا کام“..... ایکسو نے چونک کر پوچھا۔
”بہی کہ گارج آپ کو اپنے ساتھ اپنے یا بلیک ڈاگ کے ہیڈ
کوارٹر میں لے جائے“..... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ مگر اس کے لئے تم ڈی ایس کا نام کیوں لے رہے
ہو“..... ایکسو نے نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

”آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ ڈاگ ایجنسی کو پاور آف
ایکسو دکھانا چاہتے ہیں۔ پاور آف ایکسو دکھانے کے لئے آپ کو
ظاہر ہے ڈاگ ایجنسی کے لئے فاسٹ اور ہارڈ ایکشن کرنا پڑے
گا۔ رہی بات بلیک ڈاگ کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کی تو اس
کے لئے ہم ایکسو کے روپ میں ڈی ایس کو بھیج دیتے ہیں۔ میں
اس کے جسم میں ٹریکر ڈیوائس لگا دوں گا تاکہ اسے جہاں بھی لے
جایا جائے تو اس کے بارے میں ہمیں انفارمیشن ملتی رہے۔ اسے
جہاں بھی لے جایا گیا ہم وہاں پہنچ کر اپنی پوری طاقت سے حملہ کر
دیں گے اور پھر وہاں سے نہ صرف ہم ڈی ایس کو چھڑا لیں گے
بلکہ بلیک ڈاگ تک پہنچ کر اس سے فارمولا بھی حاصل کر لیں
گے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”ہاں۔ یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ اگر ڈی ایس اس کام کے
لئے تیار ہو تو“..... ایکسو نے ڈی ایس کی جانب دیکھتے ہوئے

کہا۔

”میں تیار ہوں جناب۔ آپ کے لئے اگر مجھے آگ کے
سندر میں بھی جھلنگ لگانی پڑے گی تو میں وہ بھی لگا دوں
گا“..... ڈی ایس نے فوراً کہا۔
”گنڈ۔ مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی“..... پرنس چلی نے
مسکرا کر کہا۔

”تو پھر جو کرنا ہے جلدی کرو۔ وہ شاید ہمارے کار سے نکلنے
کے ہی منتظر ہیں“..... ایکسو نے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے دو نیلی
کاپڑوں کو آہستہ آہستہ کار کی جانب بڑھتے دیکھا۔ دونوں نیلی
کاپڑوں کے دائیں بائیں اڑتے ہوئے اس طرف آرہے تھے۔
کچھ ہی دیر میں دونوں نیلی کاپڑوں کے نزدیک پہنچ گئے اور ان
میں سے ایک نیلی کاپڑوں کے دائیں طرف فضا میں معلق ہو گیا اور
دوسرا بائیں طرف۔ دونوں نیلی کاپڑوں کے نیچے لگی ہوئی مشین
گنوں کا رخ کار کی جانب تھا۔ ان نیلی کاپڑوں کو اس طرف آتے
جو کچھ کر پرنس چلی نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا تھا جس
کی وجہ سے کار کے تمام شیشے بلائینڈ ہو گئے تھے۔ وہ کار کے اندر
سے تو باہر دیکھ سکتے تھے لیکن کار کے باہر سے انہیں نہیں دیکھا جا
سکتا تھا۔

”یہ شاید ہم سے بات کرنا چاہتے ہیں“..... پرنس چلی نے
کہا۔

اگر تم تینوں نے سرنڈر کر دیا تو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا..... اچانک ایک تیز اور چھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ آواز وہی تھی جو انہوں نے رہائش گاہ میں سنی تھی جس کے بارے میں ڈی ایس نے تصدیق کی تھی کہ یہ آواز گارج کی ہی ہے۔

”تو یہ ہے گارج..... ایکسٹو نے دائیں طرف موجود ہیلی کاپٹر کی جانب دیکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ کیونکہ آواز اسی ہیلی کاپٹر کے میگا فون سے آئی تھی۔

”ہاں۔ یہ وہی آواز ہے جو ہم نے رہائش گاہ پر سنی تھی۔“ پرنس چلی نے جواب دیا۔

”کیا میں اس سے بات کر سکتا ہوں..... ایکسٹو نے پوچھا۔“
 ”نہیں چیف۔ کیوں نہیں۔ سٹیرنگ کے دائیں طرف ایک مائیک لگا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ لگا ہوا ایک مٹن پرنس کر کے آپ کار کے میگا فون سے اسے جواب دے سکتے ہیں.....“ پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے سٹیرنگ کے دائیں طرف دیکھا تو اسے وہاں واقعی ایک مائیک لگا ہوا دکھائی دیا۔ ایکسٹو نے مائیک اتارا۔ مائیک کے ساتھ ایک مارنسلک تھی۔ ساتھ ہی ایک مٹن لگا ہوا تھا۔

”گارج سے بات کرنے سے پہلے میں تم سے ایک ضروری بات پوچھنا چاہتا ہوں..... ایکسٹو نے کہا۔

”نہیں چیف۔ پوچھیں.....“ پرنس چلی نے کہا۔

”اگر ہم ڈی ایس کو سرنڈر کرنے کے لئے اسے کار سے نیچے

”ہاں شاید..... ایکسٹو نے باری باری دونوں ہیلی کاپٹروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دونوں ہیلی کاپٹروں میں دو دو افراد سوار تھے۔

”میں پچھلی سیٹ پر جا کر ڈی ایس کی ضروری مرمت کر لیتا ہوں تب تک آپ گارج سے بات کریں اگر وہ آپ سے مخاطب ہوتا ہے تو.....“ پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پرنس چلی اگلی سیٹ سے اٹھ کر ڈی ایس کے پاس پچھلی سیٹ پر چلا گیا۔ ایکسٹو دائیں طرف والے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھ رہا تھا جس میں پائلٹ کے ساتھ بیٹھا ہوا مضبوط اور کسرتی جسم والا شخص غور سے کار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے کانوں پر باقاعدہ ہیڈ فون چڑھے ہوئے تھے جن کے ساتھ ایک مائیک بھی منسلک تھا جو اس کے منہ کے سامنے تھا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے ایک میگا فون بھی لگا ہوا تھا۔

”میں جانتا ہوں مسٹر ایکسٹو اور مسٹر السلام کہ تم دونوں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اس کار میں موجود ہو۔ تم تینوں اس وقت ہمارے گھرے میں ہو۔ تم ہمارے ہاتھوں سے بچ کر اب کہیں نہیں جاسکتے ہو۔ اگر ہم چاہیں تو تمہیں ابھی اور ان وقت کار سمیت گھر کر جہنم کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تمہیں ایک موقع دیا جائے۔ اس لئے تم تینوں کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم تینوں بچے۔“ اس نے تم تینوں کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم تینوں بچے۔ اس نے نکل کر باہر آ جاؤ اور سرنڈر کر دو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔

اتار دیں گے تو پھر ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے۔ پیچھے ہٹلی کا پڑ بھی موجود ہیں اور انہوں نے پیچھے سڑک بھی تباہ کر دی ہے اور آگے انہوں نے سڑک پوری طرح سے بلاک کر رکھی ہے۔..... ایکسٹو نے کہا۔

”اس کے لئے ہمیں کار سمیت دریا میں چھلانگ لگانی ہو گی۔..... پرنس چلی نے کہا۔

”دریا میں۔ میں سمجھا نہیں۔..... ایکسٹو نے کہا۔

”کار دریا میں گراتے ہی ہم کار آبدوز میں تبدیل کر لیں گے جسے ہم دریا میں آسانی سے کنٹرول کر سکتے ہیں اور پھر ہم دور جا کر دریا سے باہر نکل جائیں گے۔..... پرنس چلی نے کہا۔

”ڈی ایس سرنڈر ہو گا اور ہم یہاں سے نکلیں گے تو گارج کو کیسے یقین ہو گا کہ یہ ڈی ایس نہیں بلکہ ایکسٹو یا اسلام ہے۔ اگر انہیں ذرا بھی شک ہو گیا تو یہ ڈی ایس کو یہیں ہلاک کر دیں گے۔..... ایکسٹو نے کہا۔

”اوہ۔ ہاں۔ یہ تو واقعی بہت اہم بات ہے۔ گارج کبھی اس بات پر یقین نہیں کرے گا کہ ایکسٹو یا اسلام اتنی آسانی سے خود کو سرنڈر کرا سکتے ہیں۔..... پرنس چلی نے چونک کر کہا۔ اسی لمحے انہیں ایک بار پھر گارج کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔..... گارج نے چلا کر کہا۔

”ایک منٹ میں اس سے بات کر لوں۔..... ایکسٹو نے کہا اور

اس نے ہاتھ بڑھا کر میگا فون کا بٹن آن کر دیا۔

”نیس مسٹر۔ ہم تمہاری آواز سن رہے ہیں۔..... ایکسٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اس نے جان بوجھ کر گارج کا نام نہیں لیا تھا تاکہ اسے شک نہ ہو کہ وہ اس کے بارے میں جان چکے ہیں۔

”تب پھر تم تینوں فوراً کار سے نکل کر باہر آ جاؤ۔ ورنہ تمہیں کار سمیت فوراً ہٹ کر دیا جائے گا۔..... جواب سن کر گارج نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”رکو۔ ہمیں سوچنے کا وقت دو۔..... ایکسٹو نے کہا۔

”کتنا وقت چاہتے ہو۔..... گارج نے پوچھا۔

”دس منٹ۔..... ایکسٹو نے پرنس چلی کے اشارے پر جواب دیتے ہوئے کہا۔ پرنس چلی نے اس لئے اشارہ کیا تھا کہ ڈی ایس کے جسم میں وہ جو ڈیوائس لگا رہا تھا اسے ڈیوائس لگانے میں چند منٹ لگ سکتے ہیں۔

”اوکے۔ تمہیں دس منٹ دیئے جاتے ہیں۔ دس منٹ کے اندر فیصلہ کرو کہ تم زندہ رہنا چاہتے ہو یا نہیں۔..... گارج نے کہا تو ایکسٹو نے ایک طویل سانس لے کر میگا فون کا بٹن آف کر دیا۔

”رکو۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ڈی ایس کا رسک لینے کی بجائے گارج کو ہٹلی کا پڑ نیچے لانے اور اسے سرنڈر کرنے کا کہنا چاہئے۔..... اچانک ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے۔..... پرنس چلی نے جواباً چونک کر پوچھا۔

”تم واپس اپنی سیٹ پر آؤ۔ جلدی“..... ایکسٹو نے کہا۔ پرنس چلی اور ڈی ایس نے حیران ہو کر اس کی جانب دیکھا جس نے پہلے سرنڈر ہونے کی بات کی تھی اور اب وہ دوسری بات کر رہا تھا۔ پرنس چلی نے سر ہلایا اور ڈی ایس کو چھوڑ کر دوبارہ اگلی سیٹ پر آ گیا۔

”کار کے تمام وینیز باہر نکالو۔ انہیں اس بات کا پتہ چلنا چاہئے کہ یہ صرف ایک کار ہی نہیں بلکہ چلتا پھرتا اسلحہ خانہ ہے جو اگر پھٹ پڑا تو یہاں تباہی آ جائے گی“..... ایکسٹو نے کہا۔

”اس سے کیا ہوگا“..... ڈی ایس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو سنا تھا کہ چیف ایکسٹو جو فیصلہ کرتا ہے سوچ سمجھ کر اور ایک بار ہی کرتا ہے اور اس وقت تک اپنے فیصلے سے نہیں ہٹتا جب تک کہ وہ اپنے فیصلے پر عمل نہ کر لے لیکن آپ تو خود ہی اپنا فیصلہ بدل رہے ہیں“..... پرنس چلی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں فیصلے حالات کی نزاکت دیکھ کر کرتا ہوں۔ دشمن کی پلاننگ دیکھ کر فیصلہ بدلنے میں مجھے کوئی عار محسوس نہیں ہوتی ہے۔ پہلے میں نے کچھ اور سوچا تھا لیکن اس فیصلے میں مجھے خالی محسوس ہو رہی ہے کہ ہم ڈی ایس کو یہاں اکیلا چھوڑ کر خود یہاں سے بھاگ جائیں۔ ہم چیف ایجنٹس ہیں۔ چیف ایجنٹس اگر اس طرح بھاگ

جائیں تو اس سے بڑی ہماری اور کیا بڑی ہو سکتی ہے۔ یہ ہمیں زندہ گرفتار کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اگر ہم زندہ ان کے ہاتھ نہ آئے تو یہ ہمیں ہلاک کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ اس لئے میں نے اب ان کے خلاف کھل کر ایکشن لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تم ویجنز آن کرو اور ان ویجنز سے بائیں طرف موجود بیل کاپٹر اور پیچھے موجود دو بیل کاپٹروں کا نشانہ لو اور انہیں تباہ کر دو۔ ایک میزائل کا رخ دائیں طرف اس بیل کاپٹر کی طرف کر دینا جس میں گارج موجود ہے“..... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرے نما کنٹرول پینل پر لگے ہوئے مختلف سوئچ آن کرنے اور بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے کار کے چاروں طرف سے کئی خانے کھل گئے جن میں سے میزائل لانچر نکل آئے۔ کار کی ٹاپ پر بھی ایک بڑا سا خانہ کھل گیا تھا جس میں چھپی ہوئی ایک طاقتور مشین گن نکل آئی تھی۔ مشین گن کے ساتھ دائیں بائیں دو چھوٹے میزائل لانچر بھی لگے ہوئے تھے۔

ایکسٹو یہ سب ڈیش بورڈ پر لگی سکریں پر دیکھ رہا تھا۔ پرنس چلی نے چھٹت پر موجود مشین گن اور دونوں میزائلوں کا رخ دائیں طرف موجود بیل کاپٹر کی جانب کر دیا تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تمہارے کار میں اس قدر اسلحہ موجود ہے“..... اچانک گارج کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت اور گھبراہٹ کا عنصر موجود تھا۔

تمہارا تعلق کس ایجنسی سے ہے..... ایکسٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”ہونہ۔ تم کون ہو۔ ایکسٹو یا السلام..... گارج نے بری طرح سے دباڑتے ہوئے پوچھا۔

”تمہاری موت..... ایکسٹو نے کہا۔

”تم بہت بڑی بھول کر رہے ہو مسٹر۔ میں تمہیں زندہ رہنے کا ایک موقع دینا چاہتا تھا لیکن لگتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی ایسا نہیں چاہتے۔ اوکے۔ اب تم سب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ..... گارج نے جیتی ہوئی آواز میں کہا۔

”مت بھولو کہ تمہارا ہیلی کاپٹر بھی ہمارے نشانے پر ہے۔ اگر تم نے ایک بھی گولی چلائی تو کار کی چھت پر لگے ہوئے دونوں میزائل تمہارے ہیلی کاپٹر سے ٹکرا جائیں گے اور ہیلی کاپٹر سمیت تمہارے پرچے اڑ جائیں گے..... ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہونہ۔ تم چاہتے کیا ہو..... گارج نے جیسے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اپنی فورس کو پل سے واپس جانے کا کہو۔ پانچ منٹ کے اندر اندر انہیں پہاڑی کی طرف واپس جانے کا کہو ورنہ میں ان پر حملہ کر دوں گا۔ میری یہ کار ہارڈ بلٹ ہے۔ ہارڈ بلٹ میں ہارڈ میزائل بھی لگے ہوئے ہیں جنہیں کسی بھی پیٹریاٹ یا اینٹی میزائلوں سے تباہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اگر پانچ منٹوں کے اندر تم نے فورس واپس

”ہاں مسٹر گارج۔ تم اور تمہاری فورس اس وقت ہمارے نشانے پر ہے۔ خبردار اگر تم نے اپنا ہیلی کاپٹر یہاں سے ہٹانے کی کوشش کی تو میں میزائل مار کر تمہارا ہیلی کاپٹر یہیں بلاسٹ کر دوں گا..... ایکسٹو نے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے پرنس چلی کو اشارہ کیا تو پرنس چلی نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا۔ کار کی بائیں طرف لگے ہوئے میزائل لانچر اور بیک پر ہپیر کے پاس موجود میزائل لانچروں سے ایک ساتھ تین میزائل نکلے۔ اس سے پہلے کہ بائیں طرف موجود ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور پیچھے موجود ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس کچھ سمجھتے۔ میزائل برق رفتاری سے ان کی طرف بڑھے اور پھر یکے بعد دیگرے تین زور دار دھماکے ہوئے اور تینوں ہیلی کاپٹروں کے پرچے اڑتے چلے گئے۔

”اوہ گاؤ۔ تم پاگل ہو گئے ہو کیا۔ تم نے ہمارے تین ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے ہیں اور تم۔ تم میرا نام کیسے جانتے ہو..... گارج نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ چھت پر موجود بڑے میزائل کا رخ اس کے ہیلی کاپٹر کی جانب تھا اس لئے اس نے ہیلی کاپٹر وہاں سے نہیں ہٹایا تھا۔

”جس طرح سے ہم نے تمہارے تین ہیلی کاپٹر تباہ کئے ہیں اسی طرح ہم تمہارے ہیلی کاپٹر کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں مسٹر گارج۔ رہی بات تمہارا نام جاننے کی تو جس طرح تم ہمارے بارے میں جان گئے ہو اسی طرح ہمیں بھی پتہ چل گیا ہے کہ تم کون ہو اور

میزائل چونکہ ہارڈ میزائل تھا اس لئے پیٹریاٹ میزائل اسے تباہ کرنے کی بجائے اس میزائل کے نزدیک سے گزرتے چلے گئے اور ہارڈ میزائل پل اور فورس کی گاڑیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا پیچھے موجود ایک پہاڑی سے جا ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور پہاڑی سے آگ اور گرد کا طوفان سا بلند ہوتا دکھائی دیا۔ میزائل کو اپنی پیٹریاٹ میزائلوں سے ہٹ نہ ہوتے دیکھ کر پل پر موجود فورس میں ہلچل مچ گئی تھی۔

”تم نے دیکھ لیا ہے گارج۔ یہ ہارڈ میزائل تھا۔ تمہارے پیٹریاٹ میزائل اس کا راستہ نہیں روک سکے تھے۔ میں نے ابھی جان بوجھ کر اس پہاڑی کو نشانہ بنایا ہے۔ ایسے ایک اور میزائل سے میں نے پل کو نشانہ بنایا تو اس پل کے ساتھ تمہاری ساری فورس دریا برد ہو جائے گی۔ اس لئے میں تمہیں ایک بار پھر وارننگ دے رہا ہوں۔ تمہارا پہلی کا پٹر یہاں سے ہلنا بھی نہیں چاہئے لیکن پانچ منٹ کے اندر اندر تمہاری فورس کو یہاں سے ہٹ جانا چاہئے۔“ ایکسٹو نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔ ہارڈ میزائل کو پیٹریاٹ میزائلوں سے بچتے دیکھ کر شاید اس بار گارج کے بھی اوسان خطا ہو گئے تھے۔ وہ خاموش ہو گیا تھا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ کیا جواب دے۔

”تمہارے پاس چار منٹ ہیں گارج۔ اگر چار منٹوں تک فورس بچے نہ گئی تو میں تمہیں ہٹ کر دوں گا۔“..... ایکسٹو نے گارج کو

نہ بھیجی تو پھر میں پل کی طرف ہارڈ میزائلوں کی بارش کر دوں گا جس سے نہ صرف پل تباہ ہو جائے گا بلکہ تمہاری ساری فورس ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دریا برد ہو جائے گی۔“..... ایکسٹو نے تیز آواز میں کہا اور ہارڈ میزائلوں کا سن کر ایک لمحے کے لئے گارج جیسے خاموش ہو گیا۔ ایکسٹو کار کی ونڈو سے پہلی کا پٹر کی ونڈو سے نظر آنے والے گارج کا چہرہ بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ ہارڈ میزائلوں کا سن کر گارج کا منہ کھل گیا تھا اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کار کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اس کار میں وہ چھپے ہوئے ہارڈ میزائلوں کو دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”سوچو مت گارج۔ جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو ورنہ۔“ ایکسٹو نے کہا اور ساتھ ہی اس نے شیئرنگ ڈبیل کے ساتھ لگے ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک سکرین پر کار کے فرنٹ کے نیچے لگے ہوئے سفید رنگ کے باریک باریک میزائل نکل آئے۔ ایکسٹو نے ایک میزائل کو ٹارگٹ کیا اور بٹن پریس کر دیا۔ کار کے نیچے سے شعلہ سا لپکا اور دوسرے لمحے ایک سفید میزائل کار کے نیچے سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے پل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایکسٹو نے پل پر موجود فورس کو نشانہ بنانے کی بجائے پل کی ایک سائیڈ پر موجود پہاڑی کو نشانہ بنایا تھا۔

میزائل جیسے ہی پہاڑی کی طرف لپکا اسی لمحے پل پر موجود فورس نے اس میزائل پر پیٹریاٹ میزائل داغنے شروع کر دیے لیکن سفید

اس کی اینجنی کے بارے میں اور بلیک ڈاگ کے بارے میں اتنا سب کچھ جانتے ہوں گے۔

”تم غلط سوچ رہے ہو۔ نہ میرا تعلق کسی ڈاگ اینجنی سے ہے اور نہ ہی میں کسی بلیک ڈاگ کو جانتا ہوں۔ میں گارج ہوں اور میں اپنی ریڈ اینجنی کا چیف ہوں۔ ریڈ اینجنی کا چیف“..... گارج نے کہا۔

”دو منٹ ہیں تمہارے پاس“..... ایکسٹو نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے وقت بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ رکو۔ میں انہیں واپس بھیجتا ہوں“..... گارج نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اسی میں تمہاری بھلائی ہے“..... ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں بدستور ہیلی کاپٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ ہیلی کاپٹر میں موجود گارج انتہائی بے چین اور پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ اسی لمحے ایکسٹو کے ہونٹوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی اس نے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی ہوی مشین گن کا ایک کلچ آن ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ دوسرے لمحے اچانک مشین گن کا جیسے دہانہ کھل گیا اور مشین گن سے نکلنے والی گولیاں تراز کار پر برسا شروع ہو گئیں۔ گارج کے پاس اب کوئی چارہ کار نہیں رہا تھا کہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے ان پر حملہ کر دے۔

اسی طرح وقت بتاتے ہوئے کہا جس طرح سے رہائش گاہ میں گارج انہیں وقت بتا رہا تھا۔

”رکو۔ رکو۔ میری بات سنو“..... گارج نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”سن رہا ہوں۔ بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو“..... ایکسٹو نے اسی انداز میں کہا۔

”تم مجھے یہاں کیوں روکنا چاہتے ہو“..... گارج نے ہڈیانی انداز میں چیختے والے لہجے میں کہا۔

”پہلے اپنی فورس ہٹاؤ پھر بتاؤں گا اور اب تمہارے پاس تین منٹ باقی ہیں“..... ایکسٹو نے جواب دے کر اسے مزید ایک منٹ گزرنے کا بتاتے ہوئے غرا کر کہا۔

”تم نے مجھ سے دس منٹ کا وقت مانگا تھا۔ میں بھی تم سے وقت چاہتا ہوں۔ مجھے بھی دس منٹ کا وقت دو پھر میں یہاں سے ساری فورس ہٹا لوں گا“..... گارج نے ایک لمحہ توقف کے بعد کہا۔

”تاکہ ان دس منٹوں میں تم اپنے چیف بلیک ڈاگ سے بات کر سکو اور ہمارے بارے میں ہدایات لے سکو کہ ہم زندہ تمہارے ہاتھ نہیں آنے والے اس لئے تم اس سے ہماری ہلاکت کی اجازت لینا چاہتے ہو مگر ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے“..... ایکسٹو نے درشت لہجے میں کہا اور گارج کو جیسے سانپ سا سونگھ گیا۔ اس کے شاید وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ مجرم اس کے بارے میں اور

”اوہ گاڈ۔ یہ کار تو بلٹ پروف بھی ہے“..... گارج نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ کار کے ویپرز دیکھ کر۔ اپنے تین ہیلی کاپٹر تباہ ہوتے اور کار کے نیچے سے ہارڈ میزائل سے پہاڑی کا نشانہ بننے دیکھ کر گارج سمجھ گیا تھا کہ اس نے جن مجرموں کو آسان مارگٹ سمجھ لیا تھا وہ اس کی سوچ سے بھی کہیں زیادہ ٹھٹ اور ہارڈ تھے۔ وہ ایسے ہی ایک کار میں سوار ہو کر رہائش گاہ سے نکل کر باہر نہیں آ گئے تھے۔ کار کی چھت اور اس کی سائیڈوں پر کئی خانے کھلے ہوئے تھے جن سے میزائل لانچر باہر نکلے ہوئے تھے اور ان میزائلوں کی تعداد اتنی تھی کہ کار کے سوار واقعی اس کے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کے ساتھ ساتھ جیل پر موجود فورس کو بھی آسانی سے نشانہ بنا سکتے تھے۔ گارج کو اب انہیں زندہ پکڑنے کا کوئی طریقہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اس کا ہیلی کاپٹر بھی سرخ کار کی چھت پر لگی مشین گن اور دو میزائلوں کے مارگٹ میں تھا۔

”یہ تو الٹا ہم پر بھاری پڑنا شروع ہو گئے ہیں باس۔ ان کی کار تو ہمارے لئے موت کا طوفان بن رہی ہے۔ اب کیا کریں۔“ پائلٹ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”سٹ اپ یو ٹائنس۔ تم اپنا منہ بند رکھو۔ مجھے سوچنے دو“..... گارج نے غرا کر کہا اور پائلٹ سہم گیا۔

”تمہارے پاس صرف دو منٹ باقی ہے گارج۔ اگر تم اس خوش فہمی میں مبتلا ہو کہ تم ہمیں زندہ گرفتار نہیں کر سکتے تو تم ہم پر

گن شپ ہیلی کاپٹر کے ویپرز کا کنٹرول گارج کے ہاتھ میں تھا اس نے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن کا رخ سرخ کار کی جانب کر رکھا تھا۔

گارج نے مشین گن کا رخ کار سے قدرے اوپر اٹھایا اور ساتھ ہی اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن گرجی اور سرخ کار پر تواتر سے گولیاں برسنا شروع ہو گئیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مشین گن سے نکلنے والی گولیوں سے کار کی پاؤں شہد کے چھتے میں تبدیل ہو جاتی لیکن ان گولیوں کا کار پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ گولیاں کار سے ٹکرا کر یوں اچٹ رہی تھیں جیسے فولادی چٹان سے ٹکرا رہی ہوں۔ گولیوں سے کار کی دند سکرین تک نہیں ٹوٹی تھی۔

فائرنگ کر کے اور میزائل برسا کر ہمیں کار سمیت اڑا دو گے تو اس غلط فہمی میں مت رہنا۔ یہ کار ہارڈ بلٹ ہے۔ اس پر تم ایٹم بم بھی مارو گے تو اس کا بھی کار پر اور ہم پر کوئی اثر نہیں ہوگا..... کار کے میگا فون سے کرخت اور تیز آواز سنائی دی۔

”سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ میرے بارے میں اور چیف کے بارے میں اتنا سب کچھ کیسے جان سکتے ہیں..... گارج نے ہونٹ بھیجنے کر کار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے اس لئے وہ یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ کار میں سوار افراد کیا کر رہے ہیں اور میں سے کون اس سے بات کر رہا ہے۔

”صرف ایک منٹ بچا ہے گارج۔ اگلے ایک منٹ کے بعد میں تمہیں ہٹ کر دوں گا“..... کار سے آواز سنائی دی۔

”اب انہیں زندہ گرفتار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے اب ان کا کوئی نہ کوئی انتظام کرنا ہی ہوگا اس کے بعد چیف سے میں خود بات کر لوں گا“..... گارج نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ہیڈ فون کے ساتھ منسلک ایک بٹن پر پریس کیا تو اس کا ٹرانسمیٹر آن ہو گیا۔ اس نے کار کا تعاقب کرتے ہوئے گیرن سے ڈی فورس کے اس گروپ کے انچارج کی فریکوئنسی لے لی تھی جسے کروئچ کی طرف سے فورس کے ساتھ پل پر بلایا گیا تھا۔ گارج نے راستے میں ہی دوسرے گروپ کے انچارج سے رابطہ کر لیا تھا اور اسے مسلسل ہدایات دیتا شروع کر دی تھیں۔ ڈی فورس کے

دوسرے انچارج کا نام ہاسکل تھا۔ جو اس کی ہدایات پر اپنی فورس اور جدید اسلحہ لے کر پل پر پہنچ چکا تھا اور اس نے پل کا محاصرہ کر لیا تھا۔ وہ اب بھی گارج سے رابطہ میں تھا۔

”ہاسکل۔ اوور“..... گارج نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کرتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

”نیں باس۔ اوور“..... دوسری طرف سے ڈی گروپ کے دوسرے انچارج ہاسکل کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”سرخ کار کو نشانہ بناؤ اور اس پر دو بی سکس میزائل فائر کرو۔ جلدی۔ دونوں میزائل دس سیکنڈ کے اندر اندر کار کو گلے چاہیں۔ اوور“..... گارج نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس۔ آپ نے تو کہا تھا کہ ہمیں کار پر حملہ نہیں کرنا۔ اوور“..... ہاسکل نے حیران ہو کر کہا۔

”جو کہہ رہا ہوں وہ کرو ٹانسس۔ اگر تم نے ان پر میزائل فائر نہ کئے تو یہ ہم سب کو ہلاک کر دیں گے۔ ان کی کار اسلحے سے بھری ہوئی ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ انہوں نے کس طرح سے پہاڑی کو نشانہ بنایا تھا۔ ان کے پاس ہارڈ میزائل ہیں جنہیں پیٹریاٹ میزائل بھی نہیں روک سکتے۔ اس سے پہلے کہ یہ ہمیں نشانہ بنائیں۔ ہم انہیں تباہ کر دیں۔ جری اپ۔ ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے۔ نارگٹ کرو انہیں اور فوراً انہیں کار سمیت تباہ کر دو۔ اوور“..... گارج نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رابطہ کاٹ دیا۔

بلندی پر لے جاتے ہوئے دوبارہ سڑک کی طرف موڑ لیا۔ سڑک پر بدستور آگ کا الاؤ روشن تھا جہاں کچھ دیر قبل سرخ سپورٹس جیسی کار کھڑی تھی۔

”انسوس۔ انہوں نے اپنی موت کو خود ہی آواز دی تھی۔ میں تو انہیں زندہ پکڑنا چاہتا تھا“..... گارج نے آگ کے الاؤ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ بلی کا پٹر ایک بار پھر سڑک کی جانب بڑھا جا رہا تھا۔ گارج نے ہاسکل سے رابطہ کیا اور اسے آگے آنے کا حکم دیا تو بلی کی جانب سے دو جیپیں تیزی سے اس طرف بڑھنا شروع ہو گئیں جس طرف سرخ کار کو نشانہ بنایا گیا تھا۔

گارج کے کہنے پر پائلٹ بلی کا پٹر پھر نیچے لے آیا تھا اور گارج فرنٹ سے غور سے آگ کے الاؤ کی طرف دیکھ رہا تھا جس میں سرخ کار چھپی ہوئی تھی۔ اچانک آگ کے الاؤ سے دو شعلے نکلے اور تیزی سے سامنے سڑک کی طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف سے دو جیپیں آ رہی تھیں۔ اس سے پہلے کہ جیپیں دائیں بائیں ہوتیں شعلہ آگے آنے والی جیپ کے فرنٹ سے نکلایا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکا ہوا اور سڑک پر جیپ کے ٹکڑے بکھرتے چلے گئے۔ دھماکے کی شدت سے پچھلی جیپ بھی ہوا میں اچھل کر پیچھے جا گری تھی۔ دونوں جیپوں میں آٹھ سے زائد افراد سوار تھے جن میں سے چار افراد کے تباہ ہونے والی جیپ کے ساتھ پرچنے اڑ گئے تھے اور پچھلی جیپ میں آنے والے چار افراد اچھل

”آخری دس سیکنڈ بچے ہیں تمہارے پاس گارج“..... کار سے آواز آئی۔

”یہ دس سیکنڈ میرے لئے نہیں تم سب کے لئے آخری ثابت ہوں گے اب“..... گارج نے غرا کر کہا۔ اسی لمحے اچانک بلی کی جانب سے دو شعلے سے لپکے اور انتہائی برق رفتاری سے سرخ کار کی طرف بڑھے۔

”بلی کا پٹر پیچھے لے جاؤ جلدی“..... گارج نے بلی کی طرف سے میزائلوں کو فائر ہوتے دیکھ کر چیختے ہوئے پائلٹ سے کہا تو پائلٹ نے بوکھلا کر فوراً بلی کا پٹر دائیں طرف گھمایا۔ ابھی اس نے بلی کا پٹر گھمایا ہی تھا کہ دو میزائل سڑک پر کھڑی سرخ کار کے فرنٹ سے نکلے۔ دوسرے لمحے دو زور دار دھماکے ہوئے اور سرخ کار کے گرد جیسے آگ کا غبار سا پھیل گیا۔ گارج نے آگ کے بڑے الاؤ میں سرخ کار کو بری طرح سے اچھلتے دیکھا تھا۔ دھماکا اس قدر شدید تھا کہ ان کا دائیں طرف گھوم کر جانے والا بلی کا پٹر بھی بری طرح سے لرز اٹھا تھا۔ ایک لمحے کے لئے پائلٹ کے ہاتھوں سے بلی کا پٹر مس بیلنس ہوا مگر اس نے کمال مہارت سے اسے کنٹرول کیا اور تیزی سے وہاں سے نکالتا لے گیا۔

”وہ مارا۔ بڑے آئے تھے مجھے ہراساں کرنے والے“۔ گارج نے زور دار نعرہ لگاتے ہوئے کہا۔ پائلٹ بلی کا پٹر کافی آگے سے گیا تھا اور پھر اس نے گارج کے کہنے پر بلی کا پٹر اوپر اٹھایا اور

”ہونہ۔ وہ پل کی طرف جا رہے ہیں۔ جلدی کرو۔ ان کے پیچھے چلو۔ ہمیں ہر حال میں انہیں فورس تک پہنچنے سے روکنا ہے۔ کہیں یہ پل تباہ نہ کر دیں۔ ہماری ساری فورس پل پر موجود ہے۔ اگر انہوں نے پل تباہ کر دیا تو ساری فورس دریا برد ہو جائے گی۔“..... گارج نے چیتنے ہوئے کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر گھمایا اور تیزی سے کار کے پیچھے اڑانے لگا۔ سرخ کار تیزی سے پل کی جانب بڑھی جا رہی تھی۔ کار کو اپنی طرف آتے دیکھ کر فورس بھی الارٹ ہو گئی تھی۔ کار کو پل کی طرف آتے دیکھ کر انہیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا اور چونکہ اب گارج نے کمانڈر سے کہہ کر سرخ کار کو ہٹ کرنے کا حکم دے دیا تھا اس لئے جیسے ہی کار پل کی طرف بڑھی فورس نے کار کی طرف مسلسل فائرنگ کرنا اور میزائل برسانے شروع کر دیئے۔ گولیاں اور میزائل ڈائریکٹ کار پر برس رہے تھے۔ سڑک پر جیسے دھماکوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ میزائل لگنے سے کار دھماکے کی شدت سے اچھلتی ضرور تھی لیکن اس کار پر نہ تو گولیوں کا کچھ اثر ہو رہا تھا اور نہ ہی کار رک رہی تھی۔

”اوہ اوہ۔ اس کار پر تو واقعی کسی چیز کا کچھ اثر نہیں ہو رہا ہے۔“..... گارج نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ پائلٹ، ہیلی کاپٹر کو سرخ کار کے عین پیچھے لے آیا۔ گارج نے فوراً لیور سنبھالا اور اس نے لیور پر لگے ہوئے بٹن مسلسل فائرنگ کرنے والے

کر نیچے گرے اور اٹنے والی جیب تلے دب گئے تھے۔ گارج آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ ہولناک منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک آگ کے الاؤ سے گولیوں کی بوچھاڑ سی ہوئی اور ہیلی کاپٹر کے نیچے ایک دھماکا ہوا جس سے ہیلی کاپٹر بری طرح سے لہرا کر رہ گیا۔ دوسرے لمحے انہوں نے آگ کے الاؤ کو بری طرح سے بکھرتے دیکھا اور پھر اچانک الاؤ سے سرخ کار اچھل کر باہر آ گئی۔ سرخ کار کو اس طرح صحیح سلامت آگ کے الاؤ سے نکلے دیکھ کر گارج اور پائلٹ کی آنکھیں بھٹ پڑیں۔

”یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کار سلامت کیسے ہو سکتی ہے۔“ گارج نے بری طرح سے بھکاتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے بتایا تھا باس کہ ان کی کار ہارڈ بلٹ ہے جس پر اینٹ بم کا بھی اثر نہیں ہو سکتا۔“..... پائلٹ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ ”اوہ گاڈ۔ کیسی کار ہے یہ۔ اور یہ ہیلی کاپٹر کے نیچے دھماکا کیسا ہوا تھا۔“..... گارج نے اسی انداز میں کہا۔

”انہوں نے فائرنگ کر کے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن تباہ کر دی ہے باس۔ یہ دیکھیں سکرین پر۔ مشین گن ڈیج ہونے کا کاشن آ رہا ہے۔“..... پائلٹ نے کہا تو گارج چونک کر سامنے لگی ہوئی سکرین کی طرف دیکھنے لگا جس پر واقعی ہیوی مشین گن کا خاکہ دکھائی دے رہا تھا اور نیچے سرخ رنگ میں مشین گن کے تباہ ہونے کا کاشن مل رہا تھا۔

انداز میں پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ہیلی کاپٹر کے پیڈز کے ساتھ لگے ہوئے میزائل فائر ہوئے اور سرخ کار کے ارد گرد گرنے لگے۔ ماحول تیز اور خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ابھی تک سرخ کار میں سوار افراد نے پل کی جانب کوئی میزائل فائر نہیں کیا تھا۔ گارج اس موقع کا فائدہ اٹھا کر ہر صورت میں اب سرخ کار ہٹ کرنا چاہتا تھا۔ کار پر فورس بھی میزائل برسا رہی تھی اور گارج بھی ہیلی کاپٹر سے اس پر مسلسل میزائل فائر کرتا جا رہا تھا۔ کئی میزائل سرخ کار سے ٹکرائے تھے لیکن کار کا بال بھی بائنا نہیں ہوا تھا۔

کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی پل پر چڑھ گئی۔ یہ دیکھ کر گارج کا رنگ زرد ہو گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اب کار پل پر پھٹ جائے گی اور کار کے ساتھ سارا پل بھی تباہ ہو جائے گا۔ پل تباہ ہونے کی صورت میں اس کی ساری فورس پل سمیت دریا میں گر جائے گی اور اس کا ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ پھر اچانک گارج کا فائر کیا ہوا ایک میزائل تیز رفتاری سے بھاگتی ہوئی سرخ کار کے عین بمرے ٹکرایا۔ زور دار دھماکا ہوا۔ کار اس دھماکے سے تباہ تو نہیں ہوئی تھی لیکن دھماکے کی شدت سے کار بری طرح سے اچھل گئی تھی اور ہوا میں قلابازیاں کھاتے ہوئے پل کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ کار کو ہوا میں بلند ہوتے دیکھ کر گارج نے اس پر ایک اور میزائل فائر کر دیا۔ میزائل کار سے ٹکرایا۔ دھماکا ہوا اور ہوا میں ابھی ہوئی کار اور زیادہ اچھل گئی اور اسی طرح اتنی پلٹتی ہوئی پل

کے دائیں طرف دریا کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ دیکھ کر گارج کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ دوسرے لمحے کار پل سے اچھل کر اتنی پلٹتی ہوئی دریا میں گرتی چلی گئی۔

”ہرا۔ ہرا۔“ میں کامیاب ہو گیا۔ میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے ہارڈ بلٹ سے اپنی فورس کو بچا لیا ہے اور ہارڈ بلٹ کو دریا برد کر دیا ہے۔ ہرا ہرا“..... کار کو دریا میں گرتے دیکھ کر گارج نے زور دار نعرے لگاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔ اس نے دریا میں گرتی ہوئی سرخ کار کی چھت پر لگے ہوئے میزائل لانچر سے میزائل کو نکل کر تیزی سے پل کی طرف بڑھتے دیکھا۔ میزائل پل سے ٹکرایا اور ماحول ایک انتہائی زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔ دوسرے لمحے گارج نے پل کو تباہ ہو کر دریا میں گرتے دیکھا۔ پل پر ہاسکل اور اس کی فورس تھی۔ تباہ ہوتے ہوئے پل سے وہ کسی بھی طرح نہیں نکل سکتے تھے اس لئے جیسے ہی پل تباہ ہوا ہاسکل اور اس کی فورس کے ساتھ ساتھ ان کی پل پر موجود تمام گاڑیاں بھی دریا میں گرتی چلی گئیں۔

”دیری بیڈ۔ دیری بیڈ۔ ہماری ساری فورس دریا برد ہو گئی ہے۔ ایکسٹو اور السلام مرتے مرتے بھی ہماری فورس کو ساتھ لے ڈوبے ہیں“..... گارج نے جیسے سکتے کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پل مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ تیز رفتار دریا میں اس کی فورس کے افراد اور ان کی گاڑیاں بہتی جا رہی تھیں۔

گارج کافی دیر تک آنکھیں پھاڑے اپنی فورس کو دریا میں بہتے دیکھتا رہا پھر اچانک ٹرانسمیر کی سیٹی کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

”نہیں۔ اور“..... گارج نے جیسے مردہ سی آواز میں کہا۔

”گیرن بول رہا ہوں جناب۔ میں فورس کے ساتھ کر دینے کی طرف آنے والی سڑک پر پہنچ گیا ہوں۔ اور“..... گیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اچھا ہوا تم یہاں آ گئے ہو۔ جلدی کرو فوراً پل کی طرف آ جاؤ۔ میں نے ان کی کار دریا برد کر دی ہے۔ لیکن مرتے مرتے بھی انہوں نے پل پر ایک میزائل فائر کر دیا تھا جس کی وجہ سے سارا پل تباہ ہو گیا ہے اور پل پر موجود ہاسکل اور اس کی ساری فورس بھی دریا برد ہو گئی ہے۔ اور“..... گارج نے کہا۔

”اوہ گاؤ۔ یہ ایکسٹو اور السلام تو واقعی بے حد خطرناک ثابت ہو رہے ہیں۔ اچھا کیا آپ نے جو انہیں دریا برد کر دیا ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے گیرن نے کہا۔

”تم فوراً دریا کا محاصرہ کر لو۔ جس قدر ممکن ہو سکے اپنے ساتھیوں کو بچانے کی کوشش کرو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایکسٹو، السلام اور اس کا ساتھی ابھی کار میں زندہ ہوں۔ اگر انہوں نے کار سے نکل کر باہر آنے کی کوشش کی تو تیز رفتار دریا انہیں اپنے ساتھ بہا کر لے جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود تم چوکنے رہو اور دریا پر نظر

رکھو۔ دریا میں اگر تمہیں ایک مچھلی کا بچہ بھی دکھائی دے تو اسے زندہ نہیں بچتا چاہئے۔ اور“..... گارج نے گیرن کو انتہائی سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں باس۔ میں دیکھتا ہوں۔ اور“..... گیرن نے کہا۔

”کناروں کی طرف خاص دھیان دینا۔ اپنے آدمیوں کو بچانے کے ساتھ ساتھ ایکسٹو اور اس کے ساتھیوں کا بھی دھیان رکھنا۔ ہمارے ساتھی وروی میں ہیں اس لئے ہمارے آدمیوں اور ان کی پہچان آسانی سے ہو سکتی ہے۔ وہ زندہ ہوئے تو دریا سے نکلنے کے لئے کناروں کی طرف آنے کی کوشش کریں گے“..... گارج نے کہا۔

”میں کنارے کی طرف آ دی بھیج دیتا ہوں باس۔ اگر ان میں سے کوئی باہر آیا تو وہ زندہ نہیں بچے گا“..... گیرن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھی نیلی کا پٹر دریا کی طرف لاتا ہوں۔ اگر وہ مجھے نظر آئے تو میں خود ہی انہیں ہٹ کر دوں گا“..... گارج نے کہا اور پھر اس نے گیرن سے رابطہ ختم کر دیا۔

”نیلی کا پٹر دریا پر لے چلو۔ جلدی“..... گارج نے کہا تو پائلٹ نے نیلی کا پٹر موڑا اور دریا کی طرف لیتا چلا گیا۔

ہوئے۔ کار یکبارگی بری طرح سے اچھل گئی اور اچھل کر زور سے سڑک پر گری لیکن کار کا سپینشن چونکہ سموتھ تھا اس لئے انہیں کار کے اچھلنے اور زور سے سڑک پر گرنے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا اور نہ ہی دھماکوں سے کار کو کوئی نقصان ہوا تھا لیکن میزائل پھٹنے ہی کار کے باہر جیسے آگ کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کار کے ہر طرف آگ ہی آگ نظر آ رہی تھی۔

”تو اب گارج نے ہمیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔“ ایکسو نے غراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اس کے پاس اور کوئی آپشن چھوڑا ہی نہیں تھا۔ اگر وہ ہم پر حملہ نہ کرتا تو خود اس کی جان جا سکتی تھی“..... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا۔

”میں اسے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ فورس ہٹا لے اور اس کا بیلی کا پٹر ہمارے سامنے سڑک پر آ جائے۔ میں اسے نشانے پر رکھ کر بیلی کا پٹر سے باہر لانا چاہتا تھا تاکہ اس پر قابو پایا جاسکے لیکن اس نے الٹا ہم پر حملہ کرا دیا ہے“..... ایکسو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”گارج اور اس کے ساتھی یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ بی سلس میزائلوں سے ہم ہٹ ہو گئے ہیں۔ لیکن انہیں یہ نہیں معلوم کہ ہم اس بھڑکتی ہوئی آگ میں بھی زندہ ہیں اور آگ سے نکلے ہی ہم ان پر موت بن کر جھٹ سکتے ہیں“..... ڈی ایس نے کہا۔ ان کی

بیلی کا پٹر کی گولیوں کا کار پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔ البتہ کار پر نکا نک کی تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ گولیاں کار سے ٹکرا کر اچٹی جا رہی تھیں۔

ایکسو، پرنس چلی اور ڈی ایس اطمینان سے کار پر گولیاں برستے دیکھ رہے تھے۔ ایکسو نے ریٹ وایج دیکھ کر گارج کو آخری دس سیکنڈ کا بتا دیا تھا لیکن گارج نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ دس سیکنڈ ختم ہوتے اچانک انہوں نے پل کی طرف سے دو میزائل تیزی سے کار کی طرف آتے دیکھے۔

”بیلی کا پٹر مڑ رہا ہے“..... ڈی ایس نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ ایکسو اور پرنس چلی بیلی کا پٹر کی طرف دیکھتے اچانک دونوں میزائل ان کی کار کے فرنٹ سے ٹکرائے۔ دو زور دار دھماکے

کار تیز اور خوفناک آگ میں گھری ہوئی تھی لیکن اس آگ کی تپش کار میں داخل نہیں ہو رہی تھی۔ پرنس چلی نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا تھا جس کی وجہ سے کار میں مزید آکسیجن بھر گئی تھی۔ کار میں آکسیجن ہونے کی وجہ سے وہ آسانی سے سانس لے رہے تھے۔

”انہوں نے اب اعلان جنگ کر دیا ہے اس لئے اب ہم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ گارج کو قابو کرنے کے لئے اب مجھے اس کی فورس پر حملہ کرنا ہوگا۔ فورس پر حملہ ہوتے ہی اس کے چھکے چھوٹ جائیں گے اور پھر میں اسے ہر حال میں ہیلی کاپٹر نیچے لانے پر مجبور کر دوں گا“..... ایکسو نے جڑے مہینچے ہوئے کہا۔ اس نے ڈیش بورڈ کے بٹنوں پر ہاتھ مارے تو اچانک سکرین پر جھماکا ہوا اور سکرین پر باہر کا منظر دکھائی دینے لگا۔ تیز آگ کے باوجود سکرین پر باہر کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

ایکسو نے کار کا کیمرہ ایک تاب سے گھمایا تو اسے سامنے سڑک پر دو جیپیں تیزی سے اپنی طرف بڑھتی دکھائی دیں۔ دونوں جیپوں پر چار چار مسلح افراد سوار تھے۔ ایکسو نے تاب مزید گھمائی تو اسے دائیں طرف سے گارج کا ہیلی کاپٹر گھوم کر واپس طرف آتا دکھائی دیا جو دھماکا ہونے سے پہلے ہی تیزی سے مڑ گیا تھا۔

ایکسو نے سب سے پہلے سامنے سے آنے والی دو جیپوں پر ایک میزائل فائر کیا۔ میزائل آگے آنے والی ایک جیپ سے ٹکرایا

اور جیپ کے پرچے اڑتے چلے گئے۔ دھماکے کی زد میں آ کر اس جیپ کے پیچھے آنے والی جیپ بھی اچھل کر الٹ گئی تھی اور پیچھے کی طرف دور تک ٹھنکتی چلی جا رہی تھی۔

جیپوں کو ہٹ کرتے ہی ایکسو نے ایک بار پھر کنٹرول پینل کے بٹن پریس کئے تو سکرین پر ہیلی کاپٹر دکھائی دیا جو اب سڑک کے کافی نزدیک آ گیا تھا۔ ایکسو نے سکرین پر مشین گن سے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی بیوی مشین گن کو ٹارگٹ کیا اور پھر اس نے فائرنگ کر دی۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن کے ٹکڑے اڑتے چلے گئے۔ دھماکے کی وجہ سے ہیلی کاپٹر کو زور دار جھٹکا لگا لیکن ہیلی کاپٹر کا پائلٹ کافی مشاق معلوم ہوتا تھا اس نے فوراً ہیلی کاپٹر سنبھال لیا۔ ابھی ہیلی کاپٹر سنبھل ہی رہا تھا کہ پرنس چلی نے اپنے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک کار سے ایک جھوٹا سا پرزہ سا اڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کے نچلے حصے پر جا کر چپک گیا۔ ایکسو نے اس ٹکڑے پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ اس کا دھیان ہیلی کاپٹر کی مشین گن پر تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر پر نہایت احتیاط سے فائرنگ کی تھی تاکہ وہ ہیلی کاپٹر کی مشین گن تباہ کر سکے۔ ہیلی کاپٹر کے پیڈز پر میزائل بھی نصب تھے۔ اگر ایکسو اندھا دھند فائرنگ کرتا تو گولیاں میزائلوں کو بھی لگ سکتی تھیں جس سے ہیلی کاپٹر تباہ ہو جاتا اور گارج ہلاک ہو جاتا۔

ایکسو گارج کو ہر حالت میں زندہ پکڑنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ

ہوتے ہی کار یلکھت ہوا میں اچھل گئی۔ کار چونکہ آگے کی طرف
الٹنے والے انداز میں اچھل تھی اس لئے ایک لمحے کے لئے ایکسو
گھبرا گیا اس سے پہلے کہ کار الٹ کر سڑک پر گرتی اسی لمحے عقب
سے ایک اور میزائل کار سے نکلایا۔ اس بار دھماکا ہوا تو ایکسو کو کار
اچھل کر دریا کی طرف جاتی ہوئی محسوس ہوئی اور پھر یہی ہوا۔ کار
پل کے اوپر سے الٹی پلٹتی ہوئی سیدی دریا میں گرتی چلی گئی۔ کار
دریا میں گرتے دیکھ کر ایکسو کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑ گیا اس
نے فوراً دائیں طرف موجود ایک ٹن پر ہاتھ مارا تو اچانک کار کے
ٹاپ پر لگا ہوا میزائل جھٹکے سے لانچر سے الگ ہوا اور بجلی کی سی
تیزی سے پل کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ ان کی کار
دریا میں گرتی انہوں نے میزائل پل سے نکراتے اور آگ کا طوفان
سا بلند ہوتے دیکھا اور پھر ان کی کار چھپا کے سے دریا میں جا
گری۔ ایک تو دریا خاصا تیز رفتار تھا اور دوسرا دریا کا پانی انتہائی
گدلا تھا۔ جیسے ہی کار دریا میں گری کار میں جیسے یلکھت اندھیرا سا
چھا گیا۔ کار کو زور دار جھٹکے لگ رہے تھے اور وہ مسلسل پلٹتیاں کھاتی
جا رہی تھی۔ شاید یہ جھٹکے اور پلٹتیاں پانی کے تیز دباؤ کی وجہ سے
تھے۔ کار گہرائی میں جا کر پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ الٹی پلٹتی جا
رہی تھی۔ پھر اچانک کار میں روشنی ہو گئی۔ پرنس چلی نے کار کے
الٹنے پلٹنے کے باوجود کار میں روشنی کر دی تھی۔ روشنی ہوتے ہی
پرنس چلی نے تیزی سے کنٹرول پنل کے دو بٹن پریس کئے تو

جان بوجھ کر گارج کے ہیلی کاپٹر کو نقصان نہیں پہنچا رہا تھا۔ جیسے ہی
اس نے ہیلی کاپٹر کی مشین گن تباہ کی اس نے کار کا کسٹیر بدلا اور
اسے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ کار اچھل کر بھڑکتی ہوئی آگ
سے نکلی اور بجلی کی سی تیزی سے پل کی طرف بڑھنے لگی۔ جیسے ہی
کار پل کی جانب بڑھنا شروع ہوئی اسی لمحے پل پر موجود فورس
نے کار پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ سامنے سے آنے والی گولیاں
کار کے فرنٹ اور ونڈسکرین پر بارش کے قطروں کی طرح برس رہی
تھیں۔ گولیوں کے ساتھ ساتھ پل پر موجود فورس نے کار پر میزائل
بھی داغنے شروع کر دیئے تھے جس کی وجہ سے سڑک پر زور دار
دھماکوں سے آگ اور گرد کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کئی میزائل
کار کے فرنٹ سے ٹکرائے تھے۔ دھماکوں سے ایک لمحے کے لئے
کار اچھلتی ضرور تھی لیکن ان میزائلوں سے کار کو کوئی نقصان نہیں پہنچ
رہا تھا۔ ابھی ایکسو کچھ ہی آگے گیا ہو گا کہ اس کے پیچھے گارج
بھی ہیلی کاپٹر لے کر پہنچ گیا۔ گارج کے ہیلی کاپٹر کی مشین گن تباہ
ہو چکی تھی اس لئے وہ کار پر اب میزائل برسا رہا تھا۔ سامنے اور
پیچھے سے آنے والے میزائلوں سے وہاں طوفان سا برپا ہو گیا تھا۔
میزائل کار سے ٹکرا کر اس کے ارد گرد پھٹ رہے تھے۔ ایکسو
ہر بات کی پرواہ کئے بغیر کار پل پر لے آیا۔ ابھی وہ کار لے کر پل
پر آیا ہی تھا کہ پیچھے سے گارج کے ہیلی کاپٹر سے نکلا ہوا ایک
میزائل کار کے پمپر سے نکرایا۔ میزائل اس انداز میں نکرایا کہ دھماکا

کسی سمندر میں بھی استعمال کر سکتے ہیں“..... ایکسو نے کہا۔
 ”یس چیف۔ ابھی لیس“..... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا اور اس
 نے سکرین کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین پر گدلا
 پانی دکھائی دینے لگا۔ پرنس چلی نے ایک اور بٹن پریس کیا تو
 سکرین پر ان کی کار کا خاکہ سا دکھائی دینا شروع ہو گیا پھر پرنس
 چلی اپنے کنٹرول پیٹل کے بٹن پریس کرنے اور سوچ آن کرنے
 لگا۔ جیسے ہی اس نے سوچ آن کئے اسی لمحے سکرین پر کار کے
 خاکے کے چاروں نائز سنستے چلے گئے۔ چاروں نائز کار کے نچلے
 حصے میں سا گئے تھے اور کار کے عقب میں بمپر کا ایک حصہ کھل گیا
 تھا جہاں سے تیز رفتار پنکھوں والی موٹر ابھر آئی تھی۔

”کار منی آبدوز میں تبدیل ہو گئی ہے چیف۔ اب ہم اس دریا
 میں آسانی سے آگے بڑھ سکتے ہیں“..... پرنس چلی نے کہا اور
 ایکسو کو دریا میں منی آبدوز چلانے کے فنکشنز سمجھانے لگا تو ایکسو
 نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار کو منی آبدوز بناتے ہی پرنس چلی نے
 سکرین کا منظر بدل دیا تھا اور اب سکرین پر پانی دکھائی دے رہا
 تھا۔ نیلے رنگ کا پانی۔ جیسے وہ دریا کے گدلے پانی کی جگہ سمندر
 کے صاف و شفاف پانی میں ہوں۔ پانی کے بہاؤ کے ساتھ سخت
 اور ٹھوس چیز بھی آ سکتی ہے لیکن اب ایکسو آسانی سے سکرین پر
 نظر رکھ کر دریا کی سمت اور ٹھوس چیزوں کو دیکھ سکتا تھا جن سے وہ
 اپنی کار بچا کر لے جاسکتا تھا۔

احایک کار دریا کے تیز بہاؤ کے ساتھ بہنے کی بجائے ایک جگہ نیچے
 بیٹھتی چلی گئی جیسے کار کا وزن بڑھ گیا ہو۔ کچھ ہی دیر میں کار
 نائزوں کے بل دریا کی تہہ میں تھی۔ تہہ میں زمین ٹھوس تو نہیں تھی
 لیکن کار تہہ میں ایک جگہ رک گئی تھی۔
 ”یہ کیا ہوا۔ کار میزائلوں کی شکار کیسے ہو گئی“..... ڈی ایس نے
 حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ میزائلوں کے دھماکوں کا شکار ہوئی ہے۔ پیچھے سے آنے
 والا میزائل کار کے بمپر پر لگا تھا جس کی وجہ سے کار اچھل گئی تھی
 اس سے پہلے کہ کار نیچے جاتی گارج نے جان بوجھ کر کار کو ایک
 اور میزائل مار دیا جس کے دھماکے سے کار اچھل کر دریا میں آ
 گری“..... ایکسو نے کہا۔

”میں نے کار کا پاور سسٹم آن کر دیا ہے جس کی وجہ سے کار
 دریا میں اس طرح سے بیٹھ گئی ہے ورنہ ہم نجانے کہاں تک پانی
 کے بہاؤ کے ساتھ بہتے چلے جاتے اور آپ نے بہت اچھا کیا ہے
 چیف کہ دریا میں گرتے گرتے آپ نے میزائل پل پر فائر کر دیا
 تھا۔ پل جاہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے پل پر موجود ساری فورس پل
 سمیت دریا برد ہو گئی ہوگی۔ اگر میں کار پیچھے نہ لے جاتا تو پل کا
 لمبہ اور فورس کی گاڑیاں ہماری کار سے ٹکرا سکتی تھیں“..... پرنس چلی
 نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب اس کار کو منی آبدوز بناؤ۔ تم نے کہا تھا کہ ہم یہ کار دریا :

ایکسٹو نے کار اوپر اٹھائی اور پھر اس نے کار کو واقعی کسی آبدوز کی طرح پانی کے بہاؤ کے مخالف سمت بڑھانا شروع کر دیا۔ دریا کے تیز رفتار بہاؤ میں مخالف سمت جاتے ہوئے کار کی رفتار بے حد کم تھی مگر ایکسٹو سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے آبدوز آگے بڑھانے لئے جا رہا تھا۔

دریا چونکہ پہاڑیوں کے درمیان سے ہوتا ہوا گزر رہا تھا اس لئے جیسے ہی ایکسٹو کو سکرین پر کوئی ٹھوس دیوار یا چٹان دکھائی دیتی وہ کار کو فوراً سٹیئرنگ سے موڑ لیتا تھا۔ کار کی دونوں سائیڈوں پر ہائیڈرول سسٹم باہر نکلے ہوئے تھے جو اسی سٹیئرنگ سے منسلک تھے اس لئے ایکسٹو اسی سٹیئرنگ سے کار دائیں بائیں موڑ سکتا تھا۔ ایکسٹو کار سنبھال رہا تھا جبکہ پرنس چلی نے ڈیش بورڈ کے نچلے خانے سے ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر نکال لیا تھا۔ اس نے کمپیوٹر آن کر رکھا تھا اور اس پر مسلسل کام کر رہا تھا۔

”تم کیا کر رہے ہو؟“ ایکسٹو نے پرنس چلی کو کمپیوٹر پر کام کرتے دیکھ کر پوچھا۔

”سوری چیف۔“ جب آپ نے ہیلی کاپٹر کی مشین سمن کو تباہ کرنے کے لئے فائزنگ کی تھی تو میں نے بھی اپنے کنٹرول پینل سے ہیلی کاپٹر پر ایک ٹریک شار فائر کر دیا تھا جو اس ہیلی کاپٹر سے چپک گیا تھا۔“ پرنس چلی نے کہا۔

”ٹریک شار۔ گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم اس ہیلی کاپٹر کو

ٹریک کر سکتے ہیں کہ یہ کہاں جاتا ہے اور گارج کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔“ ایکسٹو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پنس چیف۔ ٹریک شار ہیلی کاپٹر پر اگر چپکا ہوا ہے تو پھر میں ایک سافٹ ویئر کے ذریعے اسے ٹریک کر سکتا ہوں۔ اگر ٹریک شار ٹریک ہو گیا تو پھر ہمیں یہ جاننے میں کچھ مشکل نہیں ہوگی کہ گارج کا ہیلی کاپٹر کہاں گیا ہے۔“ پرنس چلی نے کہا۔

”گڈ شو۔“ یہ تم نے اچھا کام کیا ہے۔“ ایکسٹو نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو پرنس چلی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ ایکسٹو آبدوز نما کار گہرائی سے کچھ بلندی پر لے آیا تھا۔ وہ کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھا جہاں سے وہ دریا سے کار باہر نکال سکے۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ایکسٹو کو دریا کا ایک ایسا کنارہ دکھائی دیا جو ساحل سمندر سے ملتا جلتا تھا۔ اس کنارے پر ٹھوس چٹانوں کی جگہ ریت دکھائی دے رہی تھی۔ سکرین پر چونکہ آگے کا منظر بھی دیکھا جا سکتا تھا اس لئے ایکسٹو کو کنارے کے دوسری طرف گھٹنے درختوں کا طویل سلسلہ دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ کون سی جگہ ہے؟“ ایکسٹو نے پوچھا۔ پرنس چلی نے چونک کر سکرین کی جانب دیکھا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر سکرین کے نیچے لگے ہوئے مختلف بٹن پرنس کرنے شروع کر دیئے۔ سکرین پر ایک نقشہ سا پھیلا اور سامنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں سکرین پر

ایک جنگل کا نقشہ اور اس کی ڈیمیل دکھائی دینے لگی۔

”یہ تل ابیب کے نزدیکی شہر اوتان کا شمالی علاقہ ہے۔ یہاں ایک جنگل ہے جو تقریباً ساٹھ کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ جنگل کے مشرق کی طرف وہی علاقہ ختاس ہے جہاں سے ہم آئے ہیں۔ مغرب کی طرف روزان ہے اور اگر ہم شمال کی جانب نکلیں گے تو ہم تل ابیب اور یروشلم میں داخل ہو جائیں گے جو اسرائیل کے بڑے اور مرکزی شہر ہیں“..... پرنس چلی نے سکرین پر نظر آنے والی تفصیل پڑھتے ہوئے بتایا۔

”کیا اس جنگل سے گزرنے کے راستے ہیں“..... ایکسو نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ یہ جنگل گھنا ضرور ہے مگر خطرناک اور پر پیچ نہیں ہے اور نہ ہی یہاں خطرناک جانور اور درندے بستے ہیں البتہ جنگل کے تینوں اطراف چھوٹے چھوٹے قصبے آباد ہیں۔ ہم جس طرف سے بھی جائیں گے ہمیں ان قصبوں سے ہو کر ہی گزرنا ہو گا“۔ ڈی ایس نے کہا۔

”تو کیا میں یہاں کار نکال لوں“..... ایکسو نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ یہی بہتر رہے گا کیونکہ ہمارے لئے دریا سے باہر نکلنے کا یہی ایک بہتر راستہ ہے ورنہ ہمیں مزید کئی گھنٹے دریا میں ہی سفر کرنا ہو گا۔ ایسا دوسرا ساحلی علاقہ یہاں سے سینکڑوں کلو میٹر دور ہے اور وہاں طویل و عریض پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ اگر ہم

وہاں گئے تو پھر ہم شہری علاقوں سے بہت دور ہو جائیں گے۔ ڈی ایس نے کہا جیسے وہ ان تمام علاقوں کے بارے میں بخوبی جانتا ہو۔

”تب تو ہمارا یہیں سے نکلنا مناسب رہے گا۔ پرنس چلی اگر ٹریک سٹار کا پتہ لگا لیتا ہے تو اس سے ہمیں گارج تک پہنچنے میں آسانی ہو جائے گی“..... ایکسو نے کہا اور اس نے کار دریا کے ریتیلے کنارے کی طرف بڑھانی شروع کر دی۔ وہ آہستہ آہستہ کار اوپر اٹھا رہا تھا۔ کنارے کی طرف آتے ہوئے اس نے ڈیش بورڈ کا ایک بٹن پریس کر کے کار کے ٹائر باہر نکال لئے تھے اور ہائیڈرول پاور کار کے اندر کر دیئے تھے۔ کار کے چاروں ٹائر گھوم رہے تھے اور کار آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی کنارے کی جانب بڑھی جا رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں کار کے ٹائر ریتیلے کنارے سے لگ گئے۔ نرم ریت میں ٹائر دھنس دھنس جا رہے تھے لیکن کار چونکہ ابھی پانی کے اندر تھی اس لئے وہ آسانی سے کنارے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد کار کنارے سے نکل کر باہر آ گئی تھی۔

جنگل کے ارد گرد موجود قصبوں کے افراد عام طور پر دریا کے کنارے آ کر مچھلیوں کا شکار کرتے تھے اور ان کی کشتیاں بھی دریا میں گھومتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں لیکن ان دنوں چونکہ موسمی حالات کی وجہ سے دریا کا بہاؤ تیز تھا اس لئے علاقے کے لوگ نہ تو اپنی

کشتیاں دریا میں اتارتے تھے اور نہ ہی مچھلیوں کا شکار کرنے کے لئے کناروں کی طرف آتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ کنارے پر اس وقت کوئی موجود نہیں تھا ورنہ ایک کار کو اس طرح دریا سے باہر نکلتے دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ جاتا۔

ایکسو کار چلاتا ہوا خشکی پر لے آیا اور اس نے کار گھنے درختوں کے پاس لے جا کر روک دی۔ کار سے بری طرح سے پانی ٹپک رہا تھا۔ ایکسو جان بوجھ کر کار درختوں کے پاس لایا تھا تاکہ اگر اس طرف سے کوئی جہاز یا بلی کا پٹر گزرے تو اس کار کو آسانی سے دیکھا نہ جاسکے۔ کار رکتے ہی ایکسو کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ ڈی ایس بھی کار سے نکل آیا تھا البتہ پرنس چلی نے صرف تازہ ہوا لینے کے لئے اپنی سائیڈ سے کار کا دروازہ کھولا تھا جبکہ وہ اسی طرح سیٹ پر بیٹھا کمپیوٹر سافٹ ویئر پر انہماکی سے کام کر رہا تھا۔

ایکسو تیز نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ تیز رفتار دریا کے شور کی وجہ سے اسے وہاں دوسری کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

”کچھ پتہ چلا“..... ایکسو نے کار کے گرد دھوم کر پرنس چلی کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”نہیں چیف۔“ بلی کا پٹر ابھی دریا پر ہی سرچ کر رہا ہے۔ میں اس کے واپس جانے کا انتظار کر رہا ہوں“..... پرنس چلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کانی دیر ہو گئی ہے۔ وہ اب بھی سرچنگ کر رہے ہیں۔“ ایکسو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈاگ ابجی اس وقت تک کسی بات پر یقین نہیں کرتی جب تک کہ وہ اپنے ہاتھوں ہلاک ہونے والے افراد کی لاشیں نہیں دیکھ لیتی۔ ان کا خیال ہے کہ شاید ہم کار سمیت دریا میں ڈوب گئے ہیں۔ وہ مختلف آلات سے دریا سرچ کر رہے ہیں تاکہ ڈوبی ہوئی کار اور اس کار میں موجود ہماری لاشوں کا پتہ لگایا جاسکے۔ اس کے علاوہ آپ نے ان کی فورس کو بھی تو دریا برد کیا ہے۔ انہیں بھی دریا سے نکالنے کے لئے اسے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا“..... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پھر تو ان کی سرچنگ وسیع پیمانے پر ہو رہی ہو گی“..... ایکسو نے کہا۔

”نہیں چیف۔ جب تک وہ دریا کا ایک ایک حصہ نہیں چیک کر لیتے اس وقت تک انہیں سکون نہیں آئے گا“..... پرنس چلی نے کہا۔

”تب پھر ہمارا یہاں رکتا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی سرچنگ ٹیم اس طرف آئی تو سرچنگ آلات سے وہ ہماری کار آسانی سے ٹریس کر سکتے ہیں“..... بلیک زبرو نے کہا۔

”نو چیف۔ ہماری کار ٹریس کرنا ان کے لئے آسان نہیں ہو گا۔ اس کار میں ایسا کوئی فنکشن نہیں ہے جس سے کار کو ٹریک یا

ٹریس کیا جاسکے۔ کار میں اینٹی راڈ اور اینٹی سیٹلائٹ سسٹم لگا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اگر ہم قل ایب کی مصروف ترین سڑکوں پر بھی یہ کار لے کر چلے جائیں تو سڑکوں کو مانٹر کرنے والے کیمرے بھی اس کار کو نہیں دیکھ سکیں گے..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو اس کی جانب تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا۔ یہ کار واقعی ہارڈ بلٹ نام کی ہی نہیں حقیقت میں میں ہارڈ بلٹ ہی ہے۔

”میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے چلنا چاہئے۔ پہلی کا پٹر ابھی مصروف ہے۔ یہ جب یہاں سے جائے گا تب ہی اس بات کا علم ہو سکے گا کہ یہ کہاں گیا ہے۔ ورنہ اس خاموش اور ویران جنگل میں بیٹھے بیٹھے ہم بور ہو جائیں گے..... پرنس چلی نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے کہا اور کار سے نکل کر باہر آگیا۔ ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا۔

”چیف اگر آپ کو ناگوار نہ گزرے تو اس بار میں ڈرائیونگ کروں۔ جب سے یہ کار تیار ہوئی ہے میں نے اسے چلانا تو درکنار اس کا ہارن بجا کر بھی نہیں دیکھا ہے..... پرنس چلی نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ تم چلاؤ..... ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”تھینک یو چیف۔ تھینک یو دیری مچ۔ آپ واقعی گریٹ ہیں۔ اگر مجھے آپ کے مرتبے کا احساس نہ ہوتا تو میں شکریے کے لئے آپ کو باقاعدہ جھک کر شاہی انداز میں سلام کرنا شروع کر

دیتا..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔ پرنس چلی نے بالکل عمران کے سے انداز میں بات کی تھی۔

”ارے باپ رے۔ کک۔ کک۔ کیا میں نے کچھ غلط کہہ دیا ہے جو آپ مجھے ایسی نظروں سے گھور رہے ہیں..... پرنس چلی نے اسے اپنی طرف گھورتا پا کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں کچھ نہیں۔ چلو..... ایکسٹو نے سر جھٹک کر کہا۔ اس نے عمران اور پرنس چلی کی باتیں سنی تھیں۔ پرنس چلی عمران کے ہی انداز میں ہنسی مذاق کرنے کا عادی تھا۔ اس کے لا ابالی پن اور ہنسی مذاق کے فطری انداز کے میں بارے میں عمران نے پہلے ہی اسے بتا دیا تھا اور اس سے کہا بھی تھا کہ پرنس چلی کی موجودگی میں اس کی کمی بھی پوری ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات پرنس چلی اس انداز میں بات کر جائے کہ ایکسٹو کو اس پر عمران ہونے کا ہی گمان ہوتا شروع ہو جائے۔

”نہیں چیف۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے بیٹھنے کے بعد ہی میں کار کا دروازہ کھولنے اور اس میں بیٹھنے کی جرات کر سکتا ہوں..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو ایک طویل سانس لیتے ہوئے سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے ہی پرنس چلی مسکراتا ہوا کار کی فرنٹ سے ہوتا ہوا دوسری طرف آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ ڈی ایس بھی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہی پرنس چلی نے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا

ایک ٹن پریس کیا تو حیرت انگیز طور پر نہ صرف کار کا رنگ تبدیل ہو گیا بلکہ اس کے فرنٹ اور بیک پر موجود نمبر پلٹیں بھی پلٹ گئیں۔ اب کار پر نئے نمبر کی پلٹیں نظر آ رہی تھیں۔ کار کا رنگ پہلے سرخ تھا اب نیلے رنگ میں بدل گیا تھا۔ کار کی یہ تبدیلی آسانی سے کار میں موجود سکرین پر دیکھی جاسکتی تھی۔

”یہ اچھا کیا ہے کہ تم نے کار کا رنگ اور نمبر بدل دیا ہے۔ اب اگر کوئی کار کو دیکھ بھی لے تو یہ نہیں کہہ سکے گا کہ یہ وہی کار ہے جس نے ڈاک انجنی کی فورس کا کبازہ کیا تھا“..... ایکسٹو نے کہا۔

”لیس چیف۔ ابھی تو ہم نے ہارڈ بلٹ کو آزمائشی طور پر اور وہ بھی آپ کے لئے خاص طور پر نکالا ہے ورنہ ابھی ہمیں اس پر بہت کام کرنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہارڈ بلٹ ہر لحاظ سے ناقابلِ تغیر ہو جائے اور یہ اس قدر جدید ترین بن جائے کہ ہم اسے نہ صرف سمندر میں لے جاسکیں بلکہ اسے کسی طیارے یا اسپیش ٹیل کی طرح فضا میں بھی اڑاسکیں۔ ہمیں ابھی اس کار میں اور زیادہ اور جدید ترین اسلحہ فکس کرنا ہے جو سٹائی اور انتہائی تباہ کن اہمت کا حامل ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ایک کار میں ایسی تمام خوبیاں شامل کر دی جائیں کہ ایک کار کی مدد سے ہی ہم اسرائیل کی بڑی سے بڑی فورس اور ان کے اسلحہ کا مقابلہ کر سکیں۔ اس کار میں ابھی ہمیں اینٹی کرافٹ سسٹم اور اینٹی ٹینک سسٹم بھی لگانے ہیں اور ہم

اس ریسرچ میں بھی لگے ہوئے ہیں کہ کار ایک ٹن پریس کرتے ہی آسانی سے مختلف ماڈلز میں تبدیل ہو جائے تاکہ ہم اسے عام انسانی نظروں سے بھی چھپالیں اور کوئی یہ نہ جان سکے کہ پہلے کار کون سے ماڈل اور کون سے ڈیزائن کی تھی اور اب اس کا ماڈل اور ڈیزائن کیسے بدل گیا ہے۔ کیوں ڈی ایس..... پرنس چلی نے پہلے ایکسٹو سے کہا پھر ڈی ایس سے تائید کرانے والے انداز میں پوچھا۔

”لیس باس۔ جلد نہیں تو بدیر ہم اپنے اس مقصد میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے“..... ڈی ایس نے پرنس چلی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”گنڈ۔ اچھی سوچ ہے۔ اگر ایسی دو چار کاریں لے کر تم اسرائیل میں داخل ہو جاؤ تو اسرائیل کی بڑی سے بڑی فوج بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی“..... ایکسٹو نے کہا۔

”لیس چیف۔ ہم ان کاروں کو محض دہشت گردی یا شدت پسندی کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارا مقصد ہے کہ ہم ان اسرائیلی فوجیوں کو فلسطین کی پٹی سے دور بھاگنے پر مجبور کر دیں جو ہماری سرحدوں کے قریب غیر قانونی اور غیر اخلاقی طور پر دھڑلے سے اپنی بستیاں قائم کر رہے ہیں“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پرنس چلی نے کار شارٹ کی اور پھر وہ اسے لئے آہستہ آہستہ

تھی۔ چند لمحوں کے بعد انہیں دور زور دار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ جس سے ایکٹو سمجھ گیا کہ پرنس چلی نے غلط نہیں کہا تھا کہ دریا میں ان کی ہلاکت کے لئے بم برسائے جا رہے ہیں۔ پرنس چلی اطمینان بھرے انداز میں جنگل میں کار دوڑائے لے جا رہا تھا۔ اگلے آدھے گھنٹے کے بعد اس کی کار جنگل سے نکل کر ایک قصبے میں داخل ہو رہی تھی۔ قصبے کی سڑکیں پختہ تھیں اور وہاں کی رہائش گاہیں بھی جدید انداز کی بنی ہوئی تھیں۔ قصبے کے لوگ نیلے رنگ کی کار جنگل سے باہر آتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ چونکہ یہ نئے ماڈل کی کار تھی اس لئے سب کی نظریں اس کار پر جیسے جم گئی تھیں۔

”ہماری کار لوگوں کی توجہ کا مرکز بن رہی ہے۔ کہیں ان لوگوں کی وجہ سے ڈاگ ایجنسی کو پتہ نہ چل جائے کہ ہم کار سمیت دریا سے نکل آئے ہیں“..... ایکٹو نے ہونٹ ہنپتے ہوئے کہا۔

”اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ نئی اور جدید ماڈل کی کار دیکھ کر لوگوں کا اشتیاق دیدنی ہو جاتا ہے۔“ پرنس چلی نے کہا وہ خاموشی سے وہاں سے کار نکالتا لے گیا۔ کچھ ہی دیر میں اس کی کار قصبے سے نکل کر شہر جانے والی ایک سڑک پر گامزن تھی۔ یہ قصبہ ایک صحرائی علاقے میں تھا۔ صحرائی علاقے سے شہر کی طرف جانے کے لئے ایک کارپنڈ پختہ سڑک بنائی گئی تھی جو کئی کلومیٹر تک متوازی چلی جاتی تھی۔ دائیں بائیں جیسے ریت کے وسیع میدان پھیلے ہوئے

جنگل میں داخل ہو گیا۔ جنگل گھنا ضرور تھا لیکن اتنا نہیں کہ ان کی کار وہاں سے نہ گزر سکے۔ درختوں کے درمیان چھوٹے موٹے راستے بنے ہوئے تھے جن سے وہ آسانی سے کار گزار کر لے جا سکتا تھا۔ ابھی وہ جنگل کے آدھے راستے سے گزر رہے ہوں گے کہ اچانک سکرین پر آٹو بیک انداز میں راڈار سکرین آن ہوئی اور کار میں تیز پیپ کی آواز سنائی دی۔ پیپ کی آواز سن کر پرنس چلی نے چونک کر سکرین کی طرف دیکھا تو اسے سکرین پر راڈار کے گرین ڈائل پر چند نقطے دکھائی دیے۔ ڈائل کی سوئی گھومتی ہوئی جب ان نقطوں پر آتی تو نقطے نہ صرف ریڈ ہو کر چمکنے لگتے بلکہ ساتھ ہی کار میں تیز سیٹی سی بج اٹھتی۔

”انہوں نے بمبار طیارے منگوا لئے ہیں۔ لگتا ہے کہ وہ دریا میں بمباری کرنا چاہتے ہیں تاکہ دریا سے ہمارے بیج نکلنے کا کوئی چانس باقی نہ رہ جائے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”طیارے اس طرف آگئے تو“..... ایکٹو نے کہا۔

”طیاروں کے راڈار سسٹم اس کار کو ٹریس نہیں کر سکیں گے“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ ہی دیر بعد انہوں نے راڈار سکرین پر سبز نقطوں سے مزید چھوٹے چھوٹے نقطے سے نکلنے دیکھے جو نیچے گرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ شاید کلٹر بم تھے جو طیاروں سے دریا میں پھینکے جا رہے تھے۔ پرنس چلی نے اپنے سائیڈ کی کھڑکی کھول رکھی

تھے۔ جن کے نیلے اونچی پہاڑیوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ اس صحرا میں ٹھوس چٹانوں والی پہاڑیاں بھی تھیں جو آگے جا کر سڑک کے ساتھ مل جاتی تھیں اور پھر سڑک ان ٹھوس پہاڑیوں کے درمیان سے ہو کر گزرتی تھی۔

قصبے کی طرف جانے والی سڑکوں پر برائے نام ہی ٹریفک ہوتی تھی اس لئے پرنس چلی نے کار سڑک پر ڈالتے ہی اس کی سپیڈ بڑھا دی تھی۔ وہ جلد سے جلد شہر پہنچنا چاہتا تھا۔ ابھی وہ کار لے کر صحرائی پہاڑیوں کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک اسے سامنے سے دو فائزر طیارے اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ فائزر طیارے بجلی کی سی تیز رفتاری سے سامنے سے اسی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ طیارے زیادہ بلندی پر نہیں تھے۔ چند ہی لمحوں میں دونوں طیارے پہاڑیوں اور سڑک کے عین اوپر سے زائیں زائیں کرتے ہوئے گزرتے چلے گئے۔

”شاید ان طیاروں نے ہمیں دیکھ لیا ہے“..... ڈی ایس نے کہا۔

”دیکھ لینے دو۔ کیا فرق پڑتا ہے“..... پرنس چلی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ طیارے آگے چلے گئے تھے اور پلٹ کر واپس نہیں آئے تھے۔ پرنس چلی نے کار کی رفتار اور تیز کر دی تھی۔

پہاڑی علاقے سے وہ نکل کر ایک اور متوازی سڑک پر آ گیا جو سیدھی شہر کی طرف جاتی تھی۔ اس سڑک پر دور سے ہی شہر کی بلند

بالا عمارتیں دیکھی جا سکتی تھیں۔ ابھی پرنس چلی شہر جانے والی سڑک پر کار لایا ہی تھا کہ سکرین پر ایک بار پھر راڈار ڈائل نمودار ہو گیا اور کار میں تیز بیپ کی آواز سنائی دی۔

”باس۔ دو ایئر ہاک اسی طرف آ رہے ہیں“..... ڈی ایس نے بیپ کی آواز سن کر پیچھے وٹ سکرین سے باہر دیکھتے ہوئے کہا تو پرنس چلی راڈار سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔ سکرین پر بھی اسے دو نقطے دکھائی دے رہے تھے جو تیزی سے اسی سڑک کی طرف بڑھے آ رہے تھے جس سڑک پر وہ کار دوڑا رہا تھا۔

”گلتا ہے انہیں ہم پر شک ہو گیا ہے یا پھر قصبے میں سے کسی نے جنگل کے راستے سے آنے والی ہماری کار کے بارے میں ڈاگ ایجنسی کو خبر دے دی ہے۔ کار کا رنگ تو بدلا ہوا ہے مگر اس کا ماڈل اور ڈیزائن ویسا ہی ہے“..... ایکسٹو نے کہا۔

”یس چیف“..... پرنس چلی نے کہا۔ اس بار اس کے لہجے میں قدرے پریشانی کا تاثر تھا۔

”کیا بات ہے۔ ایئر ہاک کا سن کر تم پریشان کیوں ہو گئے ہو۔ زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا۔ یہ طیارے ہم پر فائرنگ اور بمباری کریں گے اور گزر جائیں گے۔ جب ہماری کار گن شپ بجلی کا پٹرول اور میزائلوں سے محفوظ رہ سکتی ہے تو ان طیاروں کے حملے سے ہمیں کیا نقصان پہنچ سکتا ہے“..... ایکسٹو نے پرنس چلی کو پریشان دیکھ کر حیرت سے کہا۔

ریزز کو بھی برداشت کر جائے ورنہ..... پرنس چلی کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ اس کے کہنے کا مطلب صاف تھا کہ اگر کار بلاسٹر ریزز کا حملہ برداشت نہ کر سکی تو یہ تباہ ہو جائے گی اور کار تباہ ہونے کا مطلب صریحاً ان تینوں کی موت کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔ تیز رفتار ایئر ہاکس متوازی سڑک پر تیزی سے آگے بڑھے آ رہے تھے اور نیچے آتے ہوئے ان کی بلندی بھی کم ہوتی جا رہی تھی۔ پھر ایئر ہاکس جیسے ہی کار نے نزدیک پہنچے اچانک ان میں سے ایک طیارے سے سرخ رنگ کی لکیری نگی اور ٹھیک کار کے عقبی حصے سے نکلائی۔ جیسے ہی سرخ لکیر کار سے نکلرائی ایک شعلہ سا چمکا اور ماحول ایک لمحے کے لئے انتہائی تیز اور خوفناک دھماکے سے گونج اٹھا۔ زور دار دھماکے سے ایکسٹو کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس دھماکے سے کار بھی پھٹ پڑی ہو اور کار کے پھٹنے سے اس کے بھی ٹکڑے اڑ گئے ہوں۔

”ایئر ہاکس میں دوسرے طیاروں سے کہیں زیادہ اسلحہ نصب ہوتا ہے۔ ان طیاروں میں عام اسلحے کے ساتھ ساتھ سائنسی اسلحہ بھی نصب ہوتا ہے۔ خاص طور پر ان طیاروں پر زیورگتیں لگی ہوتی ہیں جو خالصتاً بلاسٹنگ ریزنگتیں ہیں۔ ان گنتوں سے جو ریزنگتیں ہیں وہ عام میزائلوں اور بموں سے کہیں زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہوتی ہیں۔ یہ کار بلٹ اور بم پروف ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کار پر کسی قسم کا کوئی اسلحہ کارگر نہ ہو مگر ہم نے ابھی اس کار پر بلاسٹر ریزز کا کوئی تجربہ نہیں کیا ہے۔ اگر انہوں نے ہم پر بلاسٹر ریزز فائر کر دی تو شاید ہمارے لئے مشکل ہو جائے۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ہم ایئر ہاکس کی بلاسٹر ریزز سے بچ سکتے ہیں“..... پرنس چلی نے کہا۔

”اوہ۔ تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ اگر ایئر ہاکس نے بلاسٹر ریزز فائر کیں تو ان ریزز سے ہماری کار تباہ ہو جائے گی۔ ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نئس چیف۔ ایسا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی“..... پرنس چلی نے سنجیدگی سے کہا۔

”کیا مطلب ہوا ان دو باتوں کا۔ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی“..... ایکسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مطلب یہ چیف کہ کار کا حفاظتی سسٹم ایسا ہے کہ ہم ان ریزز سے بچ بھی سکتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ کار کا حفاظتی سسٹم بلاسٹر

وہ دریا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ دریا اور اس کے کناروں کو مسلسل مانیٹر کر رہا تھا لیکن ابھی تک نہ تو اسے تیز رفتار دریا میں سرخ کار دکھائی دی تھی اور نہ ہی دریا کے کناروں پر اسے کوئی انسان ابھرتا ہوا اور نہ ہی اس کی لاش دکھائی دی تھی جنہوں نے اس کی فورس جیسی یونیفارم نہ پہن رکھی ہو۔

”لگتا ہے۔ وہ کار سمیت دریا کی گہرائی میں چلے گئے ہیں“..... پائلٹ نے کہا۔

”نہیں۔ کار جدید اور نئی ضرور ہے لیکن وہ ایک چھوٹی اور ہلکی کار ہے۔ پانی کا دباؤ اور بہاؤ بہت تیز ہے۔ پل سے گرتے ہوئے کار دریا میں ڈوب سکتی تھی لیکن پانی کے تیز بہاؤ میں زیادہ گہرائی میں نہیں جاسکتی۔ میرے خیال کے مطابق اب تک کار ہمیں پانی میں اچھلتی اور اٹتی پلٹتی دکھائی دے دینی چاہئے تھی“..... گارج نے کہا۔ اس سے پہلے کہ پائلٹ کوئی اور بات کرتا اچانک ٹرانسمیٹر پر مخصوص سیٹی کی آواز سنائی دی۔ گارج نے وقتی طور پر ٹرانسمیٹر آف کر رکھا تھا۔ ٹرانسمیٹر کی آواز سننے ہی وہ سیدھا ہو گیا۔ اس نے ایک مین پریس کر کے ٹرانسمیٹر آن کیا تو ٹرانسمیٹر سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے گرایاں سی چل رہی ہوں اور ان کے ٹکرائے کی آوازیں سنائی دے رہی ہوں۔ گرایوں کے ٹکرائے کی آوازیں سن کر گارج چونک پڑا۔ ایسی آوازیں اسے ٹرانسمیٹر پر تب سنائی دی جاتی تھی جب مین ہیڈ کوارٹر سے بلیک ڈاگ اس سے

گارج مسلسل اپنی نگرانی میں دریا کی سرچنگ کر رہا تھا۔ گیرن کے پاس چند ایسے سرچنگ آلے تھے جن کی مدد سے وہ دریا میں گری ہوئی گاڑیوں اور انسانی لاشوں کا بھی پتہ لگا سکتا تھا۔ دریا کا بہاؤ بے حد تیز تھا لیکن اس کے باوجود گیرن اپنی پوری کوششوں میں لگا ہوا تھا۔ اس نے فورس دریا کے کناروں پر پھیلا دی تھی اور وہ دریا کے بہاؤ کی سمت دور دور تک کا علاقہ چیک کر رہا تھا کہ کار اس بہاؤ میں بہتی ہوئی آگے نہ نکل گئی ہو۔ ساتھ ساتھ وہ اپنے ساتھیوں کی مدد سے ہاسکل کی فورس کو بھی دریا سے نکالنے کی کوشش کر رہے تھے جو دریا کے بہاؤ کے ساتھ بہتے چلے جا رہے تھے اور انہوں نے اب تک اپنے کئی ساتھیوں کو ریسکیو بھی کر لیا تھا۔

گارج بھی پہلی کاہر سے مسلسل دریا پر نظر رکھے ہوئے تھا اور

بات کرنا چاہتا ہو۔

”ہیلو ہیلو۔ چیف کاننگ فرام مین ہیڈ کوارٹر۔ ہیلو۔ اوور۔“
 اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک مشینی آواز سنائی دی۔ یہ آواز مین ہیڈ کوارٹر
 کے اس مشینی اور کمپیوٹرائزڈ سسٹم کی تھی جس پر بلیک ڈاگ بات کرتا
 تھا۔ اس مشینی سسٹم کے تحت کال کرنے اور سننے والی کی آوازیں
 چپک کی جاتی تھیں اور پھر جب کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے اس بات کی
 تصدیق ہو جاتی کہ جسے کال کی جا رہی ہے یا جس کی کال وصول
 کی جا رہی ہے اس کی اصلی آواز کمپیوٹر ڈیٹا میں فیڈ ہے یا نہیں۔
 اگر کال کرنے یا سننے والے کی آواز کمپیوٹر سسٹم کے ڈیٹا میں موجود
 آواز سے میچ کر جاتی تو کمپیوٹرائزڈ سسٹم کال فوراً بلیک ڈاگ کو
 ٹرانسفر کر دیتا تھا ورنہ کال ڈراپ ہو جاتی تھی۔

”ہیس۔ گارج اسٹنڈبگ۔ اوور۔“..... گارج نے مشینی آواز سن کر
 انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”انتظار کرو۔ اوور۔“..... مشینی آواز نے کہا اور دوسری طرف
 سے پھر گارایاں چلنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں جس کا مطلب تھا
 کہ گارج کی آواز کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے میچ کی جا رہی ہیں۔ چند
 لمبے گارایاں چلتی رہیں پھر ٹرانسمیٹر سے چیف کی غراہٹ بھری آواز
 سنائی دی۔

”چیف سیکنگ۔ اوور۔“..... چیف نے مخصوص لہجے میں کہا۔
 ”ہیس چیف۔ گارج بول رہا ہوں۔ اوور۔“..... گارج نے چیف

کی آواز سن کر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”تم نے ابھی تک رپورٹ نہیں دی۔ کہاں ہے ایکسٹو اور
 السلام۔ کیا تم نے انہیں ابھی گرفتار نہیں کیا ہے۔ اوور۔“..... چیف
 نے درشت لہجے میں کہا تو ایک لمعے کے لئے گارج کے چہرے پر
 تاریکی سی چھا گئی۔ وہ چیف کی بات سن کر گھبرا گیا تھا۔ چیف نے
 اسے ہر حال میں ایکسٹو اور السلام کو زندہ گرفتار کرنے کے احکامات
 دیئے تھے اور گارج نے چیف کا دیا ہوا مہم چیلنج قبول بھی کیا تھا
 لیکن صورتحال یکسر بدل جائے گی۔ ایکسٹو اور السلام اس طرح اس
 کے ہاتھ سے نکل جائیں گے اس کا گارج کو بھی گمان نہیں تھا۔
 ایکسٹو اور السلام جس ہارڈ بلٹ میں موجود تھے وہ ان کے لئے
 دہال جان بن گئی تھی۔ اس قدر فورس کے باوجود انہوں نے گارج
 اور اس کی فورس کو ہتھ ٹاسک دے دیا تھا اور وہ مجبور ہو گیا تھا کہ
 ایکسٹو اور السلام کو اس کارسیت ختم کر دے۔ دوسری صورت میں
 ان سب کی زندگیاں خطرے میں پڑ سکتی تھیں جس کا ایکسٹو یا
 السلام نے انہیں الٹی میٹم بھی دے دیا تھا۔

”چیف وہ۔ وہ۔ ہم انہیں گرفتار نہیں کر سکے ہیں۔ اوور۔“ چند
 لمبے سوچنے کے بعد گارج نے ہکلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

”گرفتار نہیں کر سکے ہیں۔ مطلب۔ اور یہ تم اس طرح سے
 ہکلا کیوں رہے ہو۔ اوور۔“..... چیف نے زخمی بھیڑیے کی طرح
 غراتے ہوئے کہا تو گارج نے ڈرتے ڈرتے چیف کو ساری

تم نے میرا سارا پلان چوٹ کر دیا ہے گارج۔ تم اس کار پر گیس بھرنے کی بھی بارش کر سکتے تھے۔ کار کے ایئر سسٹم کی وجہ سے گیس کار کے اندر چلی جاتی اور کار میں موجود وہ تینوں بے ہوش ہو جاتے۔ زہریلی گیس کی وجہ سے ان کی کار رک جاتی یا کہیں الٹ جاتی۔ پھر تم انہیں کار سمیت اٹھا کر میرے پاس لا سکتے تھے۔ اور..... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا اور گارج کا رنگ ایک بار پھر زرد ہو گیا۔

”مممم۔ میں نے یہ کوشش بھی کی تھی چیف۔ پہلے میں نے اس کار پر گیس بم ہی برسا ئے تھے لیکن گیس کا بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔ اور..... گارج نے ایک اور جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے ہلکا کر کہا۔

”ہونہ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ ایکسٹو اور السلام یہاں پوری تیاری سے آئے ہیں۔ اور..... چیف نے غرا کر کہا۔

”یس چیف۔ اور..... گارج نے فوراً کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ کار سمیت دریا میں غرق ہو چکے ہیں۔ اور..... چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

”یس چیف۔ میں اور میری ٹیم مسلسل اور کافی دیر سے سرچنگ کر رہے ہیں لیکن ابھی ہمیں ان کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ وہ چیف ایجنٹس ہیں لیکن کوئی بھی اتنی دیر تک دریا کے نیچے زندہ نہیں رہ سکتا اور دریا کا بہاؤ بھی بے حد تیز ہے۔ چٹانوں اور ٹھوس اشیاء سے ٹکرا

صورت حال سے آگاہ کر دیا۔

”ہارڈ بلٹ۔ یہ اسرائیل میں ہارڈ بلٹ جیسی کار کہاں سے آ گئی۔ اسرائیل میں تو ایسی کوئی کار موجود نہیں ہے جو گن شپ ہو اور کار اس قدر ہارڈ ہو کہ اسے طاقتور میزائلوں سے بھی تباہ نہ کیا جاسکے اور انہوں نے اسی کار کے میزائلوں سے تمہارے تین بمبلی کا پٹر تباہ کر دیئے ہیں اور پل تباہ کر کے ہماری فورس کو بھی دریا برد کر دیا ہے۔ بیڈ نیوز۔ رینلی ویری بیڈ نیوز اور..... چیف نے حیرت اور غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس بات پر تو میں بھی حیران ہوں چیف۔ ایسی کار نہ میں نے کبھی دیکھی ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کبھی کچھ سنا ہے۔ اس جیسی کار عام طور پر انگریزی فلموں میں ضرور دیکھی جاسکتی ہے۔ لیکن اسے حقیقت میں بھی بنایا جاسکتا ہے یہ دیکھ کر میں بھی حیران رہ گیا تھا۔ چیف ایجنٹوں نے جب پل پر میزائل فائر کر کے ہماری فورس کو دریا برد کیا تو میرے پاس ان پر جوابی حملہ کرنے کے سوا اور کوئی آپشن باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اور..... گارج نے چیف کے لہجے میں قدرے نرمی دیکھ کر تیز تیز بولتے ہوئے اور بات بدلتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ جو بھی ہے۔ مجھے ہر حال میں ایکسٹو اور السلام زندہ چاہئے تھے مگر تم نے نہیں دریا برد کر دیا ہے۔ وہ کار سمیت دریا میں ڈوب گئے ہیں۔ اب ان کے زندہ بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

کر اس کار کے بھی ٹکڑے ہو گئے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ ہمیں ابھی ان کی کار ملی ہے اور نہ ان کی لاشیں۔ البتہ ہم نے اپنے بہت سے ساتھیوں کو ریسکیو کر لیا ہے اور..... گارج نے جواب دیا۔

”یہ صرف ابہامی باتیں ہیں گارج۔ اس کار پر جب میزائلوں اور بموں کا کچھ اثر نہیں ہوا تو وہ دریا میں ٹھوس چیزوں سے ٹکرا کر کیسے ٹوٹ پھوٹ سکتی ہے۔ تم نے یہ بھی بتایا ہے کہ تم نے کار پر گیس بم بھی برسائے تھے۔ گیس کا بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا جس کا مطلب ہے کہ کار ایئر ٹائٹ ہے اور اس کے اندر آکسیجن لینے کی بھی سہولت موجود ہے۔ ایسی صورت میں دریا میں گرنے کے باوجود ان کی کار بھی سلامت ہو سکتی ہے اور وہ کار میں زندہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اور..... چیف نے کہا۔

”اوہ۔ یس چیف۔ ایسا ممکن ہے۔ لیکن ہم نے ریڈ ڈاٹس سے بھی دریا کی چیکنگ کی ہے۔ دریا میں کوئی بھی ڈوبی ہوئی کار کا کاشن نہیں مل رہا ہے۔ کار خطرناک اسلحے سے لیس ضرور ہے لیکن دیکھنے میں وہ بے حد ہلکی پھلکی دکھائی دے رہی تھی۔ میرے خیال کے مطابق کار کو دریا کے تیز بہاؤ کے ساتھ بہہ جانا چاہئے تھا۔ میں نے خود ہیلی کاپٹر پر دور تک سرچنگ کی ہے۔ مگر مجھے کار کہیں دکھائی نہیں دی۔ اور..... گارج نے کہا۔

”اگر وہ کار اس قدر خوبیوں کی حامل ہے تو پھر یہ بھی تو ممکن

ہے کہ کار دریا میں بھی ان کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتی ہو۔ اور..... چیف نے کہا۔

”میں سمجھا نہیں چیف۔ کار دریا میں ان کے لئے کیسے کارآمد ہو سکتی ہے۔ اور..... گارج نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تم نے انگریزی فلموں کے حوالے سے بات کی ہے تو مجھے یاد آ رہا ہے کہ ایک فلم ایسی تھی جس میں ایسی ہی ایک کار کو سمندر میں گرنے کے بعد مٹی آبدوز میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ میرے خیال میں اس کار کو ہارڈ بلٹ کا نام ایسے ہی نہیں دیا گیا ہے۔ میری معلومات کے مطابق السلام بہترین سائنس دان ہے اور اس کی ٹیم میں سائنسدانوں کے ساتھ بڑے اور نامور انجینئروں کی ایک ٹیم ہے جن کی مدد سے وہ فنی اور انوکھی ایجادات کرتا رہتا ہے۔ اس لئے ان کے پاس ایسی کار کا ہونا کوئی انہونی بات نہیں ہے۔ اور..... چیف نے کہا تو گارج نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔

”مجھے اس بات کا علم نہیں تھا چیف کہ السلام سائنس دان ہے اور اس کے ساتھ سائنسدانوں اور انجینئروں کی ٹیم بھی ہو سکتی ہے اور وہ ایسی کوئی کار ایجاد کر سکتے ہیں جو ان کے تمام کام پورے کر سکے۔ اور..... گارج نے کہا۔

”وہ کار تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اور اس پر تم نے حملے بھی کئے ہیں۔ اس کے باوجود تم یہ سب کہہ رہے ہو۔

”تو پھر ادھر ادھر کی تلاش چھوڑو اور فوری طور پر دریا کی دونوں سمتوں کی سرچنگ کرنا شروع کر دو۔ وہ دریا میں کہیں بھی ہوں دریا سے باہر ضرور نکلیں گے۔ کہاں نکلیں گے میں یہ تو نہیں کہہ سکتا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ جب بھی دریا سے باہر آئیں گے کار سمیت ہی باہر آئیں گے۔ تمہیں ہر حال میں ان کا محاسبہ کرنا ہے۔ مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ دونوں چیف ایجنٹس ہمارے لئے واقعی انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں اب زندہ گرفتار کرنے کا رسک نہیں لینا چاہتا۔ تم کوشش ضرور کرو کہ وہ کسی طرح سے تمہارے ہاتھ زندہ آسکیں۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر جیسے بھی ممکن ہو انہیں ہر حال میں ہلاک کر دو۔ دنیا مانے یا نہ مانے لیکن ہمارے لئے یہ ایڈوائسج ہو جائے گا کہ ہم نے دنیا کے دو بڑے اور انتہائی سیکرٹ خطرناک ترین چیف ایجنٹس ہلاک کر دیئے ہیں۔ السلام کے ہلاک ہونے سے اس کی شدت پسند تنظیم کی کمر ٹوٹ جائے گی اور ایکسٹو کی ہلاکت سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی شدید نقصان پہنچے گا۔ ہو سکتا ہے ایکسٹو کے ہلاک ہوتے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ ایکسٹو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ختم ہو گئی تو ان سے اسرائیل ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔ ایسا بھی ہو جائے تو یہ ہماری بہت بڑی جیت ہو گی۔ ایکسٹو کے ہلاک ہونے کے بعد ہو سکتا ہے کہ ایکسٹو کی ہلاکت کا بدلہ لینے پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران یہاں آ جائے۔ ایسی صورت

اور“..... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”اوہ۔ سوری چیف۔ میرا مطلب ہے کہ ایسی کار کے ہونے کا مجھے گمان بھی نہیں تھا ورنہ میں اس کا کوئی اور انتظام کرتا۔ اور“..... گارج نے کہا۔
 ”کیا انتظام کر سکتے تھے تم۔ جو بھی انتظام کرنا ہے وہ تم اب بھی کر سکتے ہو۔ میں اس بات کو نہیں مان سکتا کہ ایکسٹو اور السلام جیسے چیف ایجنٹس اس طرح آسانی سے ہلاک ہو جائیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور خاص طور پر عمران جیسا انسان جب اسرائیل میں آ کر دندناتا پھرتا ہے تو اسے بھی ہر ممکن طریقے سے ہلاک کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں اور متعدد بار اس بات کی تصدیق بھی ہو گئی تھی کہ وہ سب یقینی طور پر ہلاک ہو گئے ہیں لیکن پھر اچانک پتہ چلتا ہے کہ وہ سب نہ صرف زندہ ہیں بلکہ نہایت تیزی سے اپنا مشن پورا کر کے اسرائیل سے نکل بھی گئے ہیں اور پھر یہاں تو خود سیکرٹ سروس کا چیف موجود ہے۔ چیف ایکسٹو۔ جس کے ساتھ السلام جیسا خطرناک اور فعال دوسرا چیف ایجنٹ ہے۔ اور“..... چیف نے کہا۔
 ”لیس چیف۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی آج تک عمران اور اس کا ایک ساتھی بھی ہمارے ہاتھوں ہلاک نہیں ہوا ہے تو پھر یہ چیف ایجنٹس اس قدر آسانی سے کیسے ہلاک ہو سکتے ہیں۔ اور“..... گارج نے چیف کی دلیل سے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

میں ہم انہیں اور زیادہ آسانی سے پکڑ سکتے ہیں۔ اور ہاں انہیں دریا کے مخالف بھاؤ کی طرف بھی تلاش کرو۔ اگر ان کی کار دریا میں چل سکتی ہے تو پھر مجھے یقین ہے کہ وہ تم سے بچنے کے لئے ہمارے ساتھیوں کی لاشوں کے ساتھ دریا کے بھاؤ کے ساتھ نہیں بلکہ دریا کی مخالف سمت میں گئے ہوں گے۔ اور..... چیف نے کہا۔

”لیس چیف۔ یہ سب ممکن ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آئے یا نہ آئے لیکن عمران ایسا ضرور کر سکتا ہے۔ وہ ایکسٹو کی ہلاکت کا ہم سے بدلہ لینے یہاں ضرور آئے گا اور جب یہاں ایکسٹو کے ساتھ السلام جیسا لیڈر بھی ہلاک ہو جائے گا تو عمران السلام کی بنائی ہوئی سائنسی چیزیں بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔ ان دونوں چیف ایجنٹوں کی بہ نسبت اسے زندہ پکڑنا ہمارے لئے زیادہ آسان ہو گا۔ اور..... گارج نے کہا۔

”تو پھر جو ممکن ہو سکتا ہے وہ کرو۔ اب میں تمہیں اس بات کا پابند نہیں کرتا کہ اب ایکسٹو یا السلام زندہ تمہارے ہاتھ آئیں۔ اور..... چیف نے کہا۔

”تھینک یو چیف۔ یہ سب کہہ کر آپ نے میرا مورال بلند کر دیا ہے۔ زندہ پکڑنے سے انہیں ہلاک کرنا میرے لئے زیادہ آسان ہے۔ ان کی ہارڈ بلٹ جس قدر مرضی ہارڈ ہو۔ اس پر ایٹم بموں کا بھی اثر نہ ہو سکتا ہو لیکن میرے خیال میں ایئر ہاکس کی

بلاسٹرز ریز کے سامنے ہارڈ بلٹ کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔ بلاسٹرز ریز سے ہم پہاڑ کے پہاڑ تباہ کر سکتے ہیں پھر اس ریز کے سامنے بھلا ہارڈ بلٹ کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اور..... گارج نے ایکسٹو اور السلام کی ہلاکت کی اجازت ملتے ہی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہو۔

”لیس۔ یہ ٹھیک ہے۔ جہاں بھی وہ کار نظر آئے اس پر ایئر ہاکس سے بلاسٹرز ریز فائر کرا دو۔ اس ریز سے کار کے پرچے اڑ جائیں گے اور کار میں موجود ایکسٹو اور السلام بھی سلامت نہیں رہیں گے۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں یہ دیکھنا ہو گا کہ وہ کار لے کر دریا سے کہاں سے اور کیسے نکلتے ہیں۔ اور..... چیف نے کہا۔

”لیس چیف۔ اس کے لئے میں ایئر میس سے رابطہ کرتا ہوں۔ میں یہاں ہر طرف نانن تھری بم برساتا ہوں۔ نانن تھری ریز سے اس کار کے بارے میں فوراً پتہ چل جائے گا جس میں اسلحہ اور بارود چھپایا گیا ہو گا۔ جیسے ہی ایسی کسی کار کا پتہ چلے گا ہم اس پر فوری طور پر ایئر ہاکس سے ایک کر دیں گے۔ اور..... گارج نے کہا۔

”اوکے۔ جب تم کامیاب ہو جاؤ تو مجھ سے خود ہی رابطہ کر لینا اور اس بار تمہیں مجھے صرف کامیابی کی رپورٹ دینی ہے۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں۔ اور..... چیف نے ایک بار پھر سخت لہجہ اپناتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اس بار آپ کو ایکسٹو اور السلام کی یقینی ہلاکت کی خبر دوں گا۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے مجھے اب کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے میں کروں گا۔ اور“..... گارج نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”گنڈ لک اینڈ اور اینڈ آل“..... چیف نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ گارج نے رابطہ ختم ہوتے ہی اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بدل کر ایئر میس سے رابطہ کرنا شروع ہو گیا۔ میس کمانڈر سے بات کر کے اس نے فوری طور پر چند ایئر ہاکس کو یہاں بھیجنے کی ہدایات دیں اور پھر اس نے ڈی فورس گروپ کے انچارج گیرن سے رابطہ کر کے اسے ہدایات دینی شروع کر دیں۔ اب وہ ہیلی کاپٹر سے دریا کے کناروں کی چیکنگ کر رہا تھا لیکن ابھی تک اسے وہاں کوئی کار دکھائی نہیں دی تھی۔ آدھے گھنٹے کے بعد دریا پر آٹھ فائٹر طیارے پہنچ گئے۔ گارج نے ان طیاروں کے اسکوادرن لیڈر سے رابطہ کیا اور پھر اس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ان طیاروں نے دریا اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں نائن تھری بم برسانے شروع کر دیئے جو کلکسٹر بموں سے مشابہت رکھتے تھے۔

طیاروں نے وہاں بمیںوں بم گرائے تھے۔ ان بموں سے نکلنے والی ریز ایک سو کلومیٹر کے قطر میں پھیل سکتی تھی۔ اس دائرے میں کوئی بھی گن شپ طیارہ، ہیلی کاپٹر یا ہارڈ بلٹ جیسی کار ہوتی اس

کے بارے میں پتہ چل سکتا تھا۔ کار کو باقاعدہ ان ایئر ہاکس کی مدد سے ہی سرچ اور مانیٹر کیا جا سکتا تھا۔ بم برسانے کے بعد طیارے تیزی سے مختلف سمتوں میں پرواز کر گئے تھے۔

”ہیلو ہیلو۔ ایئر ہاک کمانڈر ہاسٹن کالنگ۔ اور“..... اچانک گارج کو ٹرانسمیٹر پر ایئر ہاک کے اسکوادرن لیڈر کی آواز سنائی دی۔

”یس ہاسٹن۔ گارج انڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور“۔ گارج نے کال انڈ کر کے تیز اور انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہم نے ایک گن شپ کار مارک کی ہے جناب۔ کار میں خطرناک اسلحہ موجود ہے۔ مگر اس کار کا رنگ سرخ نہیں بلیو ہے۔ اور“..... ہاسٹن نے کہا۔

”اوہ۔ کہاں ہے وہ کار اور اس کی ساخت کیسی ہے۔ اور“..... گارج نے بری طرح سے چوکتے ہوئے پوچھا۔

”کار اسپورٹس کار جیسی ہے۔ اس کے ٹاپ پر ہائپر مشین گن اور میزائل جیسے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ کار کے مختلف حصوں میں بھی مشین گنیں اور میزائل لانچر موجود ہیں۔ کار لاکاس قبضے کی طرف سے نکل کر تل ایبب کی طرف جا رہی ہے۔ اور“۔ ہاسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لاکاس قبضے کی طرف سے۔ اس طرف لاکاس جنگل بھی ہے

ہمارا راڈار سسٹم کچھ بتا رہا ہے اور نہ ہی طیارے میں لگے ہوئے کیمروں میں کار دکھائی دے رہی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے اس کار کے گرد کسی خاص ریز کا حصار ہو جس کی وجہ سے کیمرے کی کوئی آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی ہے۔ اور“..... ہاسٹن نے کہا۔

”تعب ہے۔ یہ لوگ کیا سائنس کی ترقی میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ ہمیں ڈانج دینے اور نقصان پہنچانے کے نئے نئے اور جدید طریقے استعمال کرنا شروع ہو گئے ہیں“..... گارج نے ایک بار پھر بڑبڑا کر کہا۔

”اگر راڈار سسٹم اور کیمرے پر تمہیں وہ کار دکھائی نہیں دے رہی ہے تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اس کار میں اسلحہ اور بارود موجود ہے۔ اور“..... گارج نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”نائن تھری ریز کی چیکنگ کے لئے الگ سکرین ہوتی ہے جناب۔ اس سکرین کی مدد سے ہی ہم خفیہ جنگیوں پر چھپے ہوئے اسلحے کو چیک کرتے ہیں۔ اور“..... ہاسٹن نے اس انداز میں کہا جیسے وہ کسی ان پڑھ انسان کے تاج میں اضافہ کر رہا ہو۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کیا وہ کار تمہارے ٹارگٹ پر ہے۔ اور“..... گارج نے سر جھٹک کر پوچھا۔

”نیں سر۔ ہم اسی راستے کی طرف پرواز کر رہے ہیں جس طرف کار جا رہی ہے۔ اور“..... ہاسٹن نے کہا۔

نا۔ اور“..... گارج نے بری طرح سے چوکتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں جناب۔ جنگل کے عقب میں وہ دریا بھی ہے جہاں آپ موجود ہیں۔ اور“..... ہاسٹن نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ مجھے یاد آیا۔ اس جنگل کی طرف دریا کا جو کنارہ ہے وہ خاصا چوڑا اور سٹا ہے۔ اس طرف کا کنارہ ریتیلہ بھی ہے جہاں چھیرے مچھلیاں پکڑنے کے لئے دریا میں بھی اتر جاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ریڈ کار اسی کنارے سے نکلے ہے۔ اور“..... گارج نے بری طرح سے چوکتے ہوئے کہا۔

”یہ تو میں نہیں جانتا جناب کہ وہ کس کنارے سے نکلی ہے لیکن آپ نے ہمیں جس کار کے حوالے سے بات کی تھی وہ ہمیں مل گئی ہے البتہ اس کا رنگ ریڈ نہیں بلیو ہے۔ اور“..... ہاسٹن نے کہا۔

”ہونہر۔ وہ ہارڈ بلٹ ہی ہے۔ جس کار میں اتنی خوبیاں ہوں اس میں یہ خوبی بھی تو ہو سکتی ہے کہ اس کا رنگ بھی فوراً بدلا جا سکے“..... گارج نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کیا تم یہ مانیٹر کر سکتے ہو کہ اس کار میں کتنے افراد موجود ہیں۔ اور“..... گارج نے ایک لمحہ توقف کے بعد پوچھا۔

”نہیں جناب۔ ہم نائن تھری ریز کی مدد سے کار اور خفیہ عمارتوں میں چھپے ہوئے اسلحے کے سوا کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ اور میں آپ کو ایک بات اور بتا دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم اس بلیو کار کو ڈائریکٹ تو دیکھ سکتے ہیں لیکن اس کار کے بارے میں نہ تو

”اوکے۔ اس کار پر بلاسٹریز فائر کرو اور اسے تباہ کر دو۔
 ابھی۔ فوراً۔ اوور“..... گارج نے اس بار چیخے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”ٹھیک ہے جناب۔ ویٹ۔ اوور“..... ہاسٹن کی جوابی آواز
 سنائی دی اور چند لمحوں کے لئے ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔
 ”کیا آپ آن لائن ہیں جناب۔ اوور“..... چند لمحوں کے بعد
 ہاسٹن کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ بولو۔ کیا ہوا ہے۔ اوور“..... گارج نے بڑے اشتیاق
 بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میں نے بلیو سپورٹس جیسی کار پر ریڈ بلاسٹریز فائر کر دی ہے
 جناب۔ ٹارگٹ ہٹ ہو گیا ہے۔ اوور“..... ہاسٹن نے کہا اور
 ہاسٹن کا جواب سن کر گارج کے چہرے پر جیسے رنگوں کی برسات ہو
 گئی۔ اس کا چہرہ انتہائی مسرت سے کھل اٹھا تھا۔

”کیا تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی ٹارگٹ ہٹ ہو گیا ہے۔
 اوور“..... گارج نے مسرت سے لرزتے ہوئے اور یقین نہ آنے
 والے انداز میں پوچھا۔

”ہاں جناب۔ میں نے کار کو ڈائریکٹ بلاسٹریز سے نشانہ بنایا
 ہے۔ سڑک پر آگ اور دھول کے بادل پھیلے ہوئے ہیں جن میں
 اس کار کے سینکڑوں ٹکڑے موجود ہیں۔ اوور“..... ہاسٹن نے کہا تو
 گارج کے چہرے پر گہرا اطمینان آ گیا۔

”گڈ نیوز۔ ویری گڈ نیوز ہاسٹن۔ تم نے واقعی بہت اچھا کام کیا

ہے۔ اب تم اپنے اسکوڈ کو لے کر واپس جا سکتے ہو۔ اوور اینڈ
 آل“..... گارج نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو بہت گریٹ نیوز ہے ہاس کہ ریڈ بلاسٹریز سے ہارڈ بلٹ کو
 تباہ کر دیا گیا ہے“..... پائلٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ چلو۔ لاکاس سے شہر جانے والی سڑک کی طرف چلو۔
 میں اس کار کے ٹکڑے اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔“ گارج
 نے کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اس نے لیور کھینچ کر ہیلی
 کاپٹر اوپر اٹھایا اور پھر وہ ہیلی کاپٹر گھماتا ہوا اس سڑک کی طرف
 بڑھ گیا جہاں ایئر ہاس نے ہارڈ بلٹ کو ٹارگٹ کیا تھا۔

ہیو لے جیسا دکھائی دے رہا تھا۔

”ہاں میں ٹھیک ہوں۔ لیکن یہ کیا ہوا تھا اور یہ سرخی“..... ایکسٹو نے فوری طور پر خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”ہم پریڈ بلاسٹر ریز فار کی گئی تھی چیف۔ لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہارڈ بلٹ اس خوفناک ریز کا دھماکا بھی برداشت کر گئی ہے۔ ریز بلاسٹر ریز سے بچنے کے لئے میں نے کار کو بریکیں لگا دیں تھیں جس کی وجہ سے کار کو زور دار جھٹکا لگا تھا اور آپ کا جسم اچھل کر ڈیش بورڈ سے اور سرورڈ سکرین سے ٹکرا گیا تھا کی وجہ سے آپ کی آنکھوں کے سامنے سرخی آ گئی تھی۔ لیکن میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں کہ ہم ریز بلاسٹر کے خوفناک حملے سے محفوظ رہے ہیں۔ اس ریز سے نہ ہمیں کوئی نقصان ہوا ہے اور نہ ہی کار کو البتہ کار کے ارد گرد سڑک بری طرح سے تباہ ہو گئی ہے جس کے ٹکڑے چاروں طرف پھیل گئے ہیں اور سڑک پر آگ اور سیاہ دھواں پھیل گیا ہے جس میں ہماری کار پھٹی ہوئی ہے۔“ پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ اس کا جسم زور سے اچھل کر ڈیش بورڈ سے اور سرورڈ سکرین سے ٹکرایا تھا اسی وجہ سے اسے اپنے جسم کے ٹکڑے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں کے سامنے سرخی سی چھا گئی تھی۔ اب اس کی آنکھوں کے سامنے سے سرخی تو چھٹ چلی تھی لیکن کار کے باہر سڑک پر جو آگ لگی ہوئی تھی وہ بے حد تیز اور سرخ تھی۔ یہ آگ

دھماکے کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ ایکسٹو کو اپنے کانوں کے پردے سے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اور جدید سپریشن ہونے کے باوجود جس طرح سے کار اچھلی تھی اور اسے زور دار جھٹکا لگا تھا اس سے ایکسٹو کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے واقعی ریز بلاسٹر کی وجہ سے کار کے پرچے اڑ گئے ہوں اور کار کے ساتھ اس کے بھی ٹکڑے ہو گئے ہوں۔ ایکسٹو کی آنکھوں میں تیز سرخی سی بھر گئی تھی۔

”آپ ٹھیک ہیں چیف“..... اچانک اسے پرنس چلی کی پریشان زدہ آواز سنائی دی۔ ایکسٹو نے زور سے سر جھٹکا تو اس کے معطل ہوتے ہوئے حواس جیسے اس کے قابو میں آ گئے۔ البتہ اس کی آنکھوں کے سامنے ابھی بھی تیز سرخ روشنی تھی۔ سرخ روشنی کی وجہ سے اسے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا پرنس چلی بھی سرخ

اس آگ سے کہیں زیادہ تیز تھی جو گارج کے فائر میزائل سے پیدا ہوئی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد ایکسٹو کی آنکھیں اس سرخ اور تیز روشنی میں دیکھنے کی عادی ہو گئیں۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی یہ اب تک کا ہونے والا سب سے بڑا اور خوفناک حملہ تھا جس سے تمہیں بھی خدشہ تھا کہ شاید ہارڈ بلٹ بلاسٹر ریز کے حملے کو نہیں جھیل سکے گی۔ لیکن یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوا ہے کہ کار ریڈ بلاسٹر ریز کے خوفناک دھماکے کو جھیل گئی ہے ورنہ اس کار کے ساتھ ہمارے بھی ٹکڑے بکھر گئے ہوتے“..... ایکسٹو نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور ہاتھ جوڑ کر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر بجالانا شروع ہو گیا۔

”ہم اس وقت سڑک کے گڑھے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اب ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔ کار کے پینڈے پر پاور سپرنگ لگے ہوئے ہیں۔ میں ان سپرنگوں کو اوپن کروں گا تو کار کو ایک زور دار جھٹکا لگے گا اور کار اچھل کر دائیں طرف جا گرے گی۔ یہ جھٹکا زور دار ہوگا اس لئے چیف آپ اور ڈی ایس تم سنبھل کر بیٹھنا۔ ہو سکتا ہے کار جھٹکے سے اچھل کر دوسری طرف گرے تو الٹ جائے۔“

پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو اور ڈی ایس نے اثبات میں سر ہل دئے۔ ان دونوں نے سیٹ بیلتس باندھ لیں اور سیٹوں کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑ لیا۔

پرنس چلی نے اپنا جسم سیٹ پر بھجایا۔ ایک ہاتھ سے اس نے سٹیئرنگ پکڑا اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کے دائیں طرف لگا ہوا ایک ہینڈل زور سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ جیسے ہی اس نے ہینڈل کھینچا کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ دوسرے لمحے کار اچھل اور ہوا میں رول ہوتی ہوئی دائیں طرف بڑھتی چلی گئی۔ اچھلنے کی وجہ سے کار نہ صرف گڑھے سے نکل آئی تھی بلکہ اس کے گرد پھیلی ہوئی آگ اور دھواں بھی ختم ہو گیا تھا۔

کار رول ہوتی ہوئی دائیں طرف موجود ریت پر گری۔ یہ ان کی قسمت ہی تھی کہ کار اٹھنے کی بجائے ریت پر پیہوں کے بل گری تھی۔ پوری قوت سے گرنے کی وجہ سے کار کے ٹائر ریت میں دھنس گئے تھے لیکن یہ دیکھ کر ایکسٹو، پرنس چلی اور ڈی ایس کے چہرے دمک اٹھے تھے کہ کار ریت پر صحیح سلامت تھی۔ ان کے بائیں جانب سڑک پر اب بھی سرخ آگ دکھائی دے رہی تھی اور سڑک پر ہر طرف پتھر ہی پتھر پھیلے ہوئے تھے۔

جیسے ہی کار ریت پر گری وہ تینوں سرگرم گھا کر کھلے آسمان کی جانب دیکھنے لگے لیکن اب ایئر ہکس وہاں نہیں تھے وہ شاید کار پر ریڈ بلاسٹر ریز کا حملہ کرتے ہی وہاں سے نکل گئے تھے۔ چونکہ کار آگ اور دھواں میں چھپ گئی تھی اس لئے شاید انہیں یقین آ گیا تھا کہ انہوں نے کار ہٹ کر دی ہے اس لئے وہ وہاں سے نکل گئے تھے اور یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ سڑک پر دور نزدیک کوئی دوسری

گاڑی نہیں تھی۔

”ایئر ہاکس شاید یہ سمجھ کر یہاں سے چلے گئے ہیں کہ انہوں نے ہمیں ہٹ کر دیا ہے۔ لیکن ہمیں زیادہ خوش نہیں ہونا چاہئے۔ گارج یا اس کی فورس جلد ہی یہاں آ سکتی ہے۔ جب تک وہ یہاں ہماری کار نہیں دیکھ لیں گے انہیں یقین نہیں آئے گا۔ اس لئے ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے“..... ایکسٹو نے کہا۔ ابھی ایکسٹو نے اتنا ہی کہا تھا کہ انہیں پیپ سنائی دی اور سکرین پر راڈار سکرین ابھر آئی۔ اس بار راڈار سکرین کے ڈائل پر ایک نقطہ تیزی سے آگے بڑھتا دکھائی دے رہا تھا۔

”گلتا ہے یہ گارج کا ہیلی کاپٹر ہے اور وہ کار کے تباہ ہونے کی تصدیق کرنے کے لئے یہاں آ رہا ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔ ”تو نکلیں یہاں سے باس۔ جب تک گارج کا ہیلی کاپٹر یہاں آئے گا ہم شہر پہنچ چکے ہوں گے۔ ہم یہاں سے نکل جائیں گے تو گارج اس آگ کو دیکھ کر یہی سمجھے کہ اس کے ایئر ہاکس نے ہمیں ٹارگٹ کر دیا ہے۔ تب وہ اپنا ہیلی کاپٹر لے کر اپنے یا ڈاگ ایجنسی کے مین ہیڈ کوارٹر چلا جائے گا۔ ایک بار اس بات کا پتہ چل جائے کہ ڈاگ ایجنسی کا مین ہیڈ کوارٹر کہاں ہے تو ہم وہاں حملہ کرنے کے لئے ڈائریکٹ پہنچ جائیں گے“..... ڈی ایس نے کہا۔

”نو۔ ہیلی کاپٹر خاصا تیز رفتار ہے۔ اگر ہم ریت کے میدان یا سڑک کی طرف گئے تو شہر پہنچنے سے پہلے ہیلی کاپٹر سے ہمیں دیکھا

جا سکتا ہے۔ اس لئے ہم فی الحال خود کو یہیں روپوش کر لیتے ہیں“..... پرنس چلی نے کہا۔

”یہاں روپوش۔ میں سمجھا نہیں۔ ہم یہاں کیسے روپوش ہو سکتے ہیں“..... ایکسٹو نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ایسے“..... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے

بریک پر بیر رکھتے ہوئے کار کے سپیڈ پیڈل پر دباؤ ڈال دیا۔ سپیڈ پیڈل پر جیسے ہی اس نے بیر رکھا کار کے چھپلے ٹائر تیزی سے گھومنے لگے اور ٹائروں کے نیچے موجود ریت اُڑا کر کار پر گرنا شروع ہو گئی۔ کچھ ہی دیر میں کار پر جیسے ریت کا غلاف سا چڑھ گیا۔ پرنس چلی نے کھرچنیچ کرنے والا مٹن پریس کر کے کار کا رنگ بھی ریت جیسا بنا لیا تھا۔ اب ریت پر ایک چھوٹا سا ٹیلہ دکھائی دے رہا تھا جسے کم از کم بلندی سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ البتہ اگر گارج کا ہیلی کاپٹر دس پندرہ فٹ کی بلندی پر آ جاتا تب وہ اس کار کی موجودگی چیک کر سکتا تھا اس سے زیادہ بلندی پر کار کو نہیں دیکھا جا سکتا تھا اور پرنس چلی کو یقین تھا کہ سڑک پر جس قدر آگ بھڑک رہی ہے گارج ہیلی کاپٹر زیادہ نیچے لانے کی کوشش نہیں کرے گا کیونکہ تیز آگ سے ہیلی کاپٹر کے فیول ٹینک بھی بیٹھ اپ ہو سکتا ہے جس سے فیول ٹینک میں گیس بڑھ سکتی ہے اور یہ گیس فیول ٹینک بلاسٹ کر کے ہیلی کاپٹر تباہ کر سکتی ہے۔

کچھ ہی دیر میں انہوں نے سکرین پر ایک گمن شپ ہیلی کاپٹر کو

اس طرف آتے دیکھا۔ ہیلی کا پٹر دیکھتے ہی وہ پہچان گئے۔ یہ واقعی گارج کا ہی ہیلی کا پٹر تھا۔ جس کے نیچے تباہ شدہ مشین گن لنک رہی تھی۔ ہیلی کا پٹر سوفٹ کی بلندی پر تھا اور سڑک پر بھڑکتی ہوئی آگ کے ارد گرد منڈلاتا شروع ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک ہیلی کا پٹر سرخ آگ کے گرد منڈلاتا رہا پھر انہوں نے ہیلی کا پٹر بلندی کی طرف جانے کے بعد دائیں طرف جاتے دیکھا۔

”وہ واپس جا رہا ہے“..... ڈی ایس نے سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسے بلندی پر ہونے اور سڑک پر ہر طرف آگ ہونے کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دیا ہوگا اس لئے وہ یہاں سے جا رہا ہے۔ وہ شاید یہی سمجھ رہا ہے کہ ہماری کار واقعی بلاسٹ ہو گئی ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہاں جلد ہی سرچنگ ٹیم بھیجے گا جو اس بات کی تصدیق کریں گے کہ ہارڈ بلٹ تباہ ہوئی ہے یا نہیں۔“

پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سرچ ٹیم زمینی راستے سے آئے گی اور انہیں یہاں آنے میں خاصا وقت لگے گا۔ اس لئے ہم اب بے فکری سے شہر کی طرف ج سکتے ہیں“..... ڈی ایس نے کہا۔

”واپس جانے کی بجائے کیوں نہ ہم اس ہیلی کا پٹر کا تعاقب کریں“..... اچانک ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی اور ڈی ایس ایک ساتھ چوٹک پڑے۔

”ہیلی کا پٹر کا تعاقب۔ کیسے“..... پرنس چلی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہیلی کا پٹر دائیں طرف جا رہا ہے۔ ریت کا یہ میدان بے حد وسیع و عریض ہے۔ اس میدان کے دوسری طرف صحرا ہے جو اسرائیل کے ہمسایہ ملک موگار تک پھیلا ہوا ہے۔ ہیلی کا پٹر جس سمت جا رہا ہے اس سے مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ ہیلی کا پٹر یا تو صحرا کی طرف جا رہا ہے یا پھر صحرائی علاقے سے نکل کر موگار کی طرف اور جہاں تک میری عقل کام کرتی ہے۔ موگار کی سرحدی پٹی پر اسرائیلی فورس کو دور رکھنے کے لئے انتہائی سخت انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس طرف اسرائیل کے طیارے بھی جانے کی حماقت نہیں کرتے ورنہ وہ موگار کی سرحدی پٹی پر لگی ہوئی اینٹی ایئر کرافٹ گنتوں اور ایئر کرافٹ میزائلوں کا شکار بن جاتے ہیں اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ گارج کا ہیلی کا پٹر صحرا کی طرف ہی جا رہا ہے۔ شاید اس کا یا پھر بلیک ڈاگ کا خفیہ ہیڈ کوارٹر اسی صحرا میں کہیں موجود ہو۔ اگر ہم اس ہیلی کا پٹر کا تعاقب کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم واقعی اس کے یا پھر ڈاگ ایجنسی کے مین ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جائیں“..... ایکسٹو نے کہا۔

”اوہ۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں چیف۔ میرا تو اس بات کی طرف دھیان ہی نہیں گیا تھا“..... پرنس چلی نے کہا۔

”چلو اب تو پتہ چل گیا ہے نا تمہیں“..... ایکسٹو نے کہا۔

جا چکا تھا۔ پرنس چلی نے کار کے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر کے ایک ڈائل سا گھمایا تو کار اچانک اس بری طرح سے لرزی جیسے کسی انسان کو خوف سے پھریری سی آتی ہے۔ کار کی اس لرزش سے کار کے اوپر پڑی ہوئی ساری ریت جھڑ کر گر گئی۔

”تم کمپیوٹر کی مدد سے سٹار ٹریک کنٹرول کرو اور چپک کرو کہ ہیلی کاپٹر کہاں جاتا ہے۔ میں کار سنبھالتا ہوں“..... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پرنس چلی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر کار سے باہر نکل گیا۔ ایکسٹو بھی کار سے باہر آیا اور پھر دونوں کار کے فرنٹ سے ہوتے ہوئے دائیں بائیں آگئے۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ ایک بار پھر ایکسٹو کے ہاتھ میں تھی جبکہ پرنس چلی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا اور اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے موجود خانے سے لیپ ٹاپ کمپیوٹر نکال لیا۔ پرنس چلی کے کہنے پر ایکسٹو نے کنٹرول پینل کے چند بٹن پریس کئے تو کار کے ٹائروں پر پٹیاں سی چڑھتی چلی گئیں۔ یہ بیلٹ نما پٹیاں تھیں جو عموماً ٹینکوں کے پہیوں پر لگی ہوتی تھیں جن کی مدد سے ٹینک ریت پر، ٹھوس زمین پر اور اونچے نیچے راستوں پر بھی آسانی سے دوڑ سکتے تھے۔ ایکسٹو نے کار کا انجن سٹارٹ کیا اور پھر اس نے کار کو موڑ کر صحرائی میدان میں دوڑانا شروع کر دیا۔ کار کا رنگ اب چونکہ ریت کے رنگ جیسا تھا اس لئے اسے کم از کم فضا سے نہیں دیکھا جاسکتا تھا لیکن چونکہ کار تیزی سے دوڑ رہی تھی اس لئے اس کے ٹائروں کی

”یس چیف“..... پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا کر انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”یہ بتاؤ کہ کیا یہ کار ریت کے سمندر میں اس قدر تیزی سے دوڑ سکتی ہے کہ ہیلی کاپٹر کا مقابلہ کر سکے اور وہ بھی اس ہیلی کاپٹر کا جو پانچ سو سے ایک ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہا ہے۔ پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہیلی کاپٹر سے کار کو صحرا میں دوڑتے ہوئے دیکھ لیا جائے۔ میں مانتا ہوں کہ تم نے کار کا رنگ بدل لیا ہے مگر اس کے تیز رفتاری سے دوڑنے کی وجہ سے پیچھے ریت کا جو طوفان اڑے گا کیا اس سے ہیلی کاپٹر میں موجود افراد متوجہ نہیں ہوں گے۔“ ایکسٹو نے کہا۔

”ہم ہیلی کاپٹر کے نزدیک جانے کی کوشش نہیں کریں گے کہ ہمیں ریت اڑاتے دیکھ لیا جائے۔ یہ جس طرف جا رہا ہے ہم اسی طرف سفر کریں گے اور چیف آپ شاید بھول گئے ہیں کہ اس ہیلی کاپٹر پر ٹریک سٹار لگا ہوا ہے۔ میں ٹریک سٹار سے اس ہیلی کاپٹر پر نظر رکھوں گا جس سے اس کی منزل کا نشان ڈھونڈنے میں کوئی وقت نہیں ہوگی“..... پرنس چلی نے کہا۔

”ادہ ہاں۔ یہ مناسب رہے گا۔ اگر گارج یا بلیک ڈاگ ہیڈ کوارٹر اسی صحرا میں ہوا تو ہم اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے وہاں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا“..... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گارج یا بلیک ڈاگ دور

بیبیوں کے نیچے سے ریت بری طرح سے اُڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

گارچ ہیلی کاپٹر لے کر دور جا چکا تھا اب وہ انہیں دغہ سکین سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پرنس چلی مسلسل کمپیوٹر پر کام کر رہا تھا۔ کمپیوٹر پر کام کرتے ہوئے وہ ایکسو کو ساتھ ساتھ آگاہ کرتا جا رہا تھا کہ اسے کدھر جانا ہے۔ صحرائی میدان جلد ہی ختم ہو گیا۔ اس سے کچھ آگے ایک طویل صحرا تھا۔ ایکسو نے پرنس چلی کے کہنے پر کار اس صحرا میں داخل کر دی۔ صحرا میں داخل ہوتے ہی ایکسو نے کارفل سپیڈ سے صحرا میں دوڑائی شروع کر دی۔ کار کی تیز رفتاری کی وجہ سے ریت کا ایک طوفان سا اٹھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ صحرا کس قدر طویل ہے“..... ایکسو نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے پرنس چلی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اس صحرا کی لمبائی چوڑائی کئی سو کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس صحرا کی لمبائی سولہ سو کلومیٹر ہے اور چوڑائی چھ سو ساٹھ کلومیٹر تک ہے جس کے آخری ساٹھ کلومیٹر کے بعد موگار کی سرحد شروع ہو جاتی ہے“..... پرنس چلی نے جواب دیا۔

”ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ لمبائی کی طرف یا چوڑائی کی طرف“..... ایکسو نے پوچھا۔

”ہیلی کاپٹر لمبائی کے راستے پر پرواز کر رہا ہے اور ہم اسی کے

پیچھے ہیں“..... پرنس چلی نے جواب دیا۔

”کیا تم اپنے سافٹ ویئر سے یہ معلوم نہیں کر سکتے ہو کہ ہیلی کاپٹر ہم سے کتنے فاصلے پر ہے اور اس کی بلندی کتنی ہے“۔ ایکسو نے پوچھا۔

”ہیلی کاپٹر اس وقت ہم سے پچاس کلومیٹر آگے ہے اور اس کی بلندی آٹھ سو فٹ ہے“..... پرنس چلی نے جواب دیا۔

”جس طرف ہم سفر کر رہے ہیں۔ اس کے دوسرے سرے پر کون سا شہر یا ملک ہے“..... ایکسو نے پوچھا۔

”یہ سارا صحرا اسرائیل میں واقع ہے اور اس کے دوسرے سرے پر کاپاس نای شہر ہے۔ کاپاس اسرائیل کا چوتھا بڑا شہر سمجھا جاتا ہے“..... پرنس چلی نے جواب دیا۔

”کہیں ایسا تو نہیں کہ گارج کاپاس سے ہی آیا ہو اور اس صحرائی راستے سے واپس وہیں جا رہا ہو“..... ایکسو نے پوچھا۔

”نہیں۔ اگر گارج کاپاس سے آیا ہوتا تو اسے کاپاس واپس جانے کے لئے صحرا کا طویل راستہ نہ اختیار کرنا پڑتا۔ وہ اگر قتل ایبیب کا شالی مغربی راستہ اختیار کرتا تو اس سے آدھے سفر پر ہی وہ کاپاس پہنچ سکتا تھا“..... پرنس چلی نے جواب دیا۔

”مطلب یہ کہ گارج صحرا میں ہی کہیں جا رہا ہے“..... ایکسو نے کہا۔

”نیں چیف“..... پرنس چلی نے جواب دیا۔ ایکسو پرنس چلی

کے بارے میں ایک خاص بات کافی دیر سے نوٹ کر رہا تھا۔ پرنس چلی، ایکسٹو کی ہر بات کا جواب نہایت سوچ سمجھ کر اور انتہائی محتاط انداز میں دیتا تھا۔ عمران نے اس کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ بے حد باتونی اور تیز طرار ہے اور اس کی باتوں میں ہنسی مذاق بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر جس انداز میں عمران سے بات کی تھی اس سے ایکسٹو کو یہ اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ پرنس چلی عمران سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں تھا۔ وہ ہنسی مذاق کرنے میں عمران جیسا ہی تھا۔ پرنس چلی نے ایک دو بار اس سے بھی ہنسی مذاق کرنے والے انداز میں باتیں کی تھیں لیکن ہنسی مذاق کی باتیں کرتے ہوئے بھی وہ انتہائی احتیاط سے کام لیتا تھا۔ ایکسٹو کے چہرے پر اطمینان تھا جیسے وہ جانتا ہو کہ پرنس چلی اس سے اس قدر محتاط انداز میں کیوں باتیں کرتا ہے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ پرنس چلی اور ڈی ایس بلیک زیرو کی ایکسٹو کی حیثیت سے مرعوب ہو اسی لئے وہ اس سے قدرے محتاط رویے سے بات کرتا ہو۔ ڈی ایس تو پرنس چلی سے بھی زیادہ محتاط اور کم گو نظر آتا تھا وہ زیادہ تر پرنس چلی کی باتوں کا ہی جواب دیتا تھا۔ اس نے ایکسٹو کی بھی باتوں کا جواب دیا تھا لیکن اس میں خاموشی کا عنصر زیادہ تھا۔

ایکسٹو، پرنس چلی کے کہنے پر کار مسلسل صحوا میں دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ اس نے ایکسٹو کو بتایا تھا کہ یہ خاموش صحراؤں میں سے ایک ہے جو گرم تو ہوتا ہے لیکن اس صحرا میں طوفان نہیں آتے اور

نہ ہی اس صحرا میں خطرناک چٹانی علاقے اور پہاڑیاں موجود ہیں جو ریت تلے چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس صحرا میں سوائے شدید گرمی پڑنے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ دور تک صحرا سپاٹ اور خاموش دکھائی دے رہا تھا جیسے اس صحرا میں کبھی بھول کر بھی کوئی جاندار نہ آیا ہو۔

شام کے سائے ڈھلنا شروع ہو گئے تھے لیکن چونکہ یہ سپاٹ صحرا تھا اس لئے یہاں اس وقت تک اندھیرا نہیں ہوتا تھا جب تک کہ سورج اپنی کرہیں سمیٹ کر مکمل طور پر غروب نہ ہو جاتا۔ صحرا کا آسمان بالکل صاف شفاف تھا۔ عام طور پر وہاں چاند نکلا رہتا تھا جس کی وجہ سے صحرا میں روشنی سی بکھری رہتی تھی لیکن ان دنوں چاند کی آخری تاریخیں تھیں اس لئے جیسے ہی سورج غروب ہونا شروع ہوا وہاں تیزی سے اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا۔

ایکسٹو نے کار کی ہیڈ لائٹس آن نہیں کی تھیں۔ اسے چونکہ پرنس چلی نے کار کے تمام فنکشنز سمجھا دیئے تھے اس لئے ایکسٹو نے کنٹرول پینل کے چند بٹن پریس کئے تو اچانک ونڈ سکرین پر ہلکی ہلکی روشنی پھیل گئی۔ اس روشنی کی وجہ سے اب ایکسٹو کسی ویژنل سکرین کی طرح دور تک صحرا میں آسانی سے دن کی روشنی کی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔ پرنس چلی نے ایکسٹو کو بتایا کہ اس کار کی ونڈ سکرینیں بھی خصوصی طور پر بنائی گئی تھیں تاکہ ان سے گھپ اندھیرے میں بھی باہر کا ماحول آسانی سے دیکھا جاسکے اور نائٹ

ساتھ ساتھ اس نخلستان میں ہر طرف نرم جھاڑیاں بھی اگی ہوئی ہیں جن سے ہر وقت زہریلی گیس خارج ہوتی رہتی ہے۔ زہریلی گیس اس قدر خطرناک ہے کہ اس کی زد میں آنے والا انتہائی خطرناک اور جان لیوا مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اس نخلستان میں کوئی نہیں جاتا۔ وہاں زہر پیدا کرنے والی جھاڑیوں کو کئی مرتبہ تلف کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن تلف کرنے کے باوجود جھاڑیاں راتوں رات اگ آتی تھیں جس کی وجہ سے اس علاقے کو ڈیڑھ ویلی قرار دے دیا گیا تھا اور حکومت کی طرف سے اس علاقے میں ہر خاص و عام کے جانے پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ شروع شروع میں اس علاقے پر سخت سیکورٹی تعینات کی گئی تھی۔ سیکورٹی فورس کے افراد ڈیڑھ ویلی سے کافی دور رہتے تھے تاکہ اس طرف اگر کوئی بھول بھلک کر آ جائے تو وہ اسے اس نخلستان یا ڈیڑھ ویلی سے دور رکھ سکیں لیکن پھر آہستہ آہستہ پورے اسرائیل کو اس ڈیڑھ ویلی کی حقیقت کا علم ہو گیا اس لئے اب کوئی بھی اس علاقے کی طرف نہیں جاتا ہے۔ اب اس علاقے سے سیکورٹی بھی ختم کر دی گئی ہے..... اس بار پرنس جلی کی جگہ ڈی ایس نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ڈاک ابجیسی کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کے لئے اس سے مناسب جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ ہو سکتا ہے زہریلی جھاڑیوں کی آڑ میں انہوں نے ہی یہاں اپنا ہیڈ کوارٹر بنانے کا یہ سارا ڈرامہ رچایا ہو..... ایکسٹو نے کہا۔

آپریشن کے دوران انہیں کم سے کم ہیڈ لائٹس آن کرنی پڑیں۔ وڈ سکرین پر جو روشنی پھیلی ہوئی تھی اس روشنی کو بھی کار کے اندر سے دیکھا جاسکتا تھا۔ باہر سے نہ تو سکرین دکھائی دیتی تھی اور نہ ہی اس کی روشنی۔

”ہم اب تک چھ سو کلو میٹر کا سفر کر چکے ہیں اور ہمیں ابھی مزید ساٹھ کلو میٹر آگے جانا ہے..... پرنس جلی نے کہا۔

”ساتھ کلو میٹر۔ کیا ہیلی کاپٹر کہیں لینڈ کر گیا ہے..... ایکسٹو نے چونک کر پوچھا۔

”لیس چیف۔ ہیلی کاپٹر صحرا کے وسطی حصے میں اترا ہے۔“ پرنس جلی نے جواب دیا۔

”اوہ۔ ہیلی کاپٹر صحرا کے کس حصے میں اترا ہے۔ کیا اس کا پتہ نہیں لگایا جاسکتا..... ایکسٹو نے چونک کر پوچھا۔

”میں نے سافٹ ویئر کے ساتھ اس صحرا کو پورا نقشہ آن کر رکھا ہے چیف۔ نقشے کے مطابق ہیلی کاپٹر صحرا کے جس حصے میں اترا ہے یہ علاقہ چینیل اور ٹھوس پہاڑی علاقے پر مشتمل ہے۔ اس علاقے کے دو اطراف پہاڑیاں ہیں۔ صحرا ان پہاڑیوں کے درمیان سے ہوتا ہوا گزرتا ہے۔ جن پہاڑیوں کے پاس یہ ہیلی کاپٹر اترا ہے وہاں ایک کافی بڑا نخلستان ہے۔ لیکن اس نخلستان میں کوئی نہیں آتا جاتا۔ اس نخلستان کو ڈیڑھ ویلی کہا جاتا ہے۔ وہاں سبزہ، پانی اور ضروریات زندگی کی بہت سی سہولیات موجود ہے لیکن ان کے

”ہاں یہ ممکن ہے۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے کہ وہاں جان بوجھ کر ایسی جھاڑیاں پیدا کر دی گئی ہوں تاکہ لوگ اس سے خوفزدہ ہو کر اس طرف کا رخ نہ کر سکیں اور وہ خاموشی سے وہاں اپنا خفیہ ہیڈ کوارٹر بنالیں“..... پرنس چلی نے کہا۔

”یس باس۔ میری اطلاعات کے مطابق آج سے چند سال پہلے اس علاقے میں ایسی کوئی نہ زہریلی جھاڑی نہیں تھی بلکہ دور دراز کے علاقوں سے آنے والے قافلے اسی نخلستان میں ہی اپنا پڑاؤ ڈالتے تھے۔ وہاں انہیں کھجوروں کے ساتھ کھانے کے لئے دوسرے پھل بھی مل جاتے تھے۔ میٹھا پانی بھی اور شدید گرمی میں وہاں انہیں سایہ دار درختوں کے نیچے وافر جگہ بھی مل جاتی تھی۔ پھر اچانک ہی ایک مرتبہ وہاں جو ایک قافلہ رکا تو وہ زہریلی ہوا کا شکار ہو کر مختلف اور جان لیوا بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے بعد تو جیسے یہ سلسلہ چل نکلا تھا۔ جو بھی اس نخلستان میں رکتا تھا وہ زہریلی ہوا کا شکار بن جاتا تھا۔ اعلیٰ حکام نے اس علاقے کا سرچ کیا تو ان کی طرف سے ہی یہ نوٹس جاری کیا گیا تھا کہ اس نخلستان میں ایسی زہریلی جھاڑیاں پائی جاتی ہیں جو دن اور رات کے وقت بھی زہر چھوڑتی ہیں اور وہ زہر ہوا میں شامل ہو کر پورے نخلستان میں پھیل جاتا ہے۔ نخلستان میں جو بھی جاندار ہوتا ہے وہ اس زہریلی گیس کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر وہ ایسے خطرناک مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے جو لا علاج ہوتا ہے“..... ڈی ایس نے کہا۔

”تب پھر یہ سارا کیا دھرا ڈاگ انجینی کا ہی ہے۔ گارج بلی کا پٹر اسی نخلستان میں اترا ہے۔ ضرور وہاں انہوں نے اپنا کوئی خفیہ ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے تاکہ لوگ اس طرف نہ آئیں اس لئے انہوں نے وہاں وقتی طور پر زہریلی جھاڑیوں کا شوشہ چھوڑ رکھا ہو گا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر انڈر گراؤنڈ بنایا ہو اور باہر ایسی جھاڑیاں اگا دی ہوں جو دوسروں کے لئے نقصان کا باعث بن سکتی ہوں“..... ایکسٹو نے کہا۔

”جو بھی ہے چیف۔ یہ کفرم ہے کہ بلی کا پٹر اسی نخلستان میں ہی اتارا گیا ہے۔ مجھے اس بلی کا پٹر کے سگنل تو مل رہے ہیں لیکن اب یہ سگنل کافی کمزور ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ بلی کا پٹر انڈر گراؤنڈ کیا گیا ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”تب پھر انہوں نے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کا بھی وہاں خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہو گا“..... ایکسٹو نے کہا۔

”ظاہری بات ہے چیف۔ وہ ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے محض زہریلی جھاڑیوں پر کیسے اتکا کر سکتے ہیں“..... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا۔

”تو کیسے پتہ چلے گا کہ انہوں نے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے کیا انتظامات کئے ہیں اور ہم انڈر گراؤنڈ ہیڈ کوارٹر میں کیسے جائیں گے“..... ایکسٹو نے پوچھا۔

”یہ سب تو ہمیں آگے چل کر ہی پتہ چلے گا۔ آپ کار بنی

انہیں ہمارے بارے میں فوراً علم ہو جائے گا۔ میرا کمپیوٹر بتا رہا ہے کہ یہاں سے پانچ سو فٹ کے فاصلے پر کرام ٹو ریزز کا جال پھیلا ہوا ہے جو سرچر ریزز ہیں۔ ان ریزز کی زد میں آنے والی ہر چیز کو کسی سکرین پر باقاعدہ لائیو دیکھا جا سکتا ہے۔ ہماری کار کو کوئی راڈار یا کسی کیمرے کی آنکھ تو نہیں دیکھ سکتی لیکن اگر ہم کرام ٹو ریز کے حصار میں آ گئے تو پھر ہمیں وہ آسانی سے دیکھ لیں گے کیونکہ کرام ٹو ریزز کا ڈائریکٹ لنک ایک سیٹلائٹ سے ہوتا ہے“.....

پرنس چلی نے کہا۔

”اور یہ ریز ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے پھیلائی گئی ہیں تاکہ جیسے ہی کوئی اس رینج میں آئے ہیڈ کوارٹر والے اسے آسانی سے لائیو چیک کر سکیں“..... ایکسٹو نے کہا۔

”نیس چیف۔ کرام ٹو ریزز کے یہاں ہونے سے یہ بات اور بھی کنفرم ہو جاتی ہے کہ ڈاگ انجنی کا ہیڈ کوارٹر اس زہریلے نخلستان میں ہی موجود ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔ وہ چند لمحے کمپیوٹر پر کام کرتا رہا پھر اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔

”ڈی ایس“..... پرنس چلی نے ڈی ایس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نیس باس“..... پرنس چلی نے مستعدی سے جواب دیا۔

”اپنے جادو کے تھیلے سے کروموسو گن نکال کر دو مجھے۔“ پرنس چلی نے کہا۔

کوارٹر سے دس کلومیٹر پہلے روک لیں۔ پھر میں کار سے نکل کر ایک ریز فائر کروں گا۔ اس ریز سے نہ صرف ہمیں ہیڈ کوارٹر کی لوکیشن کا پتہ چل جائے گا بلکہ اس ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں بھی علم ہو جائے گا۔ بس یہ ریز ایک بار ہیلی کاپٹر پر لگے اس ٹریک سٹار سے لنک ہو جائے پھر تو میں آپ کو زمین کے اندر چھپے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو بھی گن کر ان کی پوری تعداد سے آگاہ کر سکتا ہوں“..... پرنس چلی نے کہا۔

”تم شاید کروموسو ریز کی بات کر رہے ہو جس سے زمین کے اندر چھپی ہوئی دھاتوں کا بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے“..... ایکسٹو نے کہا۔

”نیس چیف۔ آپ کے ہوتے ہوئے کسی شاید کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے۔ میں یقینی طور پر کروموسو ریز کا ہی استعمال کروں گا“..... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پرنس چلی نے اسے واقعی بہت سی سہولتیں دے دی تھیں ورنہ ڈاگ انجنی اور اس کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کے لئے نجانے بلیک زیر کو کون کون سے پاپڑ بنینے پڑتے اور اسے نجانے کہاں کہاں کی خاک چھانی پڑ جاتی۔ اس نے کار مزید چپاس کلومیٹر تک دوڑائی پھر پرنس چلی کے کہنے پر اس نے ایک جگہ کار روک لی۔

”نیس چیف۔ اس سے آگے نہیں۔ زہریلا نخلستان یہاں سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ ہم اگر اب چند میٹر بھی آگے گئے تو

”اد کے باس“..... ڈی ایس نے کہا اور اس نے پرنس چلی کی سیٹ کا عقبی حصہ کھول لیا۔ جہاں متعدد اسلحہ موجود تھا۔ ڈی ایس نے ایک لمبے نال والی ریوالور جیسی ایک گن نکالی اور پرنس چلی کو دے دی۔ گن کے اگلے سرے پر ایک چھوٹا سا ٹو جیسا بم لگا ہوا تھا۔ پرنس چلی گن لے کر کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اس نے ہاتھ اونچا کر کے سامنے کے رخ گن سے فائر کر دیا۔ گن کے سرے پر لگا ہوا ٹو نمٹا بم بغیر کسی آواز اور بغیر کسی شعلے کے نال سے الگ ہوا اور بجلی کی سی تیزی سے گھومتا ہوا اور بلند ہوتا ہوا دور چلا گیا۔ دو منٹ کے بعد انہیں دور ایک جگنو سا چمکتا ہوا دکھائی دیا تو پرنس چلی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ گن لے کر واپس کار میں آ بیٹھا۔ اس نے گن ڈی ایس کو واپس دی اور ایک بار پھر اپنا لپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گیا۔

”کتنی دیر لگے گی؟“..... ایکسٹو نے پوچھا۔

”شادی ہونے کے بعد باپ بننے میں نو ماہ کا وقت تو لگتا ہی ہے۔ ارے ہپ۔ سس۔ سس۔ سوری چیف۔ ہم میرا مطلب ہے کہ وہ وہ“..... پرنس چلی نے پہلے جیسے نادانستگی میں کہا پھر اس نے چونک کر ایکسٹو کو دیکھا اور بری طرح سے بوکھلا گیا۔ جیسے ایکسٹو کے سامنے ایسے الفاظ بولنے سے وہ گریز کرنا چاہتا ہو۔

”کوئی بات نہیں۔ مجھے تمہاری باتیں بری نہیں لگ رہیں۔“ ایکسٹو نے مسکرا کر کہا۔

”تھینک یو چیف۔“ ورنہ میں ڈر گیا تھا کہ کہیں میرا بھوٹا مذاق سن کر آپ مجھے صحرا میں ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں پیدل ہی روانہ نہ کر دیں۔ صحراؤں میں لیٹی کو تو تلاش کر سکتا ہوں مگر ریت کے نیچے چھپے ہوئے خفیہ ہیڈ کوارٹر کو نہیں“..... پرنس چلی نے مخصوص انداز میں دانت کھوتے ہوئے کہا تو ایکسٹو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”تم میں اور عمران میں واقعی کوئی فرق نہیں ہے“..... ایکسٹو نے کہا۔

”نو چیف۔ ایسی بات نہیں ہے۔ مجھ میں اور عمران صاحب میں زمین اور آسمان کا فرق ہے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”کیا فرق ہے۔“ مجھے تو ایسا نہیں لگتا۔ تم عمران کی طرح ذہین بھی ہو اور تیز طرار بھی۔ انہی مذاق کرنا اس کی بھی فطرت ہے اور تمہاری بھی۔ اس نے بھی سائنس میں اعلیٰ ترین ڈگریاں حاصل کر رکھی ہیں اور میری اطلاعات کے مطابق تم بھی ڈگریوں کے معاملے میں عمران سے پیچھے نہیں ہو“..... ایکسٹو نے کہا۔

”میں فطرتی انداز اور ڈگریوں کے فرق کی بات نہیں کر رہا ہوں چیف۔ میرے کہنے کا مطلب ہے۔ کہ عمران صاحب مجھ سے کہیں زیادہ پینڈزم اور مردانہ وجاہت سے مالا مال ہیں۔ ان کے اور میرے رنگ روپ، ناک نقشے اور قد کاٹھ میں بھی بہت فرق ہے۔ ان کی آنکھوں کی چمک مجھ سے کہیں زیادہ ہے اور ان کے

سر کے بال بھی مجھ سے دو گئے، گھنے اور سٹائش ہیں اور اس کی ایک لکلی بھی ہے اور ایک رقیب بھی..... پرنس چلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اس وقت میک اپ میں ہو۔ میک اپ میں ان باتوں کے فرق کے بارے میں مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے لیکن تمہارے قد کاٹھ کے بارے میں، میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تمہارا اور عمران کا قد کاٹھ ایک جیسا ہی ہے۔ اگر پاکیشیا سے عمران کی اور تمہاری باتیں ٹرانسمیٹر پر میں نے نہ سنی ہوتیں تو میں یہی سمجھتا کہ تم عمران ہی ہو..... ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ تو بہ تو بہ کریں چیف۔ میں کہاں اور عمران صاحب کہاں..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم بھی یہیں ہو اور عمران بھی یہیں ہے..... ایکسٹو نے اسی انداز میں کہا اور پرنس چلی حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

”میں کچھ سمجھا نہیں چیف..... پرنس چلی نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”میرا مطلب ہے تم میں اور عمران میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لئے مجھے تمہارے روپ میں عمران ہی نظر آ رہا ہے..... ایکسٹو نے جواب دیا۔

”یہ آپ کی ذرا۔ اوہ نہیں ذرا نہیں بہت نوازش ہے کہ آپ میرے روپ میں عمران جیسے عظیم انسان کو دیکھ رہے ہیں۔ ورنہ میں

کہاں اور عمران صاحب کہاں..... پرنس چلی نے کسر نفسی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

”ان باتوں کو چھوڑو اور اپنا کام کرو..... ایکسٹو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں چیف..... پرنس چلی نے بڑے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔

”چیف اگر برا نہ متائیں تو آپ سے ایک بات پوچھوں۔ پرنس چلی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”پوچھو..... ایکسٹو نے کہا۔

”کیا آپ نے کبھی عمران صاحب کے ساتھ بھی کسی مشن پر کام کیا ہے..... پرنس چلی نے پوچھا۔

”نہیں۔ کیوں..... ایکسٹو نے حیران ہو کر کہا۔

”کیا آپ عمران صاحب کے سامنے آتے ہیں..... پرنس چلی نے اسی انداز میں پوچھا۔

”نہیں کبھی نہیں۔ مگر تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو..... ایکسٹو نے کہا۔

”آپ مجھ پر عمران ہونے کا شک کر رہے ہیں اس لئے میرے ذہن میں ایک خیال آ گیا تھا کہ آپ اگر عمران صاحب کے اتنے قریب ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ عمران صاحب آپ کی اصلی شخصیت سے واقف نہ ہوں..... پرنس چلی نے کہا اور

ایکسو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”نہیں۔ تم غلط انداز میں سوچ رہے ہو۔ میں نے اپنی اصلی شخصیت اپنی ذات میں ہی گم کر رکھی ہے۔ تمہارے سامنے میں جس روپ میں ہوں ایسے میرے ہزاروں روپ ہیں۔ ان روپوں میں، میں عمران کے سامنے بھی جاتا ہوں اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے سامنے بھی لیکن سب میرے روپ ہوتے ہیں۔ تمہارے ساتھ میں اس لئے فریک ہوں کہ تم بھی چیف ایجنٹ ہو۔ میری طرح تم بھی میک اپ میں ہو۔ تم چونکہ فلسطین کے مفادات کے لئے کام کرتے ہو۔ تمہارا اپنا ایک ایجنٹ ہے اس لئے میں تم سے کبھی نہیں کہوں گا کہ تم مجھے اپنا اصلی چہرہ دکھاؤ۔ اسی طرح میں بھی کسی بھی صورت میں تمہیں اپنا اصلی چہرہ نہیں دکھا سکتا۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ میں اور تم یہاں چیف ایجنٹس کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ یہاں میں ایکسو اسرائیلیوں کے لئے اور ڈاگ ایجنسی کے لئے ہوں تمہارے لئے نہیں“..... ایکسو نے کہا۔

”مطلب یہ کہ مجھے اس بات سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایکسو میرے کسی عمل سے مجھ پر ناراض ہو جائے گا اور مجھے زندہ درگور کر دے گا“..... پرنس چلی نے کہا۔

”میں جلد نہیں ہوں کہ دوستوں کو زندہ درگور کر دوں۔“ ایکسو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پھر ٹھیک ہے چیف۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ بھی سینے میں

دل اور سر میں دماغ رکھتے ہیں۔ عمران صاحب نے مجھے آپ کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اس وجہ سے میں آپ سے محتاط رویے میں بات کر رہا تھا کہ کہیں مجھ سے آپ کی شان میں کوئی گستاخی نہ ہو جائے اور اس گستاخی کے نتیجے میں آپ میرے لئے صحرا کی خاک چھانسنے کا شاہی فرمان نہ جاری کر دیں“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسو مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

”کروموسو ریز کا ٹریک سٹار سے لنک ہو گیا ہے۔ میں نے اردگرد کے پچیس کلومیٹر کے ایریے پر سرچنگ کوڈ لگا دیا ہے۔ ابھی چند ہی لمحوں میں اس علاقے کی ساری تفصیل ہمارے سامنے ہو گی۔ پوری رپورٹ آنے پر ہمیں پچیس کلومیٹر کے دائرے میں موجود ریت کے نیچے چھپے ہوئے ایک ایک کنکر کا بھی علم ہو جائے گا اور ہمیں یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ یہاں ڈاگ ایجنسی کا کوئی ہیڈ کوارٹر ہے یا نہیں اور اگر ہے تو اس ہیڈ کوارٹر میں کیا ہو رہا ہے اور وہاں کتنے زندہ انسان اور کتنی مشینیں کام کر رہی ہیں۔ اس سرچے پروگرام سے ہمیں اس ایریے میں برسوں پرانی چھپی ہوئی لاشوں کا بھی پتہ چل جائے گا“..... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد پرنس چلی نے دوبارہ اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔ اس کی نظریں بدستور لیپ ٹاپ کی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

دس منٹ کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیا اور مسکراتے ہوئے ایکسو کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا۔

”کیا پتہ چلا ہے“..... ایکسٹو نے اسے اپنی جانب دیکھتے پا کر سنجیدگی سے پوچھا۔

”یہ کہ آپ حد سے زیادہ سنجیدہ ہو گئے ہیں اور آپ مجھے تیز نظروں سے دیکھ رہے ہیں“..... پرنس چلی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”میں ڈاگ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں پوچھ رہا ہوں“..... ایکسٹو نے اس کے مذاق کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”ڈاگ“ یعنی کتے۔ ویری بیڈ باکٹوں نے بھی اپنی ایجنسیاں بنانی شروع کر دی ہیں۔ ویسے یہ اسرائیل ہے اور ایسی ایجنسیاں بنانے کا انہیں پورا حق ہے۔ ہمیں اس سے کیا کہ وہ اپنی ایجنسیوں کے کیا نام رکھتے ہیں۔ جن کی جیسی خصلت ہوتی ہے ویسے ہی ان کے کام اور ان کے نام ہوتے ہیں۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا چیف“..... پرنس چلی نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

”تم یہ فضول باتیں بعد میں بھی کر سکتے ہو“..... ایکسٹو نے منہ بنا کر کہا۔ اسے اب خود پر غصہ آ رہا تھا کہ پرنس چلی جس طرح پہلے محتاط انداز میں اس سے بات کر رہا تھا وہی ٹھیک تھا اب اسے جیسے خود ایکسٹو نے ہی بے بہا بولنے کا لائسنس دے دیا تھا اور پرنس چلی اس کا فوری طور پر فائدہ اٹھانا شروع ہو گیا تھا۔

”فضول باتیں۔ یہ فضول باتیں کیا ہوتی ہیں چیف“..... پرنس چلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم کچھ بتا رہے ہو یا میں خود معلوم کروں“..... ایکسٹو نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”خود کیسے معلوم کریں گے آپ“..... پرنس چلی نے مسکرا کر کہا تو ایکسٹو نے اس کی گود سے لیپ ٹاپ اٹھا لیا۔

”ارے ارے چیف۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے بڑی مشکلوں سے دنیا کی ایک خطرناک اور طاقتور خفیہ ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ میں یہ معلومات آپ کو بیچ کر اپنی شادی کے لئے آپ سے دس بیس کروڑ حاصل کرنا چاہتا تھا اور آپ مفت میں سب کچھ معلوم کر رہے ہیں۔ یہ سب مجھ جیسے معصوم بچے کے ساتھ زیادتی نہیں تو اور کیا ہے“..... پرنس چلی نے رو دینے والے انداز میں کہا۔

”معصوم بچوں کی شادیاں نہیں ہوتیں۔ انہیں گود لیا جاتا ہے۔ بڑے ہو جاؤ پھر میں خود تمہاری شادی کرا دوں گا“..... ایکسٹو نے برجستہ جواب دیتے ہوئے کہا تو پرنس چلی کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔ اپنے آپ کو بچہ کہہ کر اس نے خود ہی خود کو چغدا ثابت کر دیا تھا۔ چیف کی بات سن کر ڈی ایس بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

ایکسٹو نے سکرین پر نظریں دوڑائیں۔ سکرین پر ایک صحرائی نقشہ بنا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ایک وڈو کھلی ہوئی تھی جس میں باقاعدہ ایک تحریر آ رہی تھی۔ ایکسٹو غور سے تحریر پڑھنا شروع ہو

گیا۔ تحریر کے مطابق یہاں سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر نخلستان کے نیچے ایک بہت بڑا اور انتہائی جدید ہیڈ کوارٹر بنا ہوا تھا جس میں سینکڑوں افراد اور مشینیں کام کر رہی تھیں۔ تفصیل کے مطابق۔ اس ہیڈ کوارٹر میں انڈر گراؤنڈ ہیلی پڈ بھی تھے اور وہاں جنگ میں استعمال ہونے والی جدید گاڑیاں اور انتہائی جدید اسلحے کی بھی بہت بڑی کھیپ موجود تھی۔

تحریر میں انڈر گراؤنڈ ہیڈ کوارٹر کی تمام حفاظتی تفصیل بھی موجود تھی اور ہیڈ کوارٹر کے داخلی اور خارجی راستوں کی بھی تفصیل موجود تھی۔ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے چار راستے تھے جو سرنگوں کی شکل میں اس ہیڈ کوارٹر تک آتے تھے۔ ان میں سے تین راستے صحرائی پہاڑیوں میں تھے جبکہ ایک راستہ اور سب سے طویل سرنگ تل ابیب کے ایک نواحی علاقے میں بنائی گئی تھی جو سیدھی اس ہیڈ کوارٹر میں آتی تھی۔ تمام سرنگوں میں سرچنگ سسٹم لگے ہوئے تھے جن کی وجہ سے سرنگوں میں آنے والے ایک ایک فرد کی مخصوص پکینگ اور کمپیوٹر کے ذریعے شناخت ممکن بنائی جاتی تھی۔ تمام سرنگوں میں نہ صرف انسانوں کی بلکہ ان کی گاڑیوں کی بھی اسکیننگ کی جاتی تھی۔ مکمل کلیئرنس کے بعد ہی گاڑیوں کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی تھی۔ ہیڈ کوارٹر میں چونکہ سائنسی حفاظتی انتظامات بھی تھے اس لئے ہیڈ کوارٹر میں وہی اسلحہ لایا جا سکتا تھا جس کا ڈیٹا ہیڈ کوارٹر کے مخصوص ماسٹر کمپیوٹر میں موجود ہوتا

تھا اگر ہیڈ کوارٹر میں ایک نیا چاقو بھی لایا جاتا تو ماسٹر کمپیوٹر اس کا فوراً کاشن دے کر الارم بجا دیتا تھا اور جب تک اس چاقو کا ڈیٹا کمپیوٹر میں فیڈ نہ کر دیا جاتا اس وقت تک الارم بجتا ہی رہتا تھا۔

ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے ہیڈ کوارٹر میں ڈبل پی ریز پھیلی ہوئی تھی جس کی موجودگی میں صرف ہیڈ کوارٹر کے ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ اسلحہ ہی استعمال ہوتا تھا جبکہ دیگر اور نیا اسلحہ مکمل طور پر جام ہو جاتا تھا اور ڈبل پی جس کا اصل نام پاور پروفیکشن ریز تھا، ہر قسم کے تباہ کن مواد کو بھی ڈی ویلیو کر دیتی تھی۔ یہاں تک کہ ڈبل پی ریز کی موجودگی میں کوئی بارودی مواد بھی بلاست نہیں ہو سکتا تھا اور اگر فائر طیارے بھی آ کر ہیڈ کوارٹر پر میزائلوں یا بموں کی بارش بھی کر دیتے تو ڈبل پی ریز کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر میں معمولی سی بھی تباہی نہیں ہو سکتی تھی۔

ہیڈ کوارٹر میں داخلی راستوں کو چھوڑ کر اس کے ارد گرد صحرا میں دور دور تک ایسی بارودی سرنگیں بچھائی گئی تھیں کہ جن پر پیر پڑتے ہی انسان کے پرچھے اڑ جاتے تھے اور یہ بارودی سرنگیں ہر ایک فٹ کے فاصلے پر موجود تھیں جنہیں مخصوص آلات کے سوا انسانی آنکھ سے دیکھا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ تمام بارودی سرنگوں کو مخصوص ریز سے ایک دوسرے سے لنکڈ کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے وہاں ہر طرف سرخ رنگ کے باریک دھاگوں جیسے ریڈ لیزر وائرز کے مربے سے بنے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ سرخ روشنی کے یہ مربے

جو ایک مربع فٹ کے ہی تھے دن کی روشنی میں تو دکھائی ہی نہیں دیتے تھے لیکن رات میں چمکتے تھے۔ ان مربوں کی طرف بڑھتے ہوئے اگر کسی ایک بھی ریڈ لیزر وار کے درمیان کوئی حائل ہو جاتا تو اس کے ارد گرد ایک دو نہیں بلکہ کئی بارودی سرنگیں بلاسٹ ہو جاتیں جس سے وہاں موجود کسی بھی شخص کے نکلنے اڑ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ہیڈ کوارٹر کسی بڑے میں کیپ جیسا تھا جہاں فوجی ٹائپ کی بیرکیں بھی تھیں۔ اس کے علاوہ اس ہیڈ کوارٹر کے مخصوص حصوں میں بڑے بڑے میزائل لانچر بھی لگے ہوئے تھے جن میں باقاعدہ میزائل بھی نصب تھے۔ ان میزائلوں سے لایا، ساڈان اور اس جیسے کئی قریبی اسلامی ممالک کو ٹارگٹ کیا گیا تھا۔ سرچنگ کے مطابق یہ میزائل وار ہیڈ سے تو لیس نہیں تھے لیکن اگر انہیں ان ملکوں میں فائر کر دیا جاتا تو ان تمام ملکوں میں زبردست تباہی پھیل سکتی تھی۔

”بڑا سخت حفاظتی نظام بنایا ہوا ہے۔ یہ سب تفصیل پڑھ کر ہمیں اس ہیڈ کوارٹر میں داخلی راستوں کا تو علم ہو گیا ہے لیکن کیا ہم کار سمیت اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر وہاں کچھ کر سکیں گے۔“ تفصیل کے مطابق ہیڈ کوارٹر اور اس کے باہر دس کلومیٹر تک ڈبل پنی ریزر پھیلی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر کے مخصوص اسلحے کے سوا دوسرا کوئی اسلحہ قابل استعمال نہیں رہتا۔ اس سارے علاقے میں صرف وہی اسلحہ بارود کام کرتا ہے جس کا ڈیٹا ہیڈ کوارٹر کے کمپیوٹر

میں درج ہوتا ہے۔ باہر سے آنے والا اسلحہ ڈبل پی کی رینج میں آتے ہی زبردست ہو جاتا ہے“..... ایکسٹو نے ساری تفصیل پڑھ کر حیرت بھری نظروں سے پرنس چلی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ پرنس چلی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا منہ پھولا ہوا تھا اور وہ دوسری طرف منہ کئے بیٹھا ہوا تھا۔

”میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں“..... ایکسٹو نے کہا۔
 ”جائیں۔ میں نہیں بولتا آپ سے۔ آپ نے مجھ سے میرا کمپیوٹر کیوں چھینا ہے“..... پرنس چلی نے ننھے بچے کی طرف منہ پھلاتے ہوئے کہا۔

”پرنس میں سنجیدہ ہوں“..... ایکسٹو نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔
 ”تو ہوتے رہیں مجھے کیا“..... پرنس چلی نے اسی انداز میں کہا۔

”ہونہ۔ تو تم مجھ سے بات نہیں کرو گے“..... ایکسٹو نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”نہیں“..... پرنس چلی نے روٹھے ہوئے بچے کی طرف کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ میں کار آگے لے جا رہا ہوں۔ دیکھا جائے گا پھر جو کچھ ہو گا“..... ایکسٹو نے ہونٹ پھینچتے ہوئے کہا اور اس نے بریک سے پیر اٹھا کر سپیڈ پیڈ دہانا شروع کر دیا جس سے کار کا انجن بری طرح سے غرانا شروع ہو گیا۔

”ارے ارے۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں چیف۔ اس طرح اگر

آپ کار آگے لے گئے تو کار کو ریت میں چھپی ہوئی مائنز سے نقصان تو نہیں ہو گا لیکن دھماکوں سے ہماری کار کسی فنٹ بال کی طرح اچھلنا شروع ہو جائے گی۔ کبھی اس طرف گرے گی اور کبھی اس طرف۔ ہم کب تک خود کو سنبھالتے رہیں گے۔ یہاں ایک دو نہیں ہزاروں مائنز چھپی ہوئی ہیں..... پرنس چلی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جب تم مجھ سے بات نہیں کرو گے تو مجھے تو کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہے۔ پھر چاہے کار فنبال کی طرح اچھلے یا سپرنگوں کی طرح۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں میں ہینڈ کوارٹر تک پہنچ کر ہی دم لوں گا۔“ ایکسٹو نے منہ بنا کر کہا۔

”آپ نے ساری تفصیل پڑھ لی ہے تو آپ ان مائنز سے بچ کر ان راستوں کی طرف کیوں نہیں چلتے جو سرنگوں کی شکل میں ہینڈ کوارٹر کے اندر تک جاتے ہیں.....“ پرنس چلی نے کہا۔

”میں نے بھی یہی سوچا تھا لیکن میں ڈبل پی ریز کی بات کر رہا ہوں جس کی رینج میں آتے ہی ہمارا سارا اسلحہ بے کار ہو جائے گا.....“ ایکسٹو نے کہا۔

”ڈبل پی میں اگر آپ دو اور پی شامل کر دیں تو ہر طرف پی پی ہو جائے گا جس سے ہمارا سارا مسئلہ حل ہو جائے گا.....“ پرنس چلی نے کہا۔

”پی پی۔ میں کچھ سمجھا نہیں.....“ ایکسٹو نے حیران ہوتے

ہوئے کہا جیسے وہ واقعی ڈبل پی اور پھر پی پی کا مطلب نہ سمجھ سکا ہو۔

”دیکھیں چیف سیدی سی بات ہے آپ یہاں پاور آف ایکسٹو کا مظاہرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ پاور پی سے بنتا ہے اور ایک پی آپ کے سامنے ہے۔ مطلب۔ پرنس چلی۔ پرنس بھی پی سے ہی شروع ہوتا ہے۔ اگر آپ کی پاور کی پی اور میرے پرنس کی پی مل جائے تو یہ بھی پی پی یعنی ڈبل پی بن جائے گا اور جہاں اتنے سارے پی اکٹھے ہو جائیں تو وہاں پاگلوں کی کوئی کمی نہیں رہتی۔ مم۔ میرا مطلب ہے پاگل بھی پی سے ہی بنتا ہے۔ ارے ہپ.....“ پرنس چلی اپنے مخصوص انداز میں بولتا چلا گیا اور پھر اس نے ایکسٹو کی تیز نظریں دیکھ کر بوکھلا کر خود ہی اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

”تم پہلے جیسے نہیں بن سکتے.....“ ایکسٹو نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”بن سکتا ہوں چیف۔ کیوں نہیں بن سکتا۔ لیکن پہلے جیسا بننے کے لئے آپ کو کوئی مثال بھی دینی پڑے گی۔ ورنہ میں یہی سمجھوں گا کہ پہلے جیسا بچہ بن جاؤں جیسا کہ میں دس پندرہ سال پہلے تھا.....“ پرنس چلی بھلا اب آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

”پرنس چلی۔ پلیز اب بس کرو۔ بہت ہو گیا مذاق.....“ ایکسٹو نے بری طرح سے سر جھٹک کر کہا۔

”پلیز۔ ارے واہ پاکیشا سیکرٹ سروس کا پراسرار اور دھانسی قسم کا چیف مجھ جیسے نام نہاد پرنس کو پلیز کہہ رہا ہے۔ سنا تم نے ڈی ایس۔ ایکسٹو نے مجھے پلیز کہا ہے مطلب مجھ سے درخواست کی ہے..... پرنس چلی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ میں سب سن رہا ہوں“..... ڈی ایس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سب سن رہے ہو۔ پھر تو تم بڑے بے شرم ہو۔ بڑوں کی باتیں سننے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی“..... پرنس چلی سرگھا کر اسے گھورتے ہوئے کہا تو ڈی ایس بے اختیار ہنس پڑا۔

”پرنس چلی..... اچانک ایکسٹو نے ایکسٹو کے انداز میں غرا کر کہا اور پرنس چلی اس بری طرح سے اچھلا جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہوا۔ اچھلنے کی وجہ سے اس کا سرکار کی چھت سے ٹکرا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے منہ سے بے اختیار سسکاری سی نکل گئی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

”یس۔ یس چیف“..... پرنس چلی نے ایکسٹو کی جانب سہی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ ایکسٹو کی غراہٹ سن کر جھج جھج ڈر گیا ہو۔

”تم سنجیدہ ہوتے ہو یا نہیں“..... ایکسٹو نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

”آپ اس انداز میں بات کریں گے تو میں تو کیا میرے مرحوم

دادا حضور کی روح بھی سنجیدہ ہو جائے گی چیف“..... پرنس چلی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اب بتاؤ۔ ورنہ اس بار میں نہیں رکوں گا اور کار آگے لے جاؤں گا“..... ایکسٹو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف۔ اس کار میں پروکو پراک سسٹم بھی موجود ہے۔ اگر ہم اس سسٹم کو آن کر لیں تو اس سسٹم کی بدولت دوسرے تمام سسٹم بے کار ہو جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ پروکو پراک سسٹم کے تحت باقی تمام ریزر زریو ہو جاتی ہیں۔ پھر یہاں کوئی پاور پروٹیکشن ریزر کام نہیں کر سکے گی۔ پروکو پراک ریزر زریو پاور پروٹیکشن ریزر کو ختم کر دیں گی جس کی وجہ سے ہم کار میں موجود ہر قسم کا اسلحہ استعمال کر سکیں گے اور اس کا ہیڈ کوارٹر پر اثر بھی ہوگا۔ مطلب ہم کار میں موجود اسلحے کی بدولت اس ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بھی بجا سکتے ہیں“..... پرنس چلی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا جیسے کسی اسکول کا بچہ استاد کے کہنے پر رٹا رٹا سبق سنا رہا ہو۔

”گڈ شو۔ یہ ہوئی بات“..... ایکسٹو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ پروکو پراک ریزر کی مدد سے واقعی دوسری تمام ریزر کے حصار کو ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ چاہے وہ کسی بھی نوعیت کی ہی کیوں نہ ہوں۔

”کار کے ٹینکر میں ریڈیو ڈراک بھی موجود ہے۔ جسے ایک ریٹو کنٹرول کے ذریعے بلاسٹ کیا جا سکتا ہے۔ ریڈیو ڈراک

مجبور کر دوں گا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے مجھے نائن ایکس تھری کا فارمولا دے کر جائے گا۔ میں اسے اس کے لئے مجبور کر دوں گا..... ایکسٹو نے عزم بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن چیف.....“ پرنس چلی نے کہا چاہا۔

”بس اب تم خاموش ہو جاؤ۔ اب دیکھتے جاؤ میں کیا کرتا ہوں.....“ ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے کار دائیں طرف موڑی اور اسے ایک بار پھر ریت پر بھگانا شروع ہو گیا۔ اس نے کار دوڑاتے ہوئے پروکو پراک سسٹم آن کرنے کے ساتھ ساتھ ہارڈ بلٹ کے تمام چھپے ہوئے ویپز کار کے خانوں سے باہر نکال لئے تھے۔ کار برق رفتاری سے سامنے موجود ایک پہاڑی کی جانب بڑھی جا رہی تھی جو محسوس چٹانوں کی بنی ہوئی تھی۔ ایکسٹو کے چہرے پر انتہائی سختی کے تاثرات نمایاں تھے جیسے اس نے اب قطعی طور پر پاور ایکشن کرنے کا تہیہ کر لیا ہو۔ محسوس پہاڑی کے قریب جاتے ہی اس نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کیا تو کار کی ہیڈ لائٹس کے پیچھے چھپے ہوئے میزائل لانچروں سے دو میزائل نکلے اور بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ دوسرے لمحے صحرا زور دار اور تیز دھماکوں کی آوازوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

کی پاور ایک ہزار میگا پاور کی ہے جو اگر بلاسٹ ہو جائے تو اس سے اس صحرا کا آدھا حصہ تباہ کر سکتا ہے.....“ پرنس چلی نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

”اوہ اوہ۔ تم نے اس کے بارے میں مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ریڈیو ڈرامک تو انتہائی طاقتور اور خوفناک بم ہے.....“ ایکسٹو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

”پہلے اس کے بارے میں بتانے کی میں نے ضرورت محسوس نہیں کی تھی لیکن اب شاید اس کی ضرورت پڑ جائے.....“ پرنس چلی نے کہا۔

”ہاں۔ اس بم سے زیر زمین بڑے سے بڑے ہیڈ کوارٹر کو نیست و نابود کیا جا سکتا ہے۔ گریٹ۔ تم واقعی گریٹ ہو پرنس چلی۔ میں تم سے بہت خوش ہوں.....“ ایکسٹو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن میں خوش نہیں ہوں.....“ پرنس چلی نے ایک بار پھر منہ پھلا کر کہا۔

”تمہاری خوشی کی اب مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مجھے ڈاگ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چل گیا ہے اور اس ہیڈ کوارٹر میں موجود ایک ایک اسلحہ کی انفارمیشن بھی اب میرے پاس ہے اور میرے پاس بھی اسلحہ کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اب میں وہ سب کر سکتا ہوں جو یہاں میں کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اب میں بلیک ڈاگ کو

”یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ خطرے کا سائرن کیوں بجنا شروع ہو گیا ہے۔ ایف سکس ہیڈ کوارٹر کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے“..... گارج نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے میں میز پر پڑے ہوئے فون کی کھنٹی بج گئی تھی تو گارج بری طرح سے اچھل پڑا جیسے فون کی کھنٹی بجنے کی بجائے وہاں کوئی بم پھٹا ہوا۔ پھر فون کی کھنٹی بجتے دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”گارج سپیکنگ“..... گارج نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”پروٹو بول رہا ہوں ہاں“..... دوسری طرف سے ایف سکس ہیڈ کوارٹر کے آپریشن روم کے انچارج کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے پروٹو۔ یہ خطرے کے سائرن کیوں بج رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے یہاں“..... گارج نے بری طرح سے چیخنے ہوئے پوچھا۔

”غضب ہو گیا ہے ہاں۔ آپ۔ آپ آپریشن روم میں آ جائیں۔ پلیز ہاں“..... پروٹو نے ہڈیانی انداز میں چیخنے ہوئے کہا۔

”غضب ہو گیا۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو پروٹو۔ ہوا کیا ہے اور تم اس طرح چیخ کیوں رہے ہو“..... گارج نے غصے سے چیخنے ہوئے لہجے میں کہا۔

گارج نے ایف سکس ہیڈ کوارٹر میں پہنچ کر سب سے پہلے بلیک ڈاگ کو ہارڈ بلٹ کی تباہی کی رپورٹ دی اور پھر وہ چند ضروری کام نمٹا کر ہیڈ کوارٹر میں موجود اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا جہاں وہ ریٹ کرتا تھا۔

اس کے ریٹ روم میں اس کی ضرورت کا تمام سامان موجود تھا۔ وہ آج کی ساری کارروائی میں بری طرح سے تھک گیا تھا اس لئے اب اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بیڈ پر گرے اور گہری نیند سو جائے۔ ابھی وہ سونے کے لئے بیڈ پر لیٹا ہی تھا کہ اچانک سارا ہیڈ کوارٹر تیز اور زور دار سائرن کی آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔

سائرن کی آواز سننے ہی گارج بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

اس کار کا ایک پرزہ تک نہیں الگ کر پایا تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہارڈ بلٹ کار یہاں کیسے آ سکتی ہے۔ جب اس کار کا رنگ بلیو تھا تو ایئر ہاکس نے کار ریڈ بلاسٹرز سے اسے تباہ کر دیا تھا“..... گارج نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہارڈ بلٹ کار“..... پردو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”اوہ۔ کو میں آ رہا ہوں“..... گارج کو یکفخت جیسے ہوش آ گیا۔ اس نے دوسری طرف سے پردو کا جواب سنے بغیر فون کا ریسیور چٹا اور تیزی سے مڑ کر بھاگتا ہوا کمرے کے دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ بند تھا اس نے دیوار کے ساتھ لگا ہوا ایک ہٹن پریس کیا تو دروازہ سرر کی آواز کے ساتھ دائیں دیوار میں دھستا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی گارج بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلا اور ایک راہداری میں بھاگتا چلا گیا۔ راہداری میں ہر طرف بھگدڑ سی چلی ہوئی تھی۔ ڈی فورس کے افراد سائرن بجتے کی وجوہات جاننے کے لئے ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے تھے۔

گارج پانگوں کی طرف مختلف راستوں سے بھاگتا ہوا ایک ہال نما کمرے میں آ گیا جہاں ہر طرف مشینیں ہی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ دائیں دیوار کے ساتھ ایک بڑی سکرین نصب تھی جس پر ایک سرگم کا منظر تھا اور اس منظر میں واقعی ایک گرے کمر کی سپورٹس کار جیسی کار تیزی سے دوڑتی چلی آ رہی تھی۔ کار کے کئی خانے کھلے ہوئے تھے جن سے میزائل لانچر اور مشین گنیں نکلی ہوئی

”باس ڈیزرٹ وے تباہ کر کے ایک گرے کمر کی کار اس سرگم میں داخل ہو گئی ہے جو سیدھی ہیڈ کوارٹر کی طرف آتی ہے“۔ پردو نے بری طرح سے گھبرائے ہوئے کہا تو گارج کا چہرہ حیرت سے بگڑ گیا۔

”گرے کمر کی کار۔ کیا مطلب“..... گارج نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”وہ سپورٹس کار جیسی ایک گن شپ کار ہے باس۔ کار میں مشین گنیں اور میزائل لانچر لگے ہوئے ہیں۔ اس کار نے میزائل مار کر سرگم کا داخلی راستہ تباہ کیا تھا اور پھر کار سرگم میں داخل ہو گئی تھی اور اب وہ تیزی سے ہیڈ کوارٹر کی جانب بڑھی آ رہی ہے“..... دوسری طرف سے پردو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور گن شپ کار کا سن کر گارج جیسے حواس باختہ ہو گیا۔ اسے اپنے جسم میں زہریلی چیونٹیاں سی رہتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

”گن شپ کار“..... گارج کے منہ سے ہکلاتی ہوئی آواز نکلی۔
 ”لیں باس۔ وہ بلاشبہ ایک گن شپ کار ہے۔ اس کار میں بے حد طاقتور اور خطرناک اسلحہ نصب ہے“..... پردو نے جواب دیا اور اس بار گارج کو جیسے اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وہ ریڈ کار بھوم گئی جس میں ایک رہائش گاہ سے ایکٹو، السلام اور اس کا ایک ساتھی فرار ہوئے تھے۔ اس کار کو تباہ کرنے کے لئے اس نے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔ لیکن وہ

پڑا۔ میں نے سرچنگ مشینیں آن کیں تو میں نے ڈیزرٹ وے کا داخلی راستہ تباہ شدہ دیکھا۔ داخلی راستے کو تباہ شدہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا تھا۔ میں نے فوری طور پر دوسری مشین آن کی اور اس مشین سے ڈیزرٹ وے کو چیک کیا تو مجھے وے پر یہ کار دکھائی دی۔ کار پر نصب اسلحہ دیکھ کر میں بوکھلا گیا تھا۔ اسی لئے میں نے فوری طور پر خطرے کا سائرین بجا دیا ہے..... پروٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ڈبل پی مشین خود بخود کیسے آف ہو سکتی ہے۔ کیا ہوا ہے اسے“..... گارج نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”میں اسے چیک کر رہا ہوں باس لیکن اس کے بند ہونے کی مجھے کوئی وجہ سمجھ نہیں آ رہی ہے“..... پروٹو نے دائیں طرف ایک بڑی کمپیوٹرائزڈ مشین کی جانب پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ گاڈ۔ کچھ کرو پروٹو۔ جلدی کچھ کرو۔ کسی بھی طرح ڈبل پی مشین کو آن کرو۔ اگر یہاں پاور پروٹیکشن ریز نہیں ہوں گی تو یہ لوگ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر ہر طرف تباہی پھیلا دیں گے۔ سب ختم ہو جائے گا سب کچھ“..... گارج نے غصے اور بے چارگی سے بری طرح سے اپنے بال نوپنے والے انداز میں کہا۔

”نہیں باس۔ میں جانتا ہوں باس۔ لال لال۔ لیکن.....“ پروٹو نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

دکھائی دے رہی تھیں۔ سکرین پر اس کار کو دیکھتے ہی گارج کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ کار کا رنگ ایک بار پھر بدلا ہوا تھا لیکن اس کار میں اور اس سرخ کار کے ڈیزائن میں کوئی فرق نہیں تھا جسے کروئج کے پل پر گارج نے میزائل مار کر دیا برادر دیا تھا۔

”باس آپ آگئے باس۔ یہ دیکھیں باس۔ یہ کار ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی آ رہی ہے“..... سامنے مشین پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے اسے آپریشن روم میں داخل ہوتے دیکھ کر کرسی سے اٹھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ یہ آپریشن روم کا انچارج پروٹو تھا۔ آپریشن روم میں صرف یہی ہوتا تھا جو صرف مشینوں کی دیکھ بھال پر مامور تھا باقی تمام مشینیں آئو کنٹرول تھیں۔

”کیسے داخل ہوئی ہے یہ کار ڈیزرٹ وے میں۔ تم نے اسے روکا کیوں نہیں اور پاور پروٹیکشن ریز کا کیا ہوا۔ پاور پروٹیکشن ریز کی وجہ سے تو یہاں سے سوکلو میٹر کے دائرے میں کوئی بھی اسلحہ استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے پھر انہوں نے ڈیزرٹ وے کا راستہ کیسے کھولا ہے“..... گارج نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا۔

”باس۔ میں یہاں کام کر رہا تھا کہ اچانک پاور پروٹیکشن ریز پھیلا نے والی مشین نے کام کرتا چھوڑ دیا اور مشین خود بخود بند ہوئی چلی گئی۔ میں حیران ہو کر اس مشین کے پاس آیا اور اسے چیک کر ہی رہا تھا کہ اچانک ایک زور دار دھماکہ کی آواز سن کر میں چونک

”لیکن۔ لیکن کیا۔ جلدی کبوانسنس“..... گارج نے غرا کر کہا۔
 ”ڈبل پی مشین کی چیکنگ کی ذمہ داری ہارگ کی ہے باس۔
 وہی اس مشین کو آن رکھتا ہے اور اس کی منیٹنس کا کام کرتا
 ہے“..... پردو نے کہا۔

”تو کہاں ہے نانس ہارگ۔ بلاؤ۔ اسے جلدی بلاؤ۔ فوراً
 بلاؤ۔ نانس“..... گارج نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
 ”ہارگ حل ایبب گیا ہوا ہے باس۔ اس نے مجھ سے دو روز کی
 رخصت لی تھی“..... پردو نے ہکلاتے ہوئے کہا اور گارج نے غصے
 سے بے اختیار اپنا سر پیٹ لیا۔

”تو کیا اب تم اس مشین کو آن نہیں کر سکتے“..... گارج نے
 بے چارگی کے عالم میں پوچھا۔

”نو باس۔ سوری باس“..... پردو نے شرمندہ انداز میں سر جھکا
 کر کہا اور گارج کا دل چاہا کہ وہ جیب سے پعل نکالے اور اس
 پعل کی ساری کی ساری گولیاں پردو کے سینے میں اتار دے۔

”بس پھر اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم سب تیار ہو
 جاؤ۔ یہ لوگ ہیڈ کوارٹر میں گھس کر یہاں ہر طرف تباہی پھیلا دیں
 گے۔ اب یہاں کچھ باقی نہیں بچے گا۔ یہ سب ختم کر دیں گے۔“
 گارج نے غصے اور پریشانی سے چیختے ہوئے کہا۔

”نہیں چیف۔ میں نے ہیڈ کوارٹر کا راستہ سیلڈ کو دیا ہے۔ ریڈ
 بلاکس سے سیلڈ ہونے والے راستے کو یہ کسی بھی طرح نہیں کھول

سکیں گے اور جب تک یہ راستہ نہیں کھولیں گے یہ ہیڈ کوارٹر میں
 داخل نہیں ہو سکیں گے“..... پردو نے کہا۔

”ان کی کار میں ہارڈ میزائل بھی نصب ہیں نانس۔ ہارڈ
 میزائلوں کے سامنے ریڈ بلاکس تو کیا بلیک بلاکس بھی کوئی حیثیت
 نہیں رکھتے“..... گارج نے غرا کر کہا تو پردو کا رنگ زرد ہو گیا۔

”اب کیا کیا جائے باس“..... پردو نے پریشانی اور خوف
 بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا تم کسی طرح سے اس سرگ کو تباہ کر سکتے ہو“..... اچانک
 گارج نے خیال آنے پر پردو کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ۔ یس باس۔ اس داخلی راستے کو تباہ کیا جاسکتا ہے۔ اس
 سرگ میں نائن ہنڈرڈ ٹی کے بم نصب ہیں جن کے بلاسٹ ہوتے
 ہی ساری سرگ بیٹھ جائے گی اور کار ہمیشہ کے لئے سرگ میں ہی
 دفن ہو جائے گی“..... پردو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”گڈ شو۔ جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ یہ ریڈ بلاکس کی دیوار
 کے پاس پہنچ کر اسے تباہ کر کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں تم سرگ
 تباہ کر دو جلدی۔ ابھی فوراً“..... گارج نے بری طرح سے چیختے
 ہوئے کہا۔

”یس باس“..... پردو نے کہا اور تیزی سے ایک مشین کی
 جانب لپکا۔ مشین کے پاس جاتے ہی اس نے تیزی سے مشین کے
 بن پریس کرنے اور سوچ آن کرنے شروع کر دیئے۔ دوسرے ہی

لمحے اس مشین پر بے شمار بلب جلنے بجھنے اور ڈائل حرکت کرنا شروع ہو گئے۔ مشین کے دائیں طرف ایک لیور نما ہینڈل لگا ہوا تھا۔ مشین آن کرتے ہی پرونو نے لیور نما ہینڈل پکڑا اور اسے پوری قوت اور ایک جھٹکے سے نیچے کی جانب کھینچ لیا۔ جیسے ہی اس نے ہینڈل نیچے کھینچا مشین میں تیز گزر گراہٹ کی آواز سنائی دی اور مشین کے جلنے بجھتے بلب خود بخود بجھتے چل گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے مشین خود بخود آف ہوتی چلی گئی۔

”یہ کیا ہو گیا۔ یہ مشین کیوں آف ہو گئی ہے“..... گارج نے مشین آف ہوتے دیکھ کر حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”مممم۔ میں نہیں جانتا باس“..... پرونو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم نہیں جانتے تو اور کون جانتا ہے نانسس۔ جلدی کرو۔ چیک کرو اسے اور اسے دوبارہ آن کرو۔ ہری اپ“..... گارج نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پرونو بوکھلا کر ایک بار پھر مشین کے سوئچ آن کرنے اور مٹن پریس کرنے میں مصروف ہو گیا لیکن اس بار مشین کا ایک بلب بھی آن نہیں ہوا تھا۔

”یہ آن نہیں ہو رہی ہے باس“..... پرونو نے خوف بھرے لہجے میں کہا اور گارج کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ اسی لمحے ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکا ہوا اور وہ دونوں بری طرح سے اچھل پڑے۔ انہوں نے سکرین کی جانب دیکھا تو انہیں گرے

کھر کی کار کے فرنٹ سے یکے بعد دیگرے کئی میزائل فائر ہوتے ہوئے دکھائی دیئے جو سائے موجود ریڈ بلاک کی دیوار پر فائر ہو رہے تھے۔ زور دار دھماکوں سے کنکریٹ کی ہارڈ وال کے ٹکڑے اڑ گئے تھے اور دیوار میں ایک بہت بڑا خلاء بن گیا تھا۔ دوسرے لمحے انہوں نے کار کو اچھل کر اس خلاء سے گزر کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔

”اوہ گاڈ۔ وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گئے ہیں۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا“..... گارج نے کار کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے دیکھ کر کہا۔ پرونو بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کار کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے دیکھ رہا تھا۔ ہال نما اس کمرے میں کئی مسلح افراد موجود تھے انہوں نے ہال نما کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کار پر فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی لیکن ان کی فائرنگ کا بھلا ہارڈ بلٹ پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔

کار ہال نما کمرے میں داخل ہو کر رک گئی تھی اور پھر اچانک کار کی مشین گنوں کے دہانے کھل گئے۔ کار کی مشین گنوں نے چند ہی لمحوں میں ہال نما کمرے میں موجود مسلح افراد کو بھون کر رکھ دیا تھا۔ ہال میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر کے کار کے فرنٹ سے ایک اور میزائل فائر ہوا جس سے سائے کی ایک دیوار دھماکے سے تباہ ہو گئی۔ دیوار کے دوسری طرف ایک اور بڑا ہال بنا ہوا تھا جہاں بیلی پیڈز اور آپریشنل گاڑیاں موجود تھیں۔ وہاں مسلح افراد بھی موجود

خیال اس کے دل میں رہ گیا تھا۔ ایکسو نے وہاں اپنی پاور کا استعمال کر کے نہ صرف ڈاگ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر لیا تھا بلکہ وہ، السلام اور ڈی ایس ہارڈ بلٹ کا رسمیت ہیڈ کوارٹر میں داخل بھی ہو گئے تھے اور یہ بات بھی گارج کے لئے ناقابل فہم ہی تھی کہ انہوں نے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے جو انتظامات کئے تھے وہ سب دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔ اس حیرت انگیز کار نے واقعی ایک طاقتور اور ناقابل تیسیر سمجھی جانے والی ڈاگ ایجنسی کے بری طرح سے نیچے ادھیڑنے شروع کر دیئے تھے اور گارج سوائے ہاتھ ملنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

ابھی گارج یہ سب دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے تیز اور انتہائی ناگوار بو کا احساس ہوا اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا یا سانس روکتا اس کے ذہن پر اندھیرے کی یلغار سی ہوتی چلی گئی اور وہ کسی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح فرش پر گرتا چلا گیا۔ یہی حال اس کے ساتھی پرونو کا بھی ہوا تھا۔ وہ بھی لہراتا ہوا فرش پر آگرا تھا۔

ابھی انہیں بے ہوش ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک ایک زور دار دھماکا ہوا اور دائیں طرف کی ایک دیوار پھٹ کر بجھتی چلی گئی۔ جیسے ہی دیوار پھٹی ہارڈ بلٹ کا اچھل کر آپریشن روم میں داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی۔

تھے۔ اس ہال میں داخل ہوتے ہی کی مشین گئیں ایک بار پھر گرجنا شروع ہو گئی تھیں جن سے نکلنے والی گولیوں سے ہال میں موجود مسلح افراد لٹو کی طرح گھومتے ہوئے اور اچھل اچھل کر گرتا شروع ہو گئے تھے۔ پھر گارج اور پرونو نے ایک اور حیرت انگیز منظر دیکھا۔ انہوں نے کار نے نیچے حصے سے ایک سٹینڈ پر گول پلٹ سی نکلنے دیکھی۔ کار اس سٹینڈ اور گول پلٹ پر آہستہ آہستہ اوپر اٹھ رہی تھی جیسے اس کے نیچے باقاعدہ جیک لگا کر اسے اوپر اٹھایا جا رہا ہو۔ اوپر اٹھتے ہی کار آہستہ آہستہ چاروں طرف گھومنے لگی اور پھر اس سے تسلسل کے ساتھ مشین گنوں سے گولیاں اور میزائل فائر ہوتا شروع ہو گئے جس سے ہال میں موجود نیلی کا پٹرز اور گاڑیاں دھماکوں سے تباہ ہونا شروع ہو گئیں۔ ہال نما یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہونے کے ساتھ مکمل طور پر کنکریٹ کا بنا ہوا تھا جس کی وجہ سے میزائلوں سے گاڑیاں اور نیلی کا پٹر تباہ ہو کر بکھر رہے تھے جبکہ دیواریں اپنی جگہ قائم تھیں۔ گن شپ کار نے چند ہی لمحوں میں وہاں موجود ہر چیز تباہ کر دی تھی اور تمام مسلح افراد ہلاک کر دیئے تھے۔

کار اسی طرح سے میزائل مار کر دیواریں توڑتی ہوئی ہیڈ کوارٹر میں تباہی پھیلا رہی تھی اور گارج آپریشن روم میں پرونو کے ساتھ بے بسی کی تصویر بنا کھڑا یہ سب دیکھنے پر مجبور تھا کیونکہ اب وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ایکسو اور السلام کو زندہ پکڑنے کی حسرت تو ایک طرف انہیں ہلاک کرنے اور ان پر ایک بار بھی قابو نہ پانے کا

”آپ سے گارج بات کرنا چاہتا ہے چیف“..... کمپیوٹرائزڈ مشین کی آواز سنائی دی۔

”گارج۔ اس وقت۔ اوکے۔ کراؤ بات“..... بلیک ڈاگ نے پہلے حیرت سے پھر مشینی آواز سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے رسیور میں ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ چیف سپیکنگ“..... کلک کی آواز سنتے ہی بلیک ڈاگ نے کرحشت لہجے میں کہا۔

”ایف سکس ہیڈ کوارٹر سے گارج بول رہا ہوں چیف“۔ دوسری طرف سے گارج کی لرزتی ہوئی اور انتہائی پریشان کن آواز سنائی دی۔

”اس وقت کیوں کال کی ہے اور تمہاری آواز کیوں لرز رہی ہے“..... بلیک ڈاگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سب ختم ہو گیا ہے چیف۔ پاور آف ایکسٹو نے سب ختم کر دیا ہے“..... دوسری طرف سے گارج نے انتہائی لرزہ برانداز لہجے میں کہا۔

”کیا سب ختم ہو گیا ہے اور تم کس پاور آف ایکسٹو کی بات کر رہے ہو“..... گارج نے چونک کر اور بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

”چیف۔ ایکسٹو اور السلام جس ہارڈ بلٹ کار میں سوار تھے۔

اس کار پر ایئر ہاکس سے ریڈ بلاسٹرز کا حملہ کرایا گیا تھا۔ سڑک پر ہر طرف ہزاروں ٹکڑے اور آگ ہی آگ پھیل گئی تھی جس کی وجہ

بلیک ڈاگ ہیڈ کوارٹر سے جانے کے لئے اپنے آفس سے نکلا ہی تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس کے دروازے کی طرف اٹھتے قدم واپس رک گئے۔

”اس وقت کس کا فون آ گیا ہے“..... بلیک ڈاگ نے ریٹ واپ دیکھ کر حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر میز کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

میز کے قریب جا کر اس نے دیکھا میز پر سرخ رنگ کے فون کا بلب جل بجھ رہا تھا اور اسی کی گھنٹی بج رہی تھی۔ سرخ فون ٹاپ ایجنٹوں سے متعلق تھا جو بلیک ڈاگ سے ڈائریکٹ بات کر سکتے تھے۔

”نہیں“..... بلیک ڈاگ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور بلیک ڈاگ اس بری طرح سے اچھلا جیسے اس کے پیروں پر طاقتور بم پھٹ پڑا ہو۔

”تمہارے سامنے کیا مطلب۔ اوہ کہیں وہ دونوں ایف سکس ہیڈ کوارٹر تو نہیں پہنچ گئے“..... بلیک ڈاگ نے بری طرح سے چیختے ہوئے پوچھا۔

”یس چیف“..... گارج نے کہا اور پھر اس نے ہارڈ بلٹ کار کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

”پھر انہوں نے ہیڈ کوارٹر میں ہر طرف بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی جس کے اثر سے میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا تھا۔ میرے سامنے اس وقت تین نقاب پوش موجود ہیں جن میں ایک ایکسٹو ہے، ایک السلام اور ایک اس کا ساتھی ڈی ایس جو میزائل سے آپریشن روم کی دیوار توڑ کر اندر آ گئے تھے۔ انہوں نے مجھے اپنے قبضے میں کر لیا ہے اور میں ایکسٹو کے کہنے پر آپ کو کال کرنے پر مجبور ہوا ہوں“..... دوسری طرف سے گارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو بلیک ڈاگ کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا بھرتا ہوا محسوس ہوا۔

”اوہ گاڈ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ پادر پریٹکشن ریز کی موجودگی میں ان کا اسلحہ وہاں کیسے کام کر سکتا ہے اور وہ ہیڈ کوارٹر میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں“..... بلیک ڈاگ نے

سے میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ریڈ بلاسٹرز سے کار ہٹ ہو گئی ہے لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ ریڈ بلاسٹرز نے ہارڈ بلٹ کار کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا“..... گارج نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک ڈاگ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

”اگر کار بلاسٹ نہیں ہوئی تھی تو تم نے مجھے اس کے ہٹ ہونے کی رپورٹ کیوں دی تھی۔ بولو۔ کیوں جھوٹ بولا تھا تم نے مجھ سے“..... بلیک ڈاگ نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”میں ریڈ بلاسٹرز کی تیز اور سرخ آگ کے نزدیک نہیں گیا تھا چیف۔ یہی کاپٹر سے ہی میں نے ہر طرف کھلے دیکھے تھے جو شاید سڑک کے کھلے تھے اور میں نے انہیں کار کے کھلے سمجھ لئے تھے“..... گارج نے کہا۔

”ہونہ۔ تو پھر اب وہ کار کہاں ہے اور وہ ایکسٹو اور السلام۔ ان کا کیا ہوا ہے کیا وہ بھی ابھی زندہ ہیں“..... بلیک ڈاگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ وہ دونوں زندہ ہیں۔ اور اور.....“ گارج نے ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر بولتے بولتے رک گیا جیسے اس میں مزید کچھ بتانے کی ہمت نہ ہو رہی ہو۔

”اور اور کیا کر رہے ہو۔ جلدی بتاؤ کہاں ہیں وہ دونوں۔“ بلیک ڈاگ نے غرا کر کہا۔

”وہ دونوں یہاں میرے سامنے ہیں چیف“..... گارج نے

حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

”جب ایکسٹو پاور میں آتا ہے تو اس کے لئے سب کچھ کرنا ممکن ہو جاتا ہے مسٹر بلیک ڈاگ“..... اچانک فون میں ایک انتہائی غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر بلیک ڈاگ ایک بار پھر اچھل پڑنے پر مجبور ہو گیا۔

”تم۔ کون ہو تم“..... بلیک ڈاگ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”ایکسٹو“..... غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور بلیک ڈاگ کو ایک بار پھر اپنے سر پر ہم پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

”تم نے پاکیشیا میں ایکسٹو کی آواز کا استعمال کر کے اس کے ممبران سے ایک غیر قانونی کام کرایا تھا۔ اس کارروائی میں نہ صرف میرے تمام ممبران شدید زخمی ہو گئے تھے بلکہ گارج نے بیس کیپ کے تمام افراد کو بھی ہلاک کر دیا تھا جس پر مجھے طیش آ گیا تھا اور جب مجھے پتہ چلا کہ اس ساری کارروائی کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے تو پھر میں نے خود حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا اور اس کے بعد کیا کچھ ہوا ہے یہ سب تمہیں گارج نے بتا ہی دیا ہے“۔ ایکسٹو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”لل۔ لل۔ لیکن یہ سب کیسے ہو گیا۔ تمہیں ایف سکس ہیڈ کوارٹر کا کیسے علم ہوا تھا اور ہارڈ بلٹ کار۔ یہ ہارڈ بلٹ کار کیا ہے۔ کہاں سے لی ہے تم نے یہ گن شپ کار جس پر کسی اسلحے کا کوئی اثر

ہی نہیں ہوتا“..... بلیک ڈاگ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”یہ کار میری نہیں السلام کی ایجاد ہے جو ہر وقت موت بن کر تمہارے اعصابوں پر سوار رہتا ہے۔ السلام نے اس کار کے ذریعے میرا کام آسان بنا دیا تھا اور میں اسی کار کی بدولت تمہارے اس ایف سکس نامی ہیڈ کوارٹر اور میزائل اسٹیشن تک پہنچنے میں کامیاب ہوا ہوں“..... ایکسٹو نے اسی طرح انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میزائل اسٹیشن۔ کیا مطلب“..... بلیک ڈاگ نے اس بار ہکلا کر کہا۔

”ہم نے ایف سکس ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے بلیک ڈاگ اور اس سے منسلک میزائل اسٹیشن اس وقت ہمارے قبضے میں ہے جس سے تم نے لایا، ساڈان اور دوسرے اسلامی ممالک کو اپنے نشانے پر لے رکھا ہے“..... ایکسٹو نے غرا کر کہا تو بلیک ڈاگ کا رنگ زرد ہو گیا۔

”اوہ گاڈ۔ تم۔ تم انسان نہیں انسان کے روپ میں کوئی بدروح ہو آخر تم نے یہ سب کیسے کر لیا۔ کیسے“..... بلیک ڈاگ نے طلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”تم یہاں آ جاؤ اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ یہ سب ہم نے کیسے کیا ہے“..... ایکسٹو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”میں وہاں آؤں۔ کیوں۔ کیا میں پاگل ہوں جو وہاں

آؤں“..... بلیک ڈاگ نے غصے سے کہا۔

”پاگل نہیں ہو تو میں تمہیں پاگل بنا دوں گا۔ میں تمہیں آدھے گھنٹے کا وقت دیتا ہوں بلیک ڈاگ۔ تم آدھے گھنٹے میں اگر تائن ایکس تھری فارمولا لے کر خود یہاں نہ آئے تو تمہارے حق میں بہت برا ہوگا“..... ایکسٹو نے کہا۔

”برا ہوگا۔ ہونہ۔ کیا برا ہوگا۔ تم نے میرے ایک ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا ہے مسٹر ایکسٹو۔ پوری دنیا میں اس سے بڑے اور فعال ہیڈ کوارٹر ہیں میرے۔ میں ایسے سینکڑوں ہیڈ کوارٹر کا اکیلا مالک ہوں۔ اس ایک ہیڈ کوارٹر کے تباہ ہونے سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ تم ایف سکس ہیڈ کوارٹر تک تو پہنچ گئے ہو لیکن تم میرے مین ہیڈ کوارٹر تک کبھی نہیں پہنچ سکو گے۔ کبھی بھی نہیں“..... بلیک ڈاگ نے بھی جواباً غرا کر کہا۔

”اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی سے تمہاری صحت پر کچھ اثر نہیں ہوگا یہ میں جانتا ہوں لیکن اگر میں اسرائیل کے پرائم منسٹر یا پھر پریذیڈنٹ ہاؤس کو نشانہ بناؤں گا تو کیا تب بھی تمہاری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا“..... ایکسٹو نے انتہائی طنزیہ اور سخت لہجے میں کہا اور بلیک ڈاگ ایک بار پھر چوک پڑا۔

”کیا مطلب۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ تم پرائم منسٹر ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس پر کیسے حملہ کر سکتے ہو“..... بلیک ڈاگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میزائل اسٹیشن پر جن میزائلوں سے تم نے مسلم ممالک کو نشانہ بنا رکھا ہے میں ان کے رخ تل ایبب اور یروشلم کی طرف موڑ دوں گا پھر پریذیڈنٹ ہاؤس اور پرائم منسٹر ہاؤس تو کیا میں پارلیمنٹ ہاؤس اور اسرائیل کی ایٹمی تجربہ گاہ بھی اڑا سکتا ہوں مسٹر بلیک ڈاگ۔ اب یہ نہ کہنا کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ اسرائیل کی ایٹمی تجربہ گاہیں کہاں کہاں واقعی ہیں“..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر بلیک ڈاگ پر جیسے لرزہ سا طاری ہو گیا اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آ گیا تھا۔

”تت۔ تت۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ غلط ہے سو فیصد غلط ہے“..... بلیک ڈاگ نے بری طرح سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا غلط ہے اور کیا صحیح اس کا فیصلہ تم نے کرتا ہے۔ میں نے تمہیں آدھے گھنٹے کا وقت دیا ہے۔ اگر آدھے گھنٹے میں تم فارمولا لے کر یہاں نہ آئے تو پھر اسرائیل پر جو قیامت نوٹے گی اس کے تم ذمہ دار ہو گے۔ تب تمہیں حقیقی معنوں میں پاور آف ایکسٹو کا مطلب بھی سمجھ میں آ جائے گا“..... ایکسٹو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی دوسری طرف سے رسیور پٹکنے کی آواز سنائی دی جیسے ایکسٹو نے زور سے کریڈل پر رسیور پٹک دیا ہو۔

”نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایکسٹو یہ سب نہیں کر سکتا۔ یہ

کے بیک لاکر اپنی میز پر رکھا اور اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ کچھ دیر اسی حالت میں رہا پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک کونسا سا لپکا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ اوہ۔ وہ سب اس وقت ایف سکس ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں۔ اگر میں گن شپ ٹیلی کاپٹر لے کر جاؤں اور میزائل اسٹیشن کو ہی تباہ کر دوں تو اس کے ساتھ ہی ایکسو اور السلام بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ میزائل اگر وہیں پھٹ گئے تو ان کی تباہی سے صحرا ہی متاثر ہو گا۔ ٹھیک ہے میں پہلے ایسا ہی کرتا ہوں۔ اگر میرا پلان کامیاب ہو گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایکسو اور السلام وہاں سے کس طرح سے بچ کر نکلتے ہیں۔ میں ان دونوں چیف ایجنٹس کو وہیں ختم کر دوں گا اور اس بار میں خود اپنے ہاتھوں سے انہیں ختم کروں گا“..... بلیک ڈاگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے کچھ سوچ کر وہ چرمی بیک اٹھایا جس میں نائن ایکس تھری فارمولے کی فائل تھی اور میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کا تہیہ کرتا ہوا تیز چلتا ہوا اپنے آفس سے نکلتا چلا گیا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ایکسو اس طرح محض ایک کار سے میری سالوں کی کمائی ہوئی محنت کیسے تباہ کر سکتا ہے۔ نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ مم۔ مم۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا“..... بلیک ڈاگ نے ریسور کریڈل پر بچ کر غصے اور پریشانی سے اپنے سر کے بال نوچتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں کیا کروں۔ اس نے مجھے صرف آدھے گھنٹے کا وقت دیا ہے۔ اگر آدھے گھنٹے میں اسے میں نے فارمولا نہ پہنچایا تو وہ میزائلوں کا رخ تل ایبب اور یروشلم کی طرف موڑ دے گا اور پھر۔ اوہ اوہ۔ نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں ایک فارمولے کے لئے اسرائیل کو اس طرح تباہ نہیں ہونے دوں گا۔ میں فارمولا ایکسو کو واپس کر دوں گا۔ فارمولا چلا گیا تو اسے واپس لایا جا سکتا ہے لیکن اگر اس نے تل ایبب کی طرف میزائل فائر کر دیئے تو انہیں کسی بھی صورت میں نہیں روکا جا سکے گا۔ پھر سب ختم ہو جائے گا۔ گریٹ تل ایبب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملیا میٹ ہو جائے گا۔ آف گاڈ۔ میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ یہ میں کس مشکل اور کس عذاب میں پھنس گیا ہوں“..... بلیک ڈاگ نے غصے اور بے بسی سے اپنے بال نوچتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے اٹھ کر اپنے آفس کے ایک خفیہ لاکر سے ایک چرمی بیک نکالا۔ اسے کھول کر اس نے بیک میں موجود تھری ایکس نائن فارمولے کو حسرت بھری نظروں سے دیکھا اور پھر اس نے چرمی بیک کی زپ بند کر

لئے بلائرز آن کئے تھے جس کی وجہ سے کار میں ان بلائرز کے آن ہونے کا کاشن ملا تھا جسے پرنس چلی نے ریز مشین آن کر کے ڈسکنکٹ کر دیا تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو ساری سرنگ تباہ ہو جاتی اور وہ کار سمیت اس سرنگ میں دفن ہو جاتے۔

ایکسٹو ہارڈ بلٹ کار لے کر ہیڈ کوارٹر میں ہر طرف تباہی مچاتا پھر رہا تھا۔ کار کے نیچے ایک ہائیڈرل پاور لگا ہوا تھا جو ایک سٹینڈ اور پلیٹ کی شکل میں تھا۔ اس ہائیڈرل پاور کی مدد سے کار اوپر اٹھا کر چاروں طرف ایک دائرے کی شکل میں گھمائی جاسکتی تھی۔ ایکسٹو نے کار گھماتے ہوئے ارد گرد جمع ہونے والے مسلح افراد پر فائرنگ کی تھی اور پھر اس نے وہاں موجود ہیلی کاپٹروں اور جنگی گاڑیوں کو میزائل مار مار کر تباہ کرنا شروع کر دیا۔ پھر ایکسٹو نے وہاں ایک بم پھینکا جو گیس بم تھا۔ گیس بم کے اثر سے ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام زندہ افراد بے ہوش ہو گئے تھے۔

ایکسٹو اور اس کے ساتھی کار سے ہیڈ کوارٹر کی دیواریں توڑتے اور ان میں راستے بناتے ہوئے ایک مشین روم میں داخل ہو گئے۔ جہاں ہر طرف مشینیں ہی مشینیں کام کر رہی تھیں۔ مشین روم میں داخل ہوتے ہی ایکسٹو سمجھ گیا کہ یہ روم ہیڈ کوارٹر کا آپریشن روم ہے۔ وہاں دو افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے جن میں سے ایک گارج تھا۔ گارج کو پرنس چلی اور ڈی ایس نے پہچانا تھا۔ ایکسٹو اور اس کے ساتھی انہیں بے ہوش دیکھ کر کار سے نکل آئے اور

ایکسٹو نے سرنگ میں داخل ہو کر سامنے آنے والی دیوار پر میزائل مار کر اسے تباہ کر دیا تھا اور پھر وہ کار لے کر ایک ہال نما کمرے میں آ گیا تھا جہاں بے شمار مسلح افراد موجود تھے اور انہوں نے کار کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر کار پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی لیکن بھلا مشین گنوں کی گولیوں کا اس کار پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔ ایکسٹو نے مسلح افراد کو دیکھتے ہی کار پر لگی مشین گن کے دہانے کھول دیئے تھے جس سے وہاں موجود تمام مسلح افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

ایکسٹو جس سرنگ کے راستے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا تھا تو اچانک کار میں ایک تیز بیپ کی آواز سنائی دی تھی جسے سن کر پرنس چلی نے فوراً کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ گارج یا ہیڈ کوارٹر والوں نے اس سرنگ کو تباہ کرنے کے

گارج کی حالت بے حد ابتر تھی۔ اس نے ایکسو کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بلیک ڈاگ سے فون پر بات کی اور پھر ایکسو نے اس کے ہاتھ سے فون کا رسیور جھپٹ لیا اور خود بلیک ڈاگ سے بات کرنا شروع ہو گیا۔ بلیک ڈاگ کو آدھے گھنٹے کا وقت دے کر ایکسو نے رسیور کرڈیل پر پینچ دیا۔

”آپ کا کیا خیال ہے چیف۔ کیا بلیک ڈاگ آپ کی اس دھمکی سے ڈر جائے گا اور وہ خود تائن ایکس تھری فارمولا لے کر یہاں آ جائے گا؟“..... پرنس چلی نے غور سے ایکسو کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

”اے معلوم ہے کہ اسے یہ حکم ایکسو نے دیا ہے اور ایکسو جو کہتا ہے اس پر عمل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا چاہے اس کا نتیجہ کچھ ہی کیوں نہ نکلے“..... ایکسو نے کہا۔

”لیکن چیف۔ اگر اس نے یہاں گرن شپ ہیلی کاپٹر یا فائٹر طیارے بھیج دیئے اور ان سے میزائل اسٹیشن پر حملہ کر دیا تو تمام میزائل یہیں جھٹ پڑیں گے اور پھر میزائل اسٹیشن اور اس ہیڈ کوارٹر سمیت ہمارے بھی کنٹرول اُڑ جائیں گے“..... پرنس چلی نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی بلیک ڈاگ ایسا کر سکتا ہے“..... ایکسو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”تب پھر ہمیں پہلے سے ہی اس حملے سے بچنے کی تیاری کر لینی چاہئے“..... پرنس چلی نے کہا۔

انہوں نے کار سے سیاہ رنگ کے لباس اور نقاب نکال کر پہن لئے۔ اس کے بعد ایکسو کے کہنے پر ایک سیٹلائٹ مشین کو چھوڑ کر پرنس چلی اور ڈی ایس نے وہاں موجود تمام مشینوں کو بم مار کر تباہ کر دیا۔ ایکسو نے پرنس چلی اور ڈی ایس کے ساتھ مل کر میزائل اسٹیشن میں جانے والا راستہ بھی تلاش کر لیا تھا جہاں سے مسلم ممالک کو ٹارگٹ کیا گیا تھا۔ ایکسو نے میزائل اسٹیشن میں موجود افراد کو ہلاک کیا اور میزائل اسٹیشن کا کنٹرول سنبھال کر میزائلوں کے رخ مسلم ممالک سے ہٹا کر ان کے رخ یروشلم اور تل ابیب کی جانب کر دیئے۔ مسلسل اور کافی دیر تک وہ اس کام میں مصروف رہا پھر اس نے ڈی ایس کو میزائل اسٹیشن کا کنٹرول دیتے ہوئے اسے ہدایات دیں اور اسے وہیں چھوڑ کر پرنس چلی کے ساتھ واپس اس روم میں آ گیا جہاں اس نے گارج کو بے ہوش کی حالت میں ایک راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا تھا۔

گارج کو ہوش میں لانے سے پہلے ایکسو نے اس کے جسم پر گہرے کٹ لگائے اور پھر وہ اسے ہوش میں لے آیا۔ گہرے اور بڑے کٹس کی وجہ سے گارج کی قوت مدافعت تقریباً ختم ہو گئی تھی۔ پھر ایکسو نے اس پر مخصوص انداز میں تشدد کیا تو گارج اس کے سامنے مٹی کا ڈھیر ثابت ہوا۔ ایکسو اس سے جو پوچھ رہا تھا گارج اس کی ہر بات کا جواب دے رہا تھا۔

ایکسو نے گارج سے کہہ کر بلیک ڈاگ کو کال کرنے کا حکم دیا۔

رہا۔ اس کے سامنے گارج دگرگوں حالت میں پڑا تھا۔ وہ مر رہا تھا۔ اس کے جسم پر لگے ہوئے زخموں کی وجہ سے اس کے جسم کا سارا خون بہہ گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا رنگ انتہائی حد تک زرد ہو گیا تھا۔

”گارج گارج۔ میری بات سنو گارج“..... ایکسٹو نے اسے بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ سن رہا ہوں“..... گارج نے جیسے مردہ ہوتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا پہلے بلیک ڈاگ یہاں کبھی آیا ہے“..... ایکسٹو نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ مختلف روپ میں یہاں آتا رہتا ہے“..... گارج نے اسی انداز میں جواب دیا۔

”وہ کس بلیک کا پٹر میں آتا ہے“..... ایکسٹو نے پوچھا۔

”اس کا اپنا ایک گن شپ بلیک کا پٹر ہے۔ وہ زیادہ تر وہی استعمال کرتا ہے“..... گارج نے کہا۔

”اس بلیک کا پٹر کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتاؤ جلدی“..... ایکسٹو نے گرجدار لہجے میں کہا تو گارج مردہ ہوتے ہوئے انداز میں اسے ایک فریکوئنسی بتانا شروع ہو گیا۔ فریکوئنسی بتاتے ہی اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا تھا جیسے اب اس میں مزید بات کرنے کی سکت نہ رہ گئی ہو یا پھر اس کی روح قبض کر لی گئی ہو۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ میزائل اسٹیشن میں موجود ڈی ایس سے کہو کہ وہ الرٹ رہے اور ارد گرد کے ماحول پر نظر رکھے۔ اسے جیسے ہی بلیک کا پٹروں یا فائر ٹیاریوں کا اسکو ارڈن دکھائی دے وہ ان پر میزائل فائر کر دے اور کسی بھی قیمت پر انہیں میزائل اسٹیشن تک نہ پہنچنے دے“..... ایکسٹو نے کہا۔

”اسے ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ میں ہارڈ بلٹ کار باہر لے جاتا ہوں۔ اگر بلیک ڈاگ نے کوئی شیطانی حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں اسے ہارڈ بلٹ کار سے ایسا سبق سکھاؤں گا کہ دوبارہ اس کے دماغ میں کوئی شیطانی سوچ آئے گی ہی نہیں۔“ پرنس چلی نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ تم جاتے ہوئے یہ سیلوائٹ مشین آن کر دو۔ میں بھی اس مشین سے ماحول چیک کرتا رہوں گا اور اگر مجھے بلیک ڈاگ کا بلیک کا پٹر دکھائی دیا تو میں اس مشین سے لکند ٹرانسمیٹر پر اس سے رابطہ بھی کر لوں گا“..... ایکسٹو نے کہا تو پرنس چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پرنس چلی نے سیلوائٹ مشین آن کی تو اس پر لگی ہوئی ایک سکریں بھی روشن ہو گئی جس سے ہیڈ کوارٹر کے باہر کا منظر دکھائی دینا شروع ہو گیا تھا۔ مشین آن کر کے اور مشین سے منسلک ایک لائٹ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے ایکسٹو کو دے دیا تھا اور پھر وہ ہارڈ بلٹ کار لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ ایکسٹو چند لمحے سوچتا

ایکسٹو نے اس کی بتائی ہوئی فریکوئنسی لاگ ویو ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کی اور دوسری طرف کال دینا شروع ہو گیا۔

”ہیں۔ بلیک ڈاگ انڈنگ یو۔ تمہیں میرے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کا کیسے پتہ چلا ہے اور تم نے اب کیوں کال کی ہے۔ میں فارمولا لے کر آ ہی رہا تھا۔ اور“..... چند لمحوں کے بعد بلیک ڈاگ کی غصیلی آواز سنائی دی۔ ایکسٹو نے چونک کر سیٹلائٹ سکرین کی جانب دیکھا تو اسے دور ایک سیاہ نقطہ سا اس طرف آتا دکھائی دیا۔

”یہ مت بھولو کہ گارج میرے قبضے میں ہے۔ جب وہ میری تم سے بات کر سکتا ہے تو اس سے تمہارے ہیلی کاپٹر کی فریکوئنسی حاصل کرنا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ اور“..... ایکسٹو نے کہا۔

”ہونہ۔ کال کیوں کی ہے۔ اور“..... بلیک ڈاگ نے غراتے ہوئے کہا۔

”تمہیں انفارم کرنے کے لئے۔ اور“..... ایکسٹو نے کہا۔

”انفارم کرنے کے لئے۔ اب کیا انفارم کرنا باقی ہے۔ اور“۔

بلیک ڈاگ نے غرا کر کہا۔

”میں تمہارے شیطانی دماغ سے یہ بات نکال دینا چاہتا ہوں کہ تم اپنے گن شپ ہیلی کاپٹر سے میزائل اسٹیشن کو نشانہ بنانے کی کوشش نہ کرنا۔ میں تمہیں سیٹلائٹ مشین سے مسلسل چیک کر رہا ہوں۔ اگر تم نے میزائل لانچر آن کئے تو یہ مت بھولو کہ تم بھی

میرے نشانے پر ہو گے۔ ادھر تم نے میزائل لانچر کو متحرک کیا ادھر میزائل اسٹیشن سے ایک میزائل نکلے گا اور تمہارے ہیلی کاپٹر کا کیا حشر ہو گا یہ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے اور پھر اس کے بعد وہی ہو گا جو میں نے کہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر اس طرف فائٹر طیارے یا گن شپ ہیلی کاپٹر آئے تو ان کا بھی یہی انجام ہو گا۔ اس لئے تمہارے اور اسرائیل کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم نائن ایکس تھری فارمولا لا کر مجھے دے دو۔ اس کے سوا تمہارے پاس دوسرا کوئی آپشن نہیں ہے۔ اور“..... ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا اور دوسری طرف بلیک ڈاگ کو جیسے سانپ سگھ گیا۔ اسے خاموش ہوتے دیکھ کر ایکسٹو سمجھ گیا کہ بلیک ڈاگ ذہن میں ایسا ہی منصوبہ لے کر وہاں آ رہا تھا اگر پرنس چلی اسے اس خطرے سے آگاہ نہ کرتا تو بلیک ڈاگ یہاں آتے ہی میزائل اسٹیشن پر حملہ کر دیتا اور پھر جو کچھ ہوتا وہ اظہر من الشمس تھا۔

”تم واقعی خطرناک ہو۔ بہت خطرناک۔ مجھے پاور آف ایکسٹو پر یقین آ گیا ہے۔ تم واقعی وہ سب کچھ کر سکتے ہو جو کہتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں ڈاگ ایجنسی کا چیف بلیک ڈاگ تم سے شکست ماننے کے لئے تیار ہوں اور میں تمہیں نائن ایکس تھری فارمولا بھی دے دوں گا لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ فارمولا حاصل کرنے کے بعد تم میزائل اسٹیشن سے قبضہ چھوڑ دو گے اور مجھے ہلاک نہیں کرو گے اور یہ کہ تم فارمولا لے کر یہاں سے واپس چلے

جاؤ گے۔ اوور..... چند لمحوں کے بعد بلیک ڈاگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے شکست خوردہ انداز میں کہا۔

”اس وقت پاور میرے ہاتھ میں ہے بلیک ڈاگ۔ تمہارے پاس میری بات ماننے کے سوا دوسرا کوئی آپشن نہیں ہے۔ لیکن بہر حال مجھے تم سے اور تمہاری ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پاکیشیا میں گارج نے کارروائی کی تھی اور وہ میرے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ اس لئے میں تمہیں معاف کر سکتا ہوں اور اس میزائل اسٹیشن سے ان میزائلوں کا رخ تل ایب اور یروشلم سے بنا لوں گا لیکن میں اس بات کی ضمانت نہیں دوں گا کہ یہ میزائل اسٹیشن سلامت رہے گا۔ اوور..... ایکسٹو نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر یہ میزائل اسٹیشن یہیں تباہ ہو جائے گا تو اس سے اسرائیل کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ ٹھیک ہے مسٹر ایکسٹو۔ میں فارمولا لا رہا ہوں۔ لیکن میں نیچے نہیں آؤں گا۔ میں فارمولا کا مسودہ پہلی کاپی سے باہر پھینک دوں گا۔ میں جانتا ہوں تمہارے پاس بارڈر بلٹ جیسی ناقابلِ تسخیر کار ہے۔ تم اس میں سوار ہو گئے تو پھر نہ تمہیں ختم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی تمہیں اسرائیل سے واپس جانے سے روکا جاسکتا ہے۔ تمہیں روکنے کی کوشش خود ہمارے لئے ہی مزید نقصان کا باعث بن جائے گی۔ اس لئے میں تمہارے راستے میں حائل نہیں ہوں گا۔ تم فارمولا لے کر بس یہاں سے چلے جاؤ۔ اوور..... بلیک ڈاگ نے انتہائی بے چارگی سے اور بے بس

سے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ مسٹر برائنڈس۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ اوور..... ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”برائنڈس۔ کلک کلک۔ کیا مطلب۔ تت تت۔ تم میرا نام کیسے جانتے ہو۔ اوور..... بلیک ڈاگ کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تم اسرائیل کے وزیر خارجہ کے سیکرٹری ہو مسٹر برائنڈس۔ پہلے میں تمہیں نہیں پہچان سکا تھا۔ تم آواز بدل کر بات کر رہے تھے لیکن شکست تسلیم کرنے کے بعد شدید ذہنی ڈپریشن کی وجہ سے تم نے مجھ سے اپنی اصلی آواز میں باتیں کرنی شروع کر دی ہیں اور میں تمہاری آواز بخوبی پہچانتا ہوں۔ اوور..... ایکسٹو نے مسکرا کر کہا۔

”اوہ گاڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ میں نے برسوں سے خود کو ساری دنیا سے چھپایا ہوا تھا اور تم۔ گاڈ گاڈ۔ میں کیا کروں۔ پلیز مسٹر ایکسٹو میری حقیقت جاننے والے ایک لمحہ بھی اس دنیا میں نہیں رہ سکتے لیکن میں تمہارے سامنے مجبور ہوں۔ میں تم سے درخواست ہی کر سکتا ہوں کہ تم میری اس اصلیت کو راز ہی رکھو گے۔ پلیز پلیز۔ اوور..... بلیک ڈاگ نے اس بار بڑے مت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ مجھے تم سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ مجھے بس اپنے ملک کا فارمولا چاہئے۔ میں فارمولا لے کر

یہاں سے چلا جاؤں گا اور بھول جاؤں گا کہ میری کبھی تم سے بات ہوئی تھی یا میں تمہاری اصلیت جان چکا ہوں۔ اور..... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

”تھینک گاڈ۔ میں جانتا ہوں۔ ایکسٹو اصولوں اور اپنے وعدے کا پکا ہے۔ اس لئے میری اصلیت اب کسی کے سامنے نہیں آئے گی۔ تھینک یو مسٹر ایکسٹو۔ تھینک یو۔ میں ہیڈ کوارٹر کے اوپر پہنچ گیا ہوں اور اب میں ایک بیک میں ٹائن ایکس تھری فارمولے کا مسودہ نیچے پھینک رہا ہوں۔ امید ہے تم اپنا وعدہ پورا کرو گے۔ دیش آل..... بلیک ڈاگ نے کہا۔ ایکسٹو نے سکرین پر ہیلی کاپٹر کو ہیڈ کوارٹر کے اوپر منڈلاتے دیکھا۔ پھر ہیلی کاپٹر سے ایک ہاتھ نکلا اور ایک سیاہ رنگ کا چرمی بیک نیچے گرتا دکھائی دیا۔ جیسے ہی چرمی بیک نیچے گرا ہیلی کاپٹر مڑا اور تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف سے آیا تھا۔

ایکسٹو نے اطمینان کا سانس لیا۔ تمام کام بخوش اسلوبی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔ یہ سب پرنس چلی کی بدولت ممکن ہوا تھا جو وہ اس قدر آسانی سے ڈاگ انجنی کے ایک ہیڈ کوارٹر تک پہنچ گیا تھا۔ پرنس چلی کی ہارڈ بلٹ نے واقعی اسرائیلیوں کو اس بار زمین چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بلیک ڈاگ ہیلی کاپٹر لے کر وہاں سے جا چکا تھا۔ ایکسٹو نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ہیڈ کوارٹر سے باہر کی طرف چل پڑا۔ جہاں پرنس چلی پہلے ہی ہارڈ بلٹ لے کر جا چکا تھا۔

ایکسٹو کو باہر جاتے ہوئے ایک خیال آیا تو اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پاکیشیا دانش منزل میں کال کرنا شروع ہو گیا۔

”ایکسٹو۔ اور..... رابطہ ملے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”تو بڑے صاحب نے میری جگہ تمہیں یہاں بٹھا دیا ہے تاکہ تم دانش منزل کی تمام ہنڈیا جلا سکو۔ اور..... بلیک زیرو نے اندھیرے میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ طاہر صاحب آپ ہیں۔ میں سمجھا کوئی اور ہے۔ اور..... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔

”ہاں۔ یہاں بیٹھ کر میں کھیاں مارنے اور ہنڈیا جلانے کے سوا کر بھی کیا سکتا ہوں۔ اور..... سلیمان نے جیسے بے چارگی سے کہا۔ بلیک زیرو نے اس سے عمران کے بارے میں پوچھا تو سلیمان نے اسے بتا دیا کہ وہ کئی روز سے یہاں ہے اور صاحب کہاں ہیں اس کے بارے میں اسے کوئی علم نہیں ہے۔ بلیک زیرو نے اس سے مزید چند باتیں کیں اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور مسکراتا ہوا ہیڈ کوارٹر سے باہر آ گیا۔ جہاں پرنس چلی اور ڈی ایس اس کے منتظر تھے۔ پرنس چلی نے ڈی ایس کو کال کر کے باہر بلا لیا تھا۔

پرنس چلی کے ہاتھ میں وہ چرمی بیک تھا جو بلیک ڈاگ نے

بیلی کا پٹر سے وہاں پھینک دیا تھا۔

”چیک کر لیا ہے۔ اصلی فارمولا ہی ہے نا“..... بلیک زیرو نے ایک بار پھر ایکسٹو کا انداز اپناتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

”یس چیف۔ اصلی فارمولا ہے۔ اس فارمولے کی ڈوپلیکٹ نہیں بن سکتی اس لئے ہمیں اب اس فارمولے کی فکر نہیں کرنی چاہئے“..... پرنس چلی نے کہا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے نکلنا چاہئے۔ میں نے میزائل اسٹیشن میں بلاسٹر لگا دیئے ہیں جو آدھے گھنٹے میں پھٹ پڑیں گے اور تمام میزائل یہیں تباہ ہو جائیں گے“..... ڈی ایس نے کہا۔ تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب کار میں سوار ہو گئے۔ اس بار کار کی ڈرائیونگ سیٹ ڈی ایس نے سنبھالی تھی۔

”لگتا ہے ڈی ایس اب ہمیں سیدھا فلسطین لے جائے گا کیونکہ یہ فلسطین جانے والے خفیہ راستوں سے آگاہ ہے۔ کیوں عمران صاحب میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا“..... بلیک زیرو نے سادہ سے انداز میں کہا۔

”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کون عمران صاحب۔ مم مم میں تو پرنس ہوں۔ پرنس چلی۔ آپ مجھے عمران صاحب کیوں کہہ رہے ہیں“..... پرنس چلی نے پہلے عام انداز میں ہاں کہا پھر اس نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”رہنے دیں۔ میری اصل ایکسٹو سے بات ہو گئی ہے۔ وہ دانش منزل میں ہے۔ اگر اصلی ایکسٹو دانش منزل میں ہے تو پھر عمران صاحب میرے علاوہ اور کس کے ساتھ ہو سکتے ہیں“..... بلیک زیرو نے چہرے سے نقاب اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اسے عمران نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ پرنس چلی ان کی اصلیت جانتا ہے۔ اس لئے ڈی ایس کے سامنے ہی ایکسٹو نے یہ سب کہہ دیا تھا وہ ایکسٹو تھا اس لئے وہ سمجھ سکتا تھا کہ اگر پرنس چلی کے روپ میں عمران ہو سکتا ہے تو پھر ڈی ایس کے روپ میں ان کے ساتھ اصلی السلام یا پرنس چلی کے سوا دوسرا کون ہو سکتا ہے۔

”واقعی ایکسٹو کی نظر سے چھپا رہنا اتنا آسان نہیں ہے۔ میں نے انتہائی محتاط رویہ استعمال کیا تھا اور میک اپ سے خود کو ہر ممکن طریقے سے چھپانے کی کوشش کی تھی لیکن میں یہ بھول گیا تھا کہ جناب ایکسٹو نے اگر پاکیشیا کال کر لی تو آغا سلیمان پاشا میرے سارے بھانڈے پھوڑ دے گا“..... اس بار پرنس چلی نے عمران کی آواز میں کہا تو بلیک زیرو اور ڈی ایس بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ کو میں بہت پہلے پہچان گیا تھا عمران صاحب مگر میں جان بوجھ کر انجان بنا رہا تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ڈی ایس کے روپ میں السلام موجود ہے جس کا دوسرا نام پرنس چلی ہے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ یہ کب ہوا۔ ہم دونوں نے تو ایسی کوئی بات کی ہی

جلد کسی حینہ عالم کو تلاش کرنا ہو گا جو میرے سر کی مالش کرے گی تب ہی یہ درد جائے گا“..... پرنس چلی نے مخصوص انداز میں کہا تو بلیک زیرو کے ساتھ عمران بھی بیٹھے لگا۔

”آپ نے بتایا تھا کہ پرنس چلی حسن پرست ہے۔ آپ میرے سامنے پرنس چلی کے روپ میں رہے تھے لیکن آپ نے ایک بار بھی حسن پرستی کی بات نہیں کی تھی۔ یہ بات بھی مجھے کھٹک رہی تھی اسی لئے میں نے آپ پر توجہ دینی شروع کر دی تھی اور پھر آپ کی اصلیت جان کر میں خاموش ہو گیا تھا۔ یہ اچھا ہی ہوا ہے کہ دونوں ایکسو ایک ساتھ تھے جن سے صحیح معنوں میں پاور آف ایکسو اجاگر ہو گئی تھی اور اسی پاور نے ڈاگ ایجنسی جیسی طاقتور ایجنسی کو بھی اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ لیکن آپ اسرائیل کب آئے تھے“..... بلیک زیرو نے پرنس چلی کے بارے میں اپنی رائے بتانے کے بعد عمران سے پوچھا۔

”جب پرنس چلی نائزکلب میں اپنے باڈی گارڈ کی تمہارے ہاتھوں دھنالی کرا رہا تھا اور تم نے کروٹو کے ساتھ اسے بھی دوچار لگا دی تھیں“..... عمران نے کہا۔

”وہ تو سب اس نے مجھے آزمانے کے لئے کیا تھا کہ عمران صاحب نے اس کے پاس جو بندہ بھیجا ہے اس میں کتنی صلاحیتیں ہیں اور ہاں آپ کو ایک بات اور بتا دوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ بلیک ڈاگ کون ہے“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے

نہیں تھی جس سے تمہیں ہم پر شک ہوتا“..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ نے زبردست میک اپ کر رکھا ہے یہاں تک کہ آپ نے اپنی آنکھوں میں ایسے لینز لگا رکھے ہیں جنہیں دیکھ کر پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ لینز ہیں۔ مگر آپ کی دائیں آنکھ کے پاس جو چھوٹا سا تل ہے وہ آپ میک اپ میں چھپانا بھول گئے تھے اور یہی بات پرنس چلی کی تو روانہ ہونے سے پہلے آپ نے مجھے پرنس چلی کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی تھی۔ میرے پاس پرنس چلی کی تصاویر اور اس کی باقی تمام تفصیل بھی موجود تھی۔ اس نے بھی میک اپ کر رکھا تھا لیکن اس کے دانتوں نے اس کا بھی بھاٹا پھوڑ دیا تھا۔ میں نے اس کے دانتوں کی شپ دیکھ کر اسے پہچانا تھا اسی لئے میں اس کے سامنے خود کو ایکسو ہونے سے نہیں چھپا رہا تھا“..... بلیک زیرو نے کہا تو ڈی ایس جو اصلی السلام اور پرنس چلی تھا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”لو بھائی۔ اب ہم دونوں کے بھاٹے پھوٹ گئے ہیں۔ اب ہم کیا کریں“..... عمران نے بے چارگی سے کہا تو پرنس چلی بے اختیار ہنس پڑا۔

”ایک ایکسو کا دوسرے ایکسو سے بھاٹا پھوٹا ہے اس کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میرا بھاٹہ پھوٹ جانے گا اس سے میرا سر ضرور درد کرنا شروع ہو گیا ہے۔ اب مجھے جلد سے

ساتھ پرنس چلی بھی چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

”یعنی تم نے اس کا بھاڑا بھی پھوڑ دیا ہے“..... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ اس کا بھی بھاڑا پھوٹ گیا ہے“..... بلیک زیرو نے ہنس کر کہا۔

”کون ہے وہ اور آپ نے اسے کیسے پہچانا“..... پرنس چلی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”وہ اسرائیلی وزیر خارجہ کا سیکرٹری سر برائنڈس ہے۔ سر برائنڈس ہی اصلی بلیک ڈاگ ہے“..... بلیک زیرو نے بتایا اور پھر وہ انہیں بتانے لگا کہ اس نے کیسے سر برائنڈس کو پہچانا تھا۔

”لو اسے کہتے ہیں کہ گھر کا بھیدی ہی لٹکا ڈھاتا ہے۔ سر برائنڈس نے تو واقعی ایسا ہی کر دکھایا ہے۔ اپنی جان اور ڈاگ ابھینے کی ساکھ بچانے کے لئے اس نے اس ہیڈ کوارٹر کے ساتھ میزائل انجین بھی تباہ کرنے کے لئے ہمیں کھلا چھوڑ دیا ہے اور ہمیں ہمارا فارمولا بھی واپس دے دیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”چلیں ہمیں کیا۔ ہمیں تو فارمولے سے مطلب تھا جو ہمیں مل گیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ ہمیں کیا۔ ہم تو خاک چھاننے آئے تھے اور خاک چھان کر جا رہے ہیں۔ بلیک ڈاگ کا راز تم نے پرنس چلی کو بتا دیا ہے اب پرنس چلی جتنا چاہے سر برائنڈس کو بلکہ اسرائیلی وزیر اعظم

اور پریذیڈنٹ کو بھی بلیک میل کر کر کے اسرائیل کی تمام حسیناؤں کو اپنے دام میں پھنسا سکتا ہے“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ختم شد

سائیرین جزائر میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا انتہائی ایکشن فل ایڈ ونچر

مکمل ناول

کوڈ کلاک

کوڈ کلاک — ایک ایسا کوڈ جسے انتہائی انوکھے انداز میں تیار کیا گیا تھا۔
 کوڈ کلاک — جس کا ڈی کوڈ ایک لڑکی کے ذریعے عمران تک پہنچایا گیا لیکن
 وہ ڈی کوڈ عمران کے پاس محفوظ نہ رہ سکا۔ کیوں؟
 زرکاشہ — ایک تیز طیارہ لڑکی جس نے عمران کے فلیٹ میں آکر اس کا ناطقہ
 بند کر دیا تھا۔ زرکاشہ کون تھی؟
 زرکاشہ — جسے عمران کی موجودگی میں ایک روسیاء ایجنٹ اغوا کر کے لے
 جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور کیسے؟
 سی آر ایجنسی — جس کا سربراہ کرنل راجپوت تھا اور اس کا ہیڈ کوارٹر ایک مین
 کیپ کے نیچے نیو سائیرین جزائر میں بنایا گیا تھا۔
 چاچن طیارہ — جو سی آر ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے قریب ایک دوسرے
 سائیرین جزیرے پر گر کر تباہ ہو گیا تھا۔
 عمران — جو اس طیارے کا بلیک باکس حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کیوں؟
 عمران — جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ریڈ ایپس شپ میں سائیریا کے
 خوفناک برفانی جزائر پہنچ گیا۔
 وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیروں کے نیچے سے برف

کے پرے ٹوٹ گئی اور وہ انتہائی سرد اور تیز رفتار سمندر میں جا گرے۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھیوں پر سی آر ایجنسی نے اس وقت
 حملہ کر دیا جب عمران اور اس کے ساتھی ایک برفانی پہاڑی سے اسکیٹنگ کرتے
 ہوئے نیچے اتر رہے تھے۔

آدالانچ — ایک خوفناک برفانی طوفان۔ جس میں عمران سمیت اس کے
 سارے ساتھی زندہ دفن ہو گئے تھے۔

آدالانچ — جس کی برف کے نیچے دفن ہو کر عمران کو پہلی بار اپنی آنکھوں
 کے سامنے موت کے سائے ناچنے دکھائی دیئے۔

کرنل کارف — سی آر ایجنسی کا سیکنڈ چیف جو ڈبل کر اس ایجنٹ تھا۔
 کرنل کارف — جو اپنے دشمنوں کی ہلاکت کا اس وقت تک یقین نہیں کرتا
 تھا جب تک کہ وہ اپنے دشمنوں کی لاشوں کے ٹکڑے نہ اڑا دے۔

کرنل کارف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں
 ہزاروں من برف کے نیچے سے نکالیں اور پھر؟

بلیک ایپس شپس — جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایپس سے لینے کے
 لئے خصوصی طور پر سازگار جزیرے پر بھیجے گئے تھے۔ وہ ایپس شپس کس نے
 بھیجے تھے۔

کرنل راجپوت — جس نے اپنے ہی ہاتھوں سے جزیرہ سازگار پر موجود اپنے